

عزیز سیر

نوا نوا



منظر کاظمی

عراق سیر

سینا و اشکو

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
ملتان

یوسف برادرز

چند باتیں

اس ناول کے تمام اہم مقام کرور، واقعات اور
پیش کردہ چوکشہ نقلی ارضی ہیں۔ کسی قسم کی مجرور
یا کئی مبالغہ آفاقہ جوگہ، جس کے لئے پیشتر
صفت بہرہ رز نقلی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین سلام مصنوعی علیہ السلام علیہ السلام آپ کے
ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک ایسا ایڈیٹر ناول ہے جسکی عمران اور
اس کے ساتھیوں کے سروں پر قدم قدم پر موت کے سائے رہ گئے
رہے ہیں۔ اجنبی اور پراسرار جنگلات میں ایک ایسا ہونک کھیل کھیل
جاری تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی باوجود انتہائی کوششوں کے
چند قدم بھی اگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ اس ناول کا ایک ایک لفظ
یعنی آپ کو سحر زدہ کر دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے
میار پر ضرور پورا اثر کرے گا۔ ایسے اب اپنے چہ خطوط بھی ملاحظہ
کر لیجئے۔

شہزاد اور سے محمد احمد اور ندیم صادق صاحبان کہتے ہیں۔ وہ
آپ کے تازہ ترین ناولوں نے ہیں اس قدر متاثر کیا ہے کہ ہم
خط لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ آخر آپ اس قدر دلچسپ انوکھے اور منفرد
ناول کس طرح لکھ لیتے ہیں۔ بہر حال ہماری دعا ہے کہ آپ کی
طرح دلچسپ اور منفرد ناول لکھتے رہیں۔

محمد احمد اور ندیم صادق صاحبان! خط لکھنے کا بعد شکریہ
جہاں تک ناول کس طرح لکھنے کا تعلق ہے تو یہ بات ایسے ہی
ہے جیسے کسی شاعر سے پوچھا جائے کہ آپ شعر کیسے کہہ لیتے

ناشران۔۔۔۔۔ اشرف قریشی

حکمت۔۔۔۔۔ یوسف قریشی

پرنٹر۔۔۔۔۔ محمد یونس

طابع۔۔۔۔۔ محمد یونس پرنٹر لاہور

تیت۔۔۔۔۔ علی محمد



ہیں۔ تحقیق منجانب اللہ ہوتی ہے اور یہ اس کا کرم ہوتا ہے
 درمیں اللہ تعالیٰ کے اس بے پایاں کرم کا انتہائی شکر گزار
 ہوں کہ اس نے مجھے یہ صلاحیت عطا کی ہے۔ آپ کی دعاؤں
 کے لئے بھی بے حد مشکور ہوں۔

کبر وڑیکا سے عطا الرحمن خان لکھتے ہیں :- آپ کے ناول
 انگلش فلموں سے کہیں زیادہ دلچسپ اور منفرد ہوتے
 ہیں۔ لیکن اگر آپ کے ناولوں کو فلمایا جائے تو یقیناً یہ نہیں انگلش
 فلموں سے کہیں زیادہ دلچسپ ثابت ہوں گی لیکن فلم بننے سے
 پہلے آپ سے ایک فرمائش ہے کہ آپ ٹائٹیل پر عمران، جولیا
 اور دوسرے کرداروں کی تصاویر ضرور شائع کریں تاکہ جو بھی فلم
 آپ کے ناولوں پر فلمیں بنائے اسے کرداروں کا انتخاب کرتے وقت
 کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس
 تجویز پر ضرور عمل کریں گے۔

عطا الرحمن خان صاحب ! آپ کی تجویز مبرا لکھوں پر،
 لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی اصلی تصویریں شائع ہونے
 کے بعد ظاہر ہے انہیں سیکرٹ سرورس سے فارغ ہی ہونا پڑے
 گا کیونکہ پھر سیکرٹ والا معاملہ تو بہر حال ختم ہو جائے گا۔ اب
 آپ خود فیصلہ کر لیں کہ تصویریں شائع ہونی چاہئیں یا نہیں۔ باقی
 رہی میرے ناولوں پر فلمیں بننے کی بات تو میرے خیال میں نادر
 پڑھنے کے بعد اس کی فلم دیکھنے کی ضرورت ہی آپ کو محسوس
 نہ ہوگی۔ کیونکہ اچھا ناول تو وہی کہلا سکتا ہے جو ساتھ ساتھ آپ

کے ذہن میں سچویشن کا منظر بھی اس طرح پیدا کر دے جسے آپ
 پڑھنے کی بجائے اس منظر کو دیکھ رہے ہوں۔ شاید فلم بنانے والے
 وہ حقیقی منظر پیدا کر سکیں جو ناول پڑھتے وقت آپ کے ذہن
 میں اجاگر ہوتا ہے اور پھر آپ یہ کہنا شروع کر دیں کہ فلم میں
 تو وہ لطف نہیں آتا۔ اس لئے بھی آپ جن مشہور ناولوں پر فلمیں
 دیکھتے ہیں۔ اگر آپ فلم کر سکتے ہیں تو وہ ناول پڑھ لیں تو آپ
 یقیناً اس فیصلے پر یقین کریں گے کہ اگر اس پر فلم بنی تو بہتر تھا۔
 گورنمنٹ کالج آف کراچی میں ایک گٹ سے محمد فلیل جوہان لکھتے
 ہیں :- آپ کے ناول بے حد پسند آتے ہیں لیکن میرے ایک بات
 کی کمی محسوس کی ہے کہ اب عمران کا مزاج آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا
 ہے اس پر ضرور توجہ دیں :-

محمد فلیل جوہان صاحب ! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد
 مشکور ہوں۔ دراصل عمران کے سامنے اب کشن ہی اس قدر عزیز و فدا
 آتے ہیں کہ اس کے لئے مزاج کا وقت و مکان ہی مشکل ہو جاتا ہے
 بہر حال جہاں اس کا دائرہ لگتا ہے وہ جو کہ تو نہیں ہے۔ دعا کریں
 کہ آئندہ سست رفتار مجرم ہی عمران سے ملکر انہیں تاکہ اسے مزاج کا
 زیادہ سے زیادہ وقت ملتا رہے لیکن پھر آپ کو یہ شکایت پیدا
 ہو جائے گی کہ یہ کیسے مجرم ہیں جن میں تیزی اور چھرتی نام کو بھی نہیں
 بس مذاق مذاق میں ناول ختم ہو گیا۔ فیصلہ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
 پرانی جہلم شیعہ گجرات سے عبد الرشید ناز صاحب لکھتے ہیں :-

مجھے عمران سے یہ شکایت ہے کہ وہ اب بوڑھا ہوتا جا رہا ہے کیونکہ

وہ اپنی بہت سی عادتیں بھول گیا ہے یعنی جو کچھ چنانا اور خس کم
جہاں پاک والا فقرہ استعمال کرنا۔

جیدالرشید ناز صاحب! جو خصوصیات آپ نے جہانوں کیلئے لکھی
ہیں وہ واقعی سچے دلچسپ ہیں لیکن یہ خصوصیات تو بڑاڑوں میں بھی
ہو سکتی ہیں اصلی ذہنی تشبیہ سے بھی جو کچھ چنانا جاسکتی ہے اور
خس کم وہاں پاک والے عادتوں کا استعمال تو سب سے آسان بات ہے۔
اگر ایسی بات ہے تو پھر شاید بڑھا آپ کسی کو بھی ذکر کرسکیں گے۔
را عمران کے بڑھا ہونے کا مسئلہ تو بڑھا یا دراصل نفسیاتی کیفیت کا
بات ہوتی ہے۔ جن کے دل جوان ہوتے ہیں وہ بڑھے ہوئے بھی
بڑھے نہیں ہو سکتے اور عمران کے دل سے تو آپ واقف ہی ہوں گے
پشاور ہنر سے فواد احمد لکھتے ہیں! آپ کی تصویر ہم کچیس سال
دیکھ رہے ہیں اور تصویر سے جو عمر آپ کی نظر آتی ہے اس لحاظ سے
آپ کی عمر اب کم از کم سترہ سال کے قریب ہوگی۔ کیا آپ کی عمر
واقعی اتنی ہوگی۔

فواد احمد صاحب! آپ نے تصویر دیکھ کر میری عمر کا جو اندازہ لگا
ہے وہ اس لئے غلط ہو گیا ہے کہ آپ نے اس کی تصویر کے بعد کے سال
شامل کر دیئے ہیں حالانکہ یہ تصویر جب میں نے کھینچی تھی تو نو فوٹو گراف
نے کہا تھا کہ میرے میں لفظی کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے اور آپ کی یہ تصویر
تو کچیس سال بعد کی گئی ہے۔ اب عمر کا فیصلہ آپ خود کریں گے۔

مجھے اب اجازت دیجئے

والسلام منظر کلیم ایم اے

عمران ہاتھ دوام سے نکل کر ابھی ناشتے کے لئے بیٹھا ہی
تھا کہ پکس رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران
نے چونک کر ایک نظر فون کو دیکھا اور پھر منہ بنا سے ہوئے
اس نے ریسپور اٹھایا۔

”سودی — رمانی نرخ والی کال کا وقت ختم ہو گیا
ہے۔ اب پورا چارج ہو گا۔“ عمران نے ریسپور اٹھاتے
ہی تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسپور رکھ
دیا۔

”سیلمان — جلدی ناشتے کے کر پنچو درم یہ سائون مجھے
الطینان سے ناشتہ بھی نہ کرنے دے گا۔“ عمران نے
اوپر لہجے میں کہا۔

”ابھی غیر ناشتہ تیار ہو رہا ہے اور میں آپ سے بھی زیادہ الطینان ناشتہ

کا ہوتا ہے ٹیلیفون کرنے یا سننے کا نہیں ہوتا۔ — عمران نے ریسپور اٹھاتے ہی تلخ دھجے میں کہا۔

”سوری۔ کیا آپ علی عمران بول رہے ہیں؟“ — ایک نامانوس سی نسوانی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”ویری سوری۔ میں علی عمران ہی بول رہا ہوں۔ لیکن آپ میری ہمت کی داد تو دے سکتی ہیں کہ ناشتہ کئے بغیر بول رہا ہوں حالانکہ زبدۃ الکلمہ کا قول ہے کہ ناشتہ کے بغیر بولنا اپنے آپ کو غلطیوں میں ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے کیونکہ رات کا کھانا قورات سے پہلے ہی ہضم ہو جاتا ہے اور کھانا بھی کیا ہوتا ہے۔ بس ہمارا ہی ہوتا ہے۔ — دس بارہ چپاٹیاں — ایک ڈونگہ قور — ایک ڈونگہ بلفرازی — دو مرغ — مسلم — کچھ سلاد — اور کچھ اپار ب آپ خود ہی سوچ بیجئے۔ کہ یہ کھانا کب تک کام آسکتا ہے۔ کھانا سے کھانا کتنا بھی کھائے کی توہین ہے۔ اس کے باوجود میں بول رہا ہوں۔ — دیہے ایک بات ہے کہ ناشتہ اللہ آپ کی آواز میرے عصاب کے لئے اس قدر قوت بخش ہے کہ سلیمان کا حیرہ مقوی عصاب بھی اس قدر مقوی نہیں ہو سکتا۔ — عمران کی زبانی پوری بات سے چل رہی تھی۔

”میرا نام مس مورتی ہے اور اپنے باورچی کو کہہ دیجئے کہ میرے لئے ناشتہ تیار کر لے۔ کیونکہ میں نے قورات کا کھانا بھی نہیں کھایا اس باوجود میں بول رہی ہوں۔“ — دوسری طرف سے ہنسنے ہوئے ب دیا گیا۔

کرنے کا جائل ہوں۔ میں جب اطمینان سے ناشتہ کروں گا اسی کے بعد آپ کا ناشتہ تیار ہوگا ابھی آپ دو تین گھنٹے ٹھوسکتے ہیں۔ کچن سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ارے پتر ہے۔ سات بج چکے ہیں۔ اور طبی اصولوں کے تحت یہ ناشتہ کا صحیح وقت ہے۔ — زبدۃ الکلمہ حکیم جالینوس نے اپنی کتاب میں ناشتہ کا یہی وقت لکھا ہے۔“ — عمران نے غصیلے دھجے میں کہا۔

”آپ کے علاوہ بھی دنیا میں پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں میں نے بھی یہی وقت پڑھا ہے لیکن اپنے لئے۔ آپ کے لئے نہیں۔“ — سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

”اچھا حکیم ہے سب کو ایک ہی نسخہ دیکر دیتا ہے۔ — تمہارے لئے تو اُسے خاص طور پر دس نیچے کا وقت لکھنا چاہیئے تھا ٹھیک ہے۔ اب میں خود کتاب لکھوں گی جس میں باورچیوں کے لئے ناشتہ ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔“ — عمران نے اور زیادہ غصیلے دھجے میں کہا۔

”بب آپ کی کتاب کوئی پڑھے گا تو اُسے پتر بھی چلے گا جس طرح کی کتاب آپ نے لکھتی ہے اس کی تو پڑیاں ہی نہیں لگی۔“ — سلیمان نے ترت جواب دیتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے ریسپور اٹھا لیا۔

”کیا آپ نے حکیم جالینوس کی کتاب نہیں پڑھی کہ یہ وقت ناشتہ

دکریں گے۔ اب تجھے آپ والا ناشتہ زہر مار کرنے پڑے گا۔
 — سلیمان نے سامان ٹالی سے اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
 ”ارے یہ ناشتہ ہے۔ تم ایسا ناشتہ کرتے ہو۔“ اودھا
 اٹھ، ایک پیالی چائے۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا۔ کیونکہ
 قاضی منیر نے اودھا اٹھا ہوا اٹھ اور ایک پیالی چائے ہی سلیمان
 ”تم بھی“
 ”تو ایک غریب آدمی کا باورچی اور ناشتے میں کیا کھا سکتا ہے۔“
 سلیمان نے مٹہہ بناتے ہوئے کہا۔

”اودھ ویری سیڈ۔“ اودھ یہ تو بہت سنگین معاملہ ہے۔
 تم تجھے تو اتنا بھر پور ناشتہ دیتے ہو اور خود یہ چڑیل جیسا ناشتہ کھاتے
 ہو۔ تم نے آج تک بتایا ہی نہیں۔ اماں بیگم ہی ہیں جو خود کھاؤ
 ہی اپنے ساتھی کو بھی کھلاؤ۔“ عمران نے بڑے انصاف سے
 چھین کہا۔

”بڑی بیگم صاحبہ نے یہ نصیحت آپ کو کی ہوگی۔ آپ ضرور اس
 عمل کریں۔ میرے لئے انہوں نے دوسری نصیحت فرمائی ہے
 جو ہم کو جانے وہ ساتھی کو دے دیا کرو۔ اس نے قبوری ہے۔
 باہمی کچھ ہے۔“ سلیمان نے مٹہہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
 ”گنگ گنگ کیا مطلب یعنی نکلیا گیا ہے۔“ عمران نے حیران
 دتے ہوئے کہا۔

”قبوری ہے۔“ اودھا درجن انڈے۔ تین قیر بھرے پرائے۔
 دو بڑی ٹکیاں مارجرین اور دو گلاس شہد ملے دودھ کے

”مورتی اودھ تو آپ مورتیاں میرا مطلب ہے جیسے میں کو
 ناشتہ کرنے لگے ہیں۔ اودھ میں بھی سوچتا تھا کہ آج تک میں اتنی
 فضیلتیں ہوتی ہیں لیکن ہر چیز کا قوط کیوں پڑ جاتا ہے۔ اور
 سلیمان ہر وقت دونا کیوں دوتا رہتا ہے کہ یہ نہیں ہے۔
 وہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ ارے ارے پوری بات تو سن چکے
 عمران نے بات کرنے کرتے چوک کر کہا کیونکہ دوسری طرف
 ریسور رکھا جا چکا تھا۔

”سلیمان جتناب سلیمان صاحب اور نہ دونا ناشتہ تجھے۔
 ایک مورتی بھی آ رہی ہے ناشتہ کرنے۔“ عمران نے بڑا
 بنا کر ریسور رکھتے ہوئے تقریباً رو دینے والے لمحے میں کہا۔
 ”جب آپ کو بلے گا تو اس میں سے اُسے بھی حصہ دو۔
 گا۔ فی الحال تو میں ناشتہ شروع کرنے والا ہوں اور رہا
 کرتے ہوئے تجھے ڈسٹرب نہ کیجیے گا۔“ سلیمان کی آواز
 دی اور عمران بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
 دراصل وہ اس پوز میں بیٹھا اس خنجر میں موتی کے ہالے میں سو
 تھا۔ آواز قطعی ناموافق تھی۔ لیکن یہ فخر اس طرح بات
 تھی جیسے ”پھلے جہم سے واقف ہو۔ سوچتے سوچتے جب تو
 سمجھ میں اس کا کوئی حدود و اربعہ نہ آیا تو عمران نے تنگ آکر
 ہی چھوڑ دیا۔

اسی لمحے سلیمان ٹالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔
 ”یہ کیجیے میں اپنا ناشتہ آپ کو دے رہا ہوں۔ آپ“

بلدی کی کچھ نئی سکناسے وی لے آیا ہوں۔“ سلیمان نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

”ہو نہ تو یہ بات ہے۔ میں بھی حیران تھا کہ آدھا اُبل ہوا انڈہ اور ایک پیالی پائے سے اگر تم پر روز بروز جوانی آتی جا رہی ہے تو پھر مجھے تو فاقہ قری کرنا پڑے گا۔“ عمران نے انھیں گھماتے ہوئے کہا۔

”اپنے اپنے نصیب کی بات ہے جناب بزرگ کہتے ہیں بروٹی اپنے مقدر کا کھانا ہے دوسرے کا گول سٹرخ دیکھ کر اپنے منہ پر تھپڑ نہیں مارتا یا دیتے۔ ویسے ٹرائی کے خیلے خانے میں بھی کچھ نئی کیا ہے بزرگ کہتے ہیں اپنے کھانے میں سے مسکینوں، غریبوں کا حصہ بھی نکالنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ حصہ بھی پڑا ہے۔“ سلیمان نے دروازہ کراس کرتے ہوئے کہا اور غائب ہو گیا۔

”یہ بزرگ بھی ساری باتیں باورچیوں کو بتاتے رہتے ہیں۔“ عمران نے مڑنا تے ہوئے کہا اور اس نے ٹرائی کو گھسیٹ کر اپنی طرف کیا تو ٹرائی ٹرے میں واقعی اس کا بھرپور ناشتہ موجود تھا۔ عمران نے ناشتہ اٹھا کر منہ پر رکھا اور وہ آدھا انڈہ اور پیالی پائے اٹھا کر ٹرائی کی چلی ٹرے میں رکھی اور ناشتہ شروع کرنے ہی لگا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”ارے سلیمان دیکھا توئی تمہاری طرح کا غریب مسکین تو نہیں آگ؟“ عمران نے اُونچی آواز میں کہا۔ ”و ناشتے میں سے حصہ لینے۔“ عمران نے اُونچی آواز میں کہا۔ ”و جلدی بلدی ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے کال بیل دوبارہ

بجی اور اس بار تو مسلسل ہی بجتی چلی گئی۔ شاید کال بیل بجاتے والے نے جھٹلا کر ٹرائی سے اٹھتی پڑنے کی قسم کھالی تھی۔ عمران نے کوئی توجہ نہ دی اور کان پیسٹے ناشتے میں مصروف رہا۔

”کون بد تیز ہے۔ جسے بزرگوں نے گداب نہیں سکھائے۔“ سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی اور پھر اس کے تیز تیز قدموں کی آواز بیرونی دروازے کی طرف جاتی سنائی دی۔ وہ غصے میں مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔

”ارے پھری تے دم لو کیا آگ زیادہ تیز ہو گئی ہے چنے۔“ سلیمان نے دروازے کے قریب جا کر انتہائی غصیلے انداز میں خالقا باورچیوں والا قاورہ بولتے ہوئے کہا اور عمران ناشتہ کرتے کرتے ابلے اختیار مٹکا دیا۔

”آپ عمران صاحب میں ویسے مشکل صورت لے تو مجھے عمران کی بجائے اس کے دادا جان لگ رہے ہیں۔ کیونکہ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ عمران صاحب بڑے وجہ غریب صورت۔ اور فرمان آدمی ہیں۔“ اسی من مروت کی آواز دروازہ کھٹکتی ہی سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ وہ اب تک اس کے نہ آنے سے بے بسی سمجھ بیٹھا تھا کہ کسی نے رنگ قبر ڈال کیا ہے اور عمران (اب) فخریہ سننے کے بعد شرارتناہ ناشتہ والا فقرہ کہہ دیا ہے۔ لیکن وہ رنگ قبر تو فلیٹ کے دروازے تک آپہنچا تھا۔

”جی میں عمران صاحب کا ہوتا ہوں۔“ سلیمان نے بڑے بنچہ میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کو اتنی زور کی ہنسی

”اُسے اُسے میں ہاشتہ تو نہیں کر رہا۔ یہ تو ناشتے کی رہیز سہل ہو رہی ہے۔“ تشریف لائیے۔ آپ کے لئے ٹرائی کی چلی ٹرسے میں سامان ہاشتہ موجود ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اندھ اب سخت ہو کر کشتہ مڑا کاہن چکا ہو گا اور چائے شربت کوفت جان میں بدل چکی ہو گی۔ بہر حال جو کچھ ہے حاضر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تو آپ کے یہاں مڑا اندھے دیا کرتے ہیں۔ واہ کیا اٹو کا ملک ہے۔ آپ کے بطن سے کتنے بچے ہو چکے ہیں۔“ مس مورتی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ اسی نے کشتہ مڑا کے جڑ کو بڑے خوبصورت انداز میں استعمال کیا تھا۔ اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ کیونکہ اس نے جتنی کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران سے بھی دو چارے اُسے ہی ہے۔

”اوہ کسوری بطن سے انہیں بلکہ سر سے پیدا ہوتے ہیں نیچے۔ پھر تو عقلی نیچے جھٹے لیکن ایک بات ہے۔ عقل تو جلی گئی بچوں میں باقی کیا بچا۔“ مس مورتی نے عمران کے سر پر ہاتھ رکھتے ہی فوٹا کہا اور عمران مسکرا دیا۔ مس مورتی واقعی خاصی تیز جاری تھی۔ ”باقی ظاہر ہے صورت بھی نکال سکتی ہے۔ اور مزید ایک حد تک کے بعد صورت بھی اس مورتی میں تبدیل ہو گئی ہوگی۔ لیکن آپ کی گتھی تو شاید سبیلگوں میں پھل رہی تھی۔ ایسی صورت میں تو مس مورتی کی بجائے بڑے صمد مورتی زیادہ بہتر رہے گی۔“ عمران بھلا کب باز رہے وہلا تھا۔ اور اس بار مس مورتی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

آئی کر اُسے اچھا سا لگ گیا۔
 ”اوہ تو عمران دادا بھی بن چکا ہے۔ میرے خیال میں پیدا ہونے سے پہلے ہی شادی ہو گئی ہوگی اس کی۔“ اس رگی نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور عمران کے کان پر فقرہ سننے ہی کھڑے ہو گئے کیونکہ یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ یہ قمر میں موتی خاصی ستم ظریف واقع ہوئی ہیں۔
 ”اب یہ آپ کا اپنا تصور ہے کہ آپ نے اُسے میں دیر کر دی اب تو میں ہی خدمت نکالنا سکتا ہوں۔“ سلیمان بھلا کہی سے کم تو نہ تھا۔
 ”ابھو تو ایک سوچے نمبر یاد رکھیے گا۔ جو سکتا ہے کہ قمر خال آپ کے ہی نام نکل آئے۔“ مس مورتی نے بھی تڑت جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔
 ”اُسے ایک سو سات نمبر تک تو پہنچنے دو اُسے۔ قمر انداز ہی تو ہوتی ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔
 ”جائے قمر میں جانتا ہوں کہ آپ کی قسمت میں ایک سو سات ہی لکھا ہوا ہے۔“ سلیمان نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔
 ”سات تو لگی نمبر ہوتا ہے۔“ مس مورتی نے کہا اور پھر تیز تیز قدموں کی آواز راہداری میں ابھرنے لگی۔
 ”اچھا تو باوجود کہنے کے آپ نے اکیلے ہی ہاشتہ شروع کر دی۔“
 — دروازے میں سے غصیلی آواز سنائی دی۔

کانوں میں سرخ رنگ کے ٹاپس تھے۔ لیکن وہ جس روانی سے پاکشیا کی حکامی زبان بول رہی تھی۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ طویل عرصے سے پاکشیا میں رہ رہی ہے۔ کارڈ پر صرف ایک نمبر لکھا ہوا تھا۔ اور اس کے نیچے کسی کے دستخط تھے۔ عمران نے ٹکٹ پلٹ کر کارڈ کو دیکھا لیکن اس نمبر اور دستخط کے علاوہ اس کارڈ پر اور کچھ درج نہ تھا۔ عمران فوراً دستخط کو دیکھنے لگا۔ لیکن اُسے قطعاً یاد نہ آ رہا تھا کہ یہ کن صاحب یا صاحبہ کے دستخط ہیں۔

”ہپ کی طرح آپ کے دستخط بھی بے حد خوبصورت ہیں لیکن یہ نمبر تو خاصا طویل ہے۔ اس نمبر تک پہنچنے پہنچنے تو میں واقعی دوا دیا جان بچا ہوں گا۔“ عمران نے مسکرا کر کارڈ واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور کڑی ایک بار پھر کلک لگا کر منس پڑی۔

”آپ دادا جان بن جانے کے باوجود قابل قبول ہو سکتے ہیں۔ بہر حال یہ نمبر تپالی سیکورٹ سروس کے چیف وکرم کا اور یہ دستخط بھی انہی کے ہیں۔ اور میں اُن کی ٹیم کی ایک رکن ہوں۔“

میس مورتی نے ہنستے ہوئے بڑے بے باکانہ ہلچے میں کہا۔ لیکن عمران وکرم کا نام سن کر چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے کارڈ دوبارہ اٹھایا اور دستخط کو غور سے دیکھنے لگا۔

”یعنی وکرم نے نیا اکاؤنٹ کھول لیا ہے۔ ناما فارورڈ جارہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نیا اکاؤنٹ کیا مطلب۔“ اس بار میس مورتی نے حیران ہوتے

”آپ کا یہ خوبصورت جواب بتا رہا ہے کہ آپ واقعی علی عمران ہیں یہ ہلچے کارڈ۔“ میس مورتی نے اپنے سینڈ بیگ سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر عمران کی طرف پڑھاتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو کارڈ اب بانٹے جا رہے ہیں اور سیکورٹے کارڈ سے پہلے ہی پورے ہو گئے ہیں وہ پھر تو یقیناً ہزاروں میں جائے گا۔“

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کڑی ایک بار پھر کلک لگا کر منس پڑی۔

”اب میں بھی کچھ بہت ہو گئی ہے۔“ غصے و راصل ہی بتایا گیا تھا کہ آپ مذاق کرنے میں بے حد تیز ہیں اور یہی آپ کی خاص نشانی ہے اُن نے ہلچے ایسے فقرے کہتے پڑے۔“ میس مورتی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یعنی ابھی سے بس ابھی تو آپ نے کارڈ ہی دیا ہے۔ کارڈ کے بعد کے مراحل تو کارڈ بانٹنے کے بعد ہی طے ہوتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اٹھا لیا۔

”آپ کے لئے نامشہرے ٹکٹوں۔“ اُسی نے سیماں نے دھنسنے پر اگر خاصے مودبانہ ہلچے میں کہا۔

”اوہ شکریہ میں نامشہرے کرائی ہوں۔“ میس مورتی نے مسکرا کر کہا اور سیماں نے خاموشی سے ناشتے کے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔

میس مورتی تپالی لڑکی تھی۔ اس کا رنگ گہرا سا ہوا تھا۔ لیکن اس کے سامنے رنگ میں بھی ایک عجیب سی کشش تھی۔ اب نے جینز اور بٹش کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے آخر وٹل رنگ کے ہال اس کے شانوں تک بڑے نفیس انداز میں ترشے ہوئے تھے

”جوتے مارنے پر کیا مطلب؟“ مس مورتی اور زیادہ تیزان ہو گئی۔
 ”جی اتنی بڑی پرسٹ نہیں تھی کہ آپ کو حیران ہونا پڑے۔“
 جو غالب علم ٹیسٹ میں فیل ہو جاتا اُسے جوتے مارنے کے لئے مجھے
 تعینات کیا گیا تھا۔ اور آپ کے ان چیف صاحب کے سر کے
 بال تو پہلے ہی سال میں اڑ گئے تھے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے
 میں کہا اور ایک بار پھر مس مورتی کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”آپ بالکل ویسے ہی ہیں جیسا چیف نے بتایا تھا۔ وہ تو مجھے
 بیسی ہی نہ رہے تھے کہتمے کہ تم اس سے بٹنے کے بعد واپس ہی
 نہ آؤ گی لیکن میں نے ضد کی تو مجبوراً انہوں نے مجھے بھیجا۔ اور واقعی
 آپ سے بٹنے کے بعد واپس جانے کو جی نہیں چاہتا۔“ مس مورتی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں تو ٹیسٹ میں اول نمبر پاس ہو رہا ہوں۔“ عمران
 نے کہا اور مس مورتی اتنے زور سے ہنسی کہ کمرہ اس کی مترنم ہنسی سے
 گونگا لگ گیا۔

”آپ بے فکر رہیں آپ فیل بھی ہو جائیں تب بھی مجھ میں بہ جرات
 نہیں کہ میں آپ کے سر کے بال اڑا سکوں۔“ مس مورتی نے ہنستے
 ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں بات کی تو عمران بھی مسکرا دیا۔

”اچھا اب یہ وکرم صاحب ناپالی سیکرٹ سرورس کے چیف ہیں
 اور ان کا عمن نمبر ہے اور نیچے ان کے تازہ ترین دستخط ہیں۔“
 پھر..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ کہ آپ انہیں فون کریں اور ان سے بات کریں۔“ مس مورتی

ہوئے کہا۔
 ”ہمارے ہاں جب ٹیکس بچاتے گئے نے کوئی نیا اکاؤنٹ کھولا جاتا
 ہے تو دستخط تبدیل کر دیتے جاتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا
 اور مس مورتی اس بار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”اوہ تو چیف کے دستخط پہلے اور تھے۔“ اس نے آپ
 انہیں پہچان نہیں سکے۔“ مس مورتی نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”اُسے دراصل نئے سے نئے دستخط بنانے کا بڑا شوق تھا۔
 اور اپنی دستخطوں کی تبدیلی نے اُسے ایک بار مشکل میں ڈال دیا تھا۔
 اس کے والد نے جب اسکو فورڈ لینڈ روفر میں اس کے بینک
 اکاؤنٹ میں خرچ بھیجا تو اس وقت تک وکرم وہ دستخط ہی بھول چکا
 تھا۔ جو اس نے اکاؤنٹ کھلواتے وقت کئے تھے چنانچہ اس نے
 بڑے اطمینان سے تازہ ترین دستخط کر کے چیک بھجوا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا
 کہ بینک والوں نے اُسے جعلی دستخط کرنے پر قانونی نوٹس دے دیا
 ۔ بڑی مشکل سے معاملہ رفع و دفع ہوا لیکن یہ معاملہ رفع و دفع ہونے
 تک اس کے فاقے شروع ہو گئے تھے۔“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ کیا آپ اسکو فورڈ لینڈ روفر میں
 پڑھتے رہے ہیں۔“ مس مورتی نے بے حد حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اُسے کہاں ہمارا ایسی قیمت کہاں کہ ہم اسکو فورڈ لینڈ روفر
 میں بیٹھ سکیں۔ وہاں تو وکرم جیسے پرسن ہی پڑھ سکتے ہیں۔
 میں تو وہاں جوتے مارنے پر مامور تھا۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا چلو میں وکرم سے سننے کا ٹیکس وصول کروں گا ویسے کیا آپ سپاسامہ پیش نہیں کریں گی۔“ عمران نے شکر کرتے ہوئے کہا۔
 ”سپاسامہ۔ وہ کیا ہوتا ہے۔“ مورتی نے چونک کر پوچھا۔
 ”بیب کسی ایسے جہان خصوصی کو بلا لیا جاتا ہے جس سے کچھ رقم انجمنی ہو تو پھر اس کے سامنے سپاسامہ پیش کیا جاتا ہے۔“
 جس میں پہلے تو جہان خصوصی صاحب کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد مطالبات کی ایک طویل فہرست ہوتی ہے۔
 ظاہر ہے وکرم صاحب نے آپ کو جب یہ کارڈ دے کر بھیجا، تو مقصد تھے جہان خصوصی بنانا ہوگا۔ اور ظاہر ہے مطالبات کی بھی جی بلی فہرست ہوگی تو کم از کم وہ قصیدوں والا حصہ تو سن لوں پھر تو تعزیت بھی چل کر۔“ عمران نے شکر کرتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کا مطلب سمجھ گئی ہوں آپ اس بارے میں کوئی ایڈیٹر لٹنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں چیف نے آپ کے پاس تجھے بھیجا ہے لیکن عمران صاحب تجھے قطعاً کچھ معلوم نہیں۔“
 کل صبح پیپ نے تجھے کال کیا اور پھر انہوں نے پہلے تو آپ کا تفصیلی تعارف کرایا۔ اس کے بعد تجھے یہ کارڈ دیا۔
 لیکن ساتھ یہ شرط لگا دی کہ میں نے یہ کارڈ اصلی علی عمران کو ہی پہنچانا ہے۔ آپ کا فون نمبر یہاں ہونے سے میں نے فون کر کے انکار ہی سے بچ چکا تھا۔ آپ کو کال کیا تو پھر آپ کی تقریر سن کر تجھے آدھا مٹین ہو گیا کہ آپ واقعی علی عمران ہیں۔ اس کے بعد باقی نصف لاکھ یہاں آکر آپ کی باتیں سن کر بھیجا چنانچہ میں نے کارڈ آپ کو

نے شکر کرتے ہوئے کہا اسی لیے سلیمان شے اٹھائے اندر داخل ہوا۔
 شے میں کافی کاف کی ایک خوبصورت اور نفیس سی پہالی موجود تھی۔ اس نے کافی کی پیالی میں مورتی کے سامنے رکھ دی۔
 ”اوہ شکر کر۔“ مس مورتی نے شکر کرتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان شکر کرتا ہوا واپس مڑنے لگا۔

”سلیمان ٹیلیفون کا بل کتنا آیا ہے اس فیسنے۔“ عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس فیسنے۔“ پہلے کچھ مہینوں سے نہیں آیا۔“ سلیمان نے مڑ کر مڑبنا تے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن تم تو ہر فیسنے قلم سے بل وصول کر لیتے ہو۔“ عمران نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

”وہ تو میں اپنے فون کا بل وصول کرتا ہوں آخر آپ بھی تو کال اسی فون پر سنتے ہیں۔ اس لئے سننے کا ٹیکس تو آپ کو ہی دینا چاہیئے۔“ سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ مس مورتی بڑی دلچسپ نظروں سے ان دونوں کو مڑبنا رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ بڑے اطمینان سے کافی کی پیکیاں لے رہی تھی۔

”آپ نے سن لیا جس مورتی۔“ عمران نے منہ بند تے ہوئے کہا۔

”سواری میرے پاس سننے کا ٹیکس دینے کی رقم نہیں ہے۔“ مس مورتی نے شکر کرتے ہوئے جواب دیا اور عمران کو کھکھک کر ہنس پڑا۔ مس مورتی واقعی بے حد مزہ دین اور مزہ جواب لڑتی تھی۔

دے دیا۔" مورتی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ شکریہ ہے۔ ورنہ میں تو واقعی گھبرا گیا تھا۔ کچھ کل برٹس بڑا مندا جا رہا ہے۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیسا شکریہ؟" مورتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 "میرا مطلب ہے۔ آپ ہوٹل میں پھری ہوئی ہیں پھر ٹھیک ہے ورنہ سیلمی نے مجھے بیوقوفی کا نوٹس دے دیتا تھا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا کھنڈر اٹھالیا۔
 اور مورتی ہنس پڑی۔ اس کے چہرے سے غم و غصہ ہوتا تھا کہ وہ واقعی علی عمران کی باتوں سے محفوظ ہو رہی ہے۔

"یس انٹواری پلیز۔" چند لمحوں بعد ریسپورڈ سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ناپال ڈائریکٹ کال کرنے کے لئے کوڈ نمبر کیا ہے؟" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اسے کبھی ناپال فون کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی۔ ویسے وکرم اس کا آکسفورڈ میں کلاس فیور ہا تھا وہ ناپال کے شاہی خاندان کا فرد تھا۔ اس نے آکسفورڈ سے سائنس میں ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی تھی اور اس کے بعد وہ واپس اپنے وطن چلا گیا تھا۔ اس کے بعد عمران سے اس کی ملاقات شاید دس بارہ بار انگریزیا کے مختلف ہوشوں میں اچانک ہی ہوئی تھی اور تب عمران کو اس نے خود بتایا تھا کہ وہ ناپالی سیکریٹ سروس کا چیف ہے اور اس نے ہی بتایا تھا کہ اس کے پاس عمران کے کارڈز

کی پوری فائل موجود ہے لیکن ظاہر ہے عمران نے اسے ہنس کر ٹال دیا تھا لیکن اب اسی وکرم نے اس پر اصرار انداز میں اس کو قیصریت اور ذہین لڑکی کو عمران کے پاس بھیجا تھا تو لازماً اسے کوئی خاص مشکل پیش آگئی ہوگی۔ وہ دراصل مورتی سے اس مشکل کے بارے میں کوئی آئیڈیا لینا چاہتا تھا تاکہ اس کے مطابق وہ وکرم کو ڈیل کر سکے لیکن مورتی نے جس انداز میں جواب دیا تھا اس سے عمران کو شک ہوا تھا کہ واقعی مورتی اس بارے میں کچھ نہیں جانتی اس لئے مجبوراً عمران کو براہ راست فون کرنا پڑ گیا تھا۔ عمران نے انٹواری سے کوڈ نمبر معلوم کر کے وہ نمبر ڈائل کئے اور پھر کارڈ پر لکھا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔
 "یس وکرم سیکرٹنگ۔" رابطہ قائم ہونے ہی وکرم کی غصہ و کشت کی آواز سنائی دی وکرم کی آواز شروع سے ہی ایسی تھی، جیسے کوئی پہاڑی کوتاہ بول رہا ہو۔ اس کی آواز سن کر یہی غم و غصہ تھا کہ جیسے کوئی انتہائی ظالم اور مفاک آدمی بول رہا ہو لیکن عمران جانتا تھا کہ وکرم بے حد نفیس ذوق کا مالک ہے۔
 "یاد تم آج تک اپنا ساؤنڈ باکس ہی ٹھیک نہیں کلا سکے۔ بس مورتی سے ٹھیک کرالینا تھا۔ اس کے گلے میں تو بڑی مہترم گارایاں بٹ ہیں اور تمہاری گارایوں کو تو یوں لگتا ہے جیسے صدیوں سے تیل ہی نہ ملا ہو۔" عمران نے کہا اور مورتی عمران کی بات سن کر شکر ادا کی۔

"اوہ عمران تو مورتی تم تک بخریت پہنچ ہی گئی ہے مجھے تو بڑی فکر تھی۔" دوسری طرف سے وکرم نے ہنسنے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا بھائی خاندان بچھڑ دو۔ گریٹ لیڈ کے ایک بادشاہ نے بھی تو بھائی کیا تھا۔ اور تم تو خالی فرد جو بادشاہ بہر حال نہیں رہو۔“

”نہیں اس قدر پسند آگئی ہے تو تم بات کرو بھئی خوش ہو گی۔“

”وکرمن نے جوابی وار کرتے ہوئے کہا۔“

”پلو میں بات کر لیتا ہوں بات کرنے میں کیا حرج ہے۔“

شاہی خاندان نہیں چھوڑنا پڑے گا بھئی نہیں۔“ وکرمن نے اس کی بات اس پر ہی پلٹتے ہوئے کہا۔

”اچھا چھوڑ دو ان باتوں کو۔“ بھئی بتاؤ کہ کیا تم دوستی کے نام سے میرا ایک کام کرو گے یہ دیکھ لو کہ میں نے بڑے اعتماد سے دوستی کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔“ وکرمن نے یکجہت سنجیدہ ہوئے ہوئے کہا۔

”تمہارا اعتماد قائم رہے گا اچھی اہل بی کی نصیحتیں بھئی یاد ہیں اور جب بھی کوئی نصیحت مجھ کوئی کوشش کرتا ہوں تو میں اس کو نہیں بھروسہ کرتا۔“ وکرمن نے یاد دلادتی ہیں۔“ وکرمن نے کہا اور وکرمن ہلکے کر ہنس پڑا۔

”اُسے تم غلط سمجھتے ہو۔ میرا یہ مقصد نہ تھا۔ بھئی تمہارے متعلق سب کچھ معلوم ہے بھئی اچھے طرح علم ہے کہ تمہارا کردار کتنا بلند ہے

”میں نے ابھی غور سے دیکھا تو نہیں ویسے تم کہتے ہو تو خود تو بھائی لیتا ہوں۔“ وکرمن نے کہا۔

”کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔“ دوسری طرف سے وکرمن نے بھائی اُلجھے ہوئے بھائی میں کہا۔

”یار دیکھنے سے ہی تو پتہ چلے گا کہ خالی دوستی ہے یا اس کے ساتھ جان اور بے جان جھگڑا جاسکتا ہے اور اہل بی بھئی ہیں کہ ناختم ہو کیوں نہ دیکھنا گناہ ہے ہاں پہلی نظر صاف ہوئی ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ پہلی نظر ہی اتنی طویل ہو جائے کہ دوسری اور تیسری کی قربت ہی نہ آئے لیکن اب بھائی پر اتنی طویل پہلی نظر تو نہیں ڈالی جاسکتی۔“ وکرمن کی زبان چل پڑی۔

”بھائی کا مطلب اُوہ تو تم اُسے میری بیوی سمجھ رہے ہو۔ یہ بات نہیں ہے وہ میری بیوی کی سب سے ذہین ممبر ہے۔ اور اس نے میں نے اُسے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ تم تک بھرتی پہنچ جائے۔“ دوسری طرف سے وکرمن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا تو خالی دوستی میرے پاس روانہ کر دی اور خود جان سے شادی رچا بیٹھے ہو۔ یار یہ تو دوستی کے آداب کے خلاف ہے۔“

وکرمن نے قدر سے غصے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو یہ ارادے ہیں ویسے وکرمن اگر میرے سامنے اس شاہی خاندان والی بیچ نہ ہوتی تو یقیناً کروڑوں دوستی کو ہی ترجیح دیتا۔“

وکرمن نے کہا اور وکرمن ہلکے کر ہنس پڑا۔ دوستی جوڑ بیٹھے خاکوش بیٹھی ہوئی تھی۔

اور عمران کی آنکھیں پھیل گئیں۔ واقعی یہ حیرت انگیز بات تھی کیونکہ سن بڑے تنظیم کے خلاف اس نے مشن حال ہی میں مکمل کیا تھا اور یہ فالسٹا پاکیشیا کا مسئلہ تھا۔ اس کی تفصیلات وکرم تک کیسے پہنچ سکتی تھیں۔

”اسے تم نے نجوم تو نہیں سیکھ لیا اگر ایسی بات ہے تو دروازہ کھولنا کہ میری شادی کب ہوگی“ عمران نے کہا۔

”نجوم کی بات نہیں۔ تم میرے آئیڈیل ہو اس نے میں تمہاری کارکردگی سے واقف رہنے کے لئے بڑی جدوجہد کرتا ہوں اور بچے وافر ایسا شوس ہوتا ہے کہ یہ کارکردگی تمہاری نہیں میری ہے۔“ وکرم کے لہجے میں بے پناہ غلوں تھا اور عمران بے اختیار ہنس نکلا اور وکرم کے غلوں نے واقعی اسے متاثر کیا تھا۔

”بھلا سپاس دے کا پہلا حق تو مکمل ہو گیا اب معلومات کی فراہمی باقی رہ گئی ہوگی وہ بھی سنا دو۔“ عمران نے مشکرا کر مورتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور مورتی ہنس نکلا دی۔

”سپاس دے کا کیا مطلب میں سمجھ نہیں۔“ وکرم نے حیران ہوئے ہوئے کہا۔

”وہ تمہیں مورتی سمجھا دے گی میں پہلے اُسے سمجھا چکا ہوں۔“ تم بتاؤ مسئلہ کیا ہے۔“ عمران نے مشکرتے ہوئے کہا۔

”مورتی تمہارے پاس موجود ہے۔“ وکرم نے کہا۔

”میرے پاس تو نہیں البتہ کمرے میں موجود ہے۔“ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو وکرم ہلکے کھنکھارے ہنس پڑا۔ اور مورتی کا

چہرہ بھی گھٹا سا ہو گیا۔

”اُسے فون دو۔“ وکرم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے ریسپورڈ مورتی کی طرف بڑھا دیا۔

”میں چیف۔“ مورتی نے ریسپورڈ دیتے ہوئے بڑے موڈ پرانے لہجے میں کہا۔

”مورتی اپنے ہینڈ بیگ کی اندرونی سطح جو دائیں طرف ہے۔ اس کی سائڈ پر ہمیں ایک ٹین نظر آئے گا۔ اس ٹین کو کھینچ کر وہ سطح کھل جائے گی۔ اس کے اندر ایک لحافہ موجود ہے وہ عمران صاحب کو دے دو۔“ وکرم نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو

مورتی کے چہرے پر یکھنٹ بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”میرے ہینڈ بیگ میں مگر..... مورتی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

”میں فون بند کر رہا ہوں عمران صاحب کو کہو کہ وہ لحافہ میں موجود افادات کو اچھی طرح پڑھ لیں اب میں خود انہیں فون کروں گا۔“

وکرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اگلا چونکہ عمران کو بھی سنا دے رہی تھی اس لئے اس کی نظروں میں بھی تجسس کے آثار ابھر آئے۔

وہی مورتی جس طرح حیران ہوئی تھی اس سے عمران وکرم کی ذہانت پر فاضا خوش ہوا تھا کہ اس نے مورتی جیسی بھیڑی لڑکی کو بھی یہ پتہ نہ چلنے دیا کہ اس کے ہینڈ بیگ میں کوئی خاص افادات موجود ہیں۔

”کمال ہے۔ میرے ہینڈ بیگ میں۔“ مورتی نے ریسپورڈ کر کے ٹل پر

کر دی گئیں۔ اتفاقاً اس نے نرم پلاسٹک کا بنایا گیا تاکہ آپ کو اس کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے چنانچہ آپ کو اس کا تصور نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس نے آپ نے کسی قسم کا خیال بھی نہ کیا ہو گا ویسے اس بات نے وکرم کی عزت میرے دل میں بڑھا دی ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ وکرم صرف شاہی خاندان سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہی سیکورٹ سروسز کا چیف نہیں ہی گیا بلکہ اس میں ایسے جراثیم بھی موجود ہیں۔“ عمران نے اتفاق کو لیتے ہوئے کہا اور مورفی نے سر ہلا دیا۔

”بالکل ایسا ہی ہوا ہو گا۔“ مورفی نے کہا اور عمران نے اتفاق سے کاغذ نکالے تو یہ انتہائی باریک اور نرم رانس پیپر تھے جن کی تعداد چار تھی لیکن رانس پیپر ہونے کی وجہ سے نہ ہی ان کا حجم کم ہوتا تھا اور نہ ان میں عام کاغذوں کی سی سختی تھی۔ رانس پیپروں پر مرنے سیبا سے باریک الفاظ ٹائپ شدہ تھے۔ عمران نے ان کاغذوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ بیسے بیسے وہ کاغذات پڑھنا جاریا تھا اس کے چہرے پر دلچسپی کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ یہ وکرم کی طرف سے ذاتی خط کی صورت میں بھیجے گئے تھے۔ اس میں وکرم نے لکھا تھا کہ نپال سے اوپر تائیات کی سرحد کے اندر مقصود قبائل بستے ہیں جنہیں شراب قبائل کہا جاتا ہے پوری سرحد میں انہی قبائل آبادیاں ہیں لیکن یہاں انتہائی گھنے جنگلات بھی دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ شراب قبائل اپنے رواج کے مطابق ان جنگلات میں داخل نہیں ہو سکتے البتہ ان قبائل کیوں کا سرحد سے تاوا کہتے ہیں وہ

رکھ کر انتہائی حیرت بھرے دلچسپی میں مصروف رہا ہوا اپنا ہیڈ بیڈنگ اٹھاتے ہوئے کہا اس نے ہیڈ بیڈنگ کھولا اور اس کے ذریعہ جاننے لگی پھر شاید اسے وہ بین نظر آ گیا۔ اس کے چہرے پر مزید حیرت ابھری اور چند لمحوں بعد جب اس کے بیڈ سے پلاسٹک کا ایک بڑا سا لفافہ برآمد ہوا تو اس کی شکل واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ ”ویسے آپ حیرت کے دوران زیادہ غلط صورت لگنے لگ جا رہے ہیں اس نے شاید وکرم نے یہ کھیل کھیلا ہے۔“ عمران نے مشکورانے ہوئے اس سے اتفاق لیتے ہوئے کہا۔

”وہ عمران صاحب یقین کریں یہ ہیڈ بیڈنگ میرا ذاتی ہے۔ میں نے ایک لمحے کے لئے بھی اسے اپنے سے علیحدہ نہیں کیا ہے اس کے اندر بین، تھخہ قاتل اور لفافہ واقعی میں سخت حیرا ہو رہی ہوں۔ پھر مجھے اس لفافے کا احساس تک نہیں ہوا۔“

مورفی نے کہا۔ ”جب آپ کو کال کیا گیا تو کیا یہ ہیڈ بیڈنگ آپ کے پاس تھا؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن یہ میرے کمرے میں تھا اور کمرے کو مخصوص خبرو والا تالا لگا ہوا ہے۔“ مورفی نے کہا۔

”سارا کھیل تو انہی خبروں کا ہے۔ میں مورفی بہر حال یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے جس سے آپ جیسی ذہین شخص اس قدر حیران آپ کو کال کیا گیا اور اس دوران آپ کے کمرے میں موجود آپ کا ہیڈ بیڈ بدل دیا گیا۔ آپ کی چیزیں البتہ اس میں محفوظ

ان جنگلات کا یہی محافظ ہوتا ہے اور اس کی سرپرستی میں سال میں ایک بار ان جنگلات میں پانی جانے والی انتہائی قیمتی عذوق لکڑی کاٹی جاتی ہے۔ یہ لکڑی کھلموں سے کٹائی جاتی ہے اور انہیں اس کا معمولی سا معائنہ دیا جاتا ہے لیکن رواج کے مطابق کھلم مردوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں جنگل میں پہنچا دیا جاتا ہے اور پھر جب تک لکڑی مکمل طور پر نہیں کاٹی جاتی اس وقت تک یہ لوگ اس جنگل کے ایک خدو و خلاق سے باہر نہیں آسکتے۔ کئی مکمل ہونے کے بعد دوبارہ ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں جنگلات سے باہر لایا جاتا ہے۔ یہ رواج صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ تائیات کا یہ علاقہ شوگران میں شامل ہے لیکن شریا قبائل آزاد کبھے جاتے ہیں۔ وہ سوائے اپنے سردار ناوا کے اور کسی کی بات نہیں مانتے۔ اور شوگران حکومت بھی ان کی اس آزادی کا احترام کرتی ہے۔ اس لئے شوگران حکومت کا کوئی اندران کے علاقوں میں نہیں جاتا۔ البتہ یہ لکڑی انتہائی سستے داموں حکومت شوگران اس ناوا سے خرید لیتی ہے اور ناوا کو اس کی باقاعدہ ادائیگی کی جاتی ہے۔ ناوا شریا قبائل کی سرحدوں سے دور لکڑی پہنچا کر اس کا سودا کرتا ہے اور رقم لے کر آتا ہے۔ یہ رقم شریا قبائل کے مذہبی پیشوا بڑے لامہ کے پاس جمع کرا دی جاتی ہے اور بڑا لامہ اس سے اپنے عیال و خاندان کا خرچہ چلاتا ہے اور اسے عزیز شریا قبائلیوں کی فلاح و بہبود کے لئے بھی نفع کیا جاتا ہے۔ شریا جن کی اس علاقہ میں کثرت ہے اپنے آپ کو اعلیٰ ذات کے لوگ سمجھتے ہیں جب کہ کھلم کی یہاں اقلیت

ہے ایسے لوگ کبھے جاتے ہیں جو انتہائی حقیر ہوں جس طرح کا خرمک میں کھمتری اعلیٰ ذات اور خود ریخ ذات کے کبھے جاتے ہیں بہر حال کھلم شریا قبائل کے خود ہوتے ہیں یہ کھلم جبکہ بھوک سے تنگ آجاتے ہیں تو پھر یہ اکثر ناپال کی سرحدوں کے اندر مزدوری کرنے پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک کھلم سے ہمیں ایک اہم اطلاع ملی کہ اس سال جب وہ لکڑی کاٹنے گیا تو اس نے اس جنگل میں ایک سفید فام عورت کو دیکھا جو ناوا سے باتیں کر رہی تھی وہ وقت کھلم کے کھونے کا تھا اور مارے کھلم تھا کہ بارگاہی نیند سو رہے تھے لیکن یہ کھلم نے جانے کیوں نہ سوسکا۔ بہر حال اس نے اس سفید فام عورت کو ناوا سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بے حد حیران ہوا۔ اس نے اپنے کان ان کی باتوں پر لگا دیئے لیکن وہ کوئی بات نہ سمجھ سکا کیونکہ وہ کسی اجنبی زبان میں باتیں کر رہے تھے لیکن اُسے کھون سی بونگی اس نے بھی دوسرے کھلم صاحبوں سے بات کی تو ان میں سے ایک نے اُسے سرگوشی کے انداز میں بتایا کہ اس نے چار سفید فام مردوں اور ایک عورت کو ایک ایک ایک جھاڑی کے اندر غائب ہوتے دیکھا ہے۔ پونچھ ناوا ان کی کڑی تنگدستی کرتا تھا اور لکڑی بھی کافی چاہتی تھی اس لئے وہ لوگ واپس چلے گئے۔ جب کبھے یہ اطلاع ملی تو میں نے چند خاص ایجنٹ اس جنگل میں بھیجے تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ یہ سفید فام لوگ کون ہیں اور کیوں ان جنگلوں میں موجود ہیں لیکن ان میں سے صرف ایک ٹرا سیر پر یہ اہم اطلاع دے سکا اس کے بعد شاید اس کا بھی قاتل کر دیا گیا۔ بہر حال اس نے جو اطلاع دی

رہے ہیں اور کافرستانوں کو ناپالیوں سے سب سے زیادہ جگہ ٹھیکہ
 ہے اور اگر یہ اڈہ ناپالیوں کی بجائے شوگران کے خلاف ہے تو پھر توہابی
 مرہٹی کو تم اپنے طور پر شوگران کو اطلاق کر دو۔ وہ اپنی طاقت بہر حال
 رکھتے ہیں کہ روسیادہ اور کافرستان سے ٹھکے لے سکیں لیکن ناپال اپنی
 طاقت نہیں رکھتا اس لئے وہ تمہارا سہارا ہے۔
 خط یہاں اگر ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر
 کاغذات ہتھ کر کے اس نے میز پر رکھ دیئے۔ اُسی لمحے ٹیلیفون کی
 فحش آواز اُٹھی۔

”یس علی عمران سپیکنگ“ — عمران نے اس بار سنجیدہ دلچسپی
 میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ فون وکرم کی طرف سے ہی ہوگا۔
 ”وکرم بول رہا ہوں۔ تم نے وہ خط پڑھ لیا ہوگا۔ تجھے یقین ہے
 تم ہماری مدد ضرور کرو گے لیکن تم اگر ایسا نہ کرنا چاہو تو میں تمہیں
 سس کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ پھر جو ناپالیوں کی قسمت میں ہوگا جنگ
 لڑ گئے۔“ وکرم نے کہا اور عمران مسکرایا۔
 ”جب تم جبری کرنے کے لئے اکثرت وہاں بھیج سکے ہو تو اس
 نئے کو تباہ کرنے کے لئے ہم کون نہیں بھیج سکتے۔ یہ بات میری کچھ
 سہولتیں آتی۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ دلچسپی میں کہا۔
 ”ہم بھی بھیج سکتا ہوں لیکن میری ٹیم کے پاس ایسی کوئی ٹریننگ
 نہیں ہے کہ کسی سائنسی اڈے کو تباہ کر سکیں۔ ہمیں چونکہ ناپال میں
 بھہ کئی چکر سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑا۔ اس لئے میری ٹیم تو یہاں
 سائنسی سائنس کے خلاف عام سی سازشوں کے خلاف ہی کام کرتی رہتی ہے

ہے اس کے مطابق یہ سفید فام لوگ روسیادی ہیں اور ان کے ساتھ
 کچھ کافرستانوں کو لگتی ہیں یہ جنگل کے نیچے زیر زمین کوئی اہم اڈہ
 بنا رہے ہیں یا بنایا جا رہا ہے۔ یہ اطلاع ہمارے لئے یہ حد تک یقین ہو
 سکتی ہے کیونکہ کافرستانوں اور روسیادیوں کی وہیں موجودگی ناپال کی
 آزادی کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ کافرستان اور روسیادہ
 ناپال کے ہمیشہ خلاف رہے ہیں اور ناپال کی آزادی کے خلاف
 سازشیں کرتے رہتے ہیں لیکن اس بار انہوں نے جو سازش کی ہے
 وہ انتہائی خطرناک ہے کیونکہ کوئی ناپالی کسی طرح بھی شریا قیام لے
 نہ جاسکتا ہے۔ یہ لوگ ناپالیوں کی موجودگی اپنے علاقے میں کسی صورت
 میں بھی برداشت نہیں کرتے۔ وہ انہیں قوتاً قتل کر دیتے ہیں۔
 نے اس پر سوچا کہ شوگران کو اس کی اطلاع دے دی جائے لیکن شوگر
 نے تجھے جواب دے دیا کہ انہوں نے مکمل انکار ہی کر لی ہے۔
 کوئی اڈہ یہاں موجود نہیں ہے تجھے یقین ہے کہ چونکہ وہ شریا قیام
 میں جائیں سکتے اس لئے انہوں نے لازماً کسی پیشرو کے ذریعہ
 انکار ہی کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن ظاہر ہے روسیادی اس
 معاملے میں بے حد تیز ہیں اس لئے وہ تو نے پہلے سے اس
 انتظام کر رکھی ہوگی۔ بہر حال بہت سوچا سوچ کر تجھے تمہارا خیال
 لگتا اور میں یہ خط بحیثیت دوست تجھے لکھ رہا ہوں۔ تجھے یقین
 کہ اگر تم چاہو تو کم از کم یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اڈہ کس کے خلاف
 بنایا جا رہا ہے۔ اگر ناپال کے خلاف ہے تو پھر یقیناً تم ہم ناپالیوں
 مدد کرو گے کیونکہ کافرستان کی عبادتے پاکیشیادہ ناپال کی تھیں۔

اس نے میں غور ہوں۔“ وکرم نے جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے میں پہلے اپنے طور پر انکوائری کروں گا اس کے بعد اگر میں نے ٹکس کی کوٹھی ایسا کوئی اڈہ ہے تو پھر میں لازماً اس اڈے کے خلاف حرکت میں آؤں گا کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اڈہ ناپال کی بجائے دراصل پاکستان کے خلاف ہی بنایا جا رہا ہو۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب باقی کیا کام ہے۔“

— عمران نے کہا۔

”اوہ بہت بہت شکریہ۔ ایک بات اور بتا دوں جو میں نے جان بوجھ کر اس خط میں نہیں لکھی کیونکہ مجھے خطہ تھا کہ میرے خجروں کو وہاں پکڑے جانے کے بعد لازماً انہوں نے اس سے یہ بات اگھولی ہو کہ ناپال سیکورٹ سروسز کو اس اڈے کا علم ہو گیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری کڑی نگرانی کر رہے ہو اور جب مورتن پاکستانیاں ملے تو وہ چونک پڑیں۔ حالانکہ مورتن نے اپنی فوٹری کا زمانہ پاکستان میں گزارا ہے۔ اس کا والد یہاں گریٹ لینڈ کی فوج میں ملازم تھا۔ بہرحال وہ مورتن کے پاکستانیاں چانک جانے سے چونک سکتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ وہ مورتن سے یہ خط حاصل کر لیتے۔ اس خطرے کے پیش نظر ہا نے خط میں وہ اہم ترین بات نہیں لکھی کیونکہ اس طرح انہیں مکہ یقین ہو جاتا کہ مجھے اس اڈے کے بارے میں اہم ترین اطلاع حاصل اور وہ یقیناً سب سے پہلے ہمارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتے اور ہے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔“ وکرم نے کہا اور عمران نے ر دیا کیونکہ وہ مجھے سمجھتا تھا کہ ناپال سیکورٹ سروسز کی طرف سے

یا کہ فرستانی ہتھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

”وہ اہم بات تو بتاؤ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ اہم بات یہ ہے کہ میرے اینٹ نے بتایا کہ اس اڈے کے اندر بچاس فٹ لمبے ڈیو بیگل راکٹ لانچر نصب کئے جا رہے ہیں اور ان کا رُخ مغرب کی طرف ہے۔ اتنے بڑے لانچروں کی تعینات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ پورے ناپال کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس قدر طاقتور راکٹوں کو تو ظاہر ہے مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

وکرم نے کہا۔

”تمہارے اینٹ کو اتنی تفصیل کا کیسے علم ہوا کیا وہ اڈے کے اندر گیا تھا۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں اس نے بتایا کہ ایک سفید کام اچانک جنگل میں اس کے ہستے چڑھ گیا تو اس نے اس پر فصوص ناپالی انداز میں خوفناک تشدد کر کے اس سے یہ ساری باتیں معلوم کی ہیں لیکن اس کا ل کے بعد پھر نہ ہی اس کی کال آئی اور نہ وہ واپس آیا۔“ وکرم نے جواب دیا۔

”یہ کال کتنا عرصہ پہلے تھیں موصول ہوئی تھی۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ ہفتے پہلے۔“ وکرم نے جواب دیا۔

”اوہ کسے تحقیق ہو۔ اب باقی کام میں کروں گا۔ تم مطمئن ہو۔“ عمران نے کہا اور وکرم اس کا شکریہ ادا کرتے لگا لیکن عمران نے مسکراتے ہوئے دیکھ دیا۔

”اب مجھے اجازت ہے۔ میں جا سکتی ہوں۔“ مورتن نے جو

اس دوران خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"بیٹھو جیسے یہ بناؤ کہ تم کبھی تباہت یا ال شربا قبائل میں گئی ہو۔"

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تو کبھی نہیں گئی لیکن آپ کو یہ سن کر شاید حیرت ہو کہ ہمارے خاندان میں ایک عورت شربا تھی جو حال ہی میں فوت ہوئی ہے وہ رشتے میں میری چچی لگتی تھی۔ وہ چند نیکو بے اولاد تھی اس لئے وہ غم سے بے حد غمت کرتی تھی۔ میرے رشتے کا بچا اور اس کا شوہر ٹاپال سے تباہت چلا گیا تھا اور وہاں وہ ملازم کا خدمت گزار بن گیا اور لامر اس پر بے حد اعتماد کرنے لگے۔ پھر ایک بار ایک لادہ اسے اپنے ساتھ شربا قبائل میں لے گیا۔ میرا وہ بچا جس کا نام ڈھاکم تھا شربا قبائل میں کافی عرصہ رہا۔ لادہ کی وجہ سے وہ اسے رکھنے پر مجبور تھے۔ وہیں اس کی اور میری چچی کی قربت ہو گئی لیکن چونکہ شربا یہ کبھی برداشت نہ کھتے تھے کہ کوئی شربا عورت کسی ناپالی مرد کے ساتھ شادی کرے۔ حالانکہ شربا عورتیں رواج کے مطابق عمل آزاہد ہوتی ہیں لیکن معاملہ دورا تھا چنانچہ ڈھاکم اس شربا عورت کو ساتھ لے کر فرار ہو گیا اور بڑی جدوجہد کے بعد کسی نہ کسی طرح بچا بچا ہوا وہ ٹاپال پہنچ گیا۔ اس طرح وہ شربا عورت ہمارے خاندان کا ایک فرد بن گئی۔ ڈھاکم یہاں پہنچنے کے بعد جلد ہی ایک خوفناک بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا لیکن شربا عورت زندہ رہی وہ ابھی حال ہی میں فوت ہوئی ہے۔ وہ مجھے بڑی تفصیل سے شربا قبائل، ان کے رواجات اور وہاں کے علاقوں کی کہانیاں سناتیا کرتی تھی۔ اس لئے مجھے ویسے شربا قبائل کے متعلق کافی معلومات حاصل

ہیں لیکن ظاہر ہے میں وہاں جا تو نہیں سکتی کیونکہ وہ لوگ ناپالیوں کے اب جانی دشمن ہیں شاید ایسا ڈھاکم اور اس شربا عورت کے مزار ہونے کے بعد ہوا ہو۔ بہر حال بات ایسی ہی ہے۔"

مورتی نے بڑی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ہو نہ ہو ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ ابھی فی الحال کچھ دن یہاں رہو اور خوب سیر و تفریح کرو۔ میں اس دوران کچھ ابتدائی کام مکمل کروں اگر اس کے بعد میں نے ضرورت فرمائی تو ہو سکتا ہے اس مثنیٰ میں انہیں ساتھ لے جاؤں۔" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب میں تو ٹاپالی ہوں میں نے..... مورتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اس بات کی فکر نہ کرو یہ ہاؤو مجھے آتا ہے۔ میں تمہیں شربا بنا دوں گا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مورتی نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ بہر حال مجھے آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے انتہائی شہرت ہوگی لیکن ایک بات اور ہے میں یہاں اکیلی کیسے سیر کروں گی۔ لگ آپ اس سلسلہ میں میرا ساتھ دیں تو..... مورتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارا تعارف اپنے ایک دوست سمنزل انٹرنی چٹس کے سیرنڈمٹ فیاض سے کرا دوں گا۔ اس کے بعد تم دانا حکومت کی ملکہ بن جاؤ گی۔ میرا وہ پارک بس ذرا عاشق مزاج

واقع ہوا ہے۔ لیکن بہر حال اس کا کردار خراب نہیں ہے۔
عمران نے کہا۔

”اوہ پھر تو زیادہ لطف رہے گا۔ عاشقوں سے تو مجھے ویسے بھی دلچسپی ہے۔“ مورقی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس رہا۔ اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور خبر ڈائل کرنے شروع کر دی۔

”فیاض سپرنٹنڈنٹ سنٹرل اینٹی جینس بیورو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔
”سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گھر پر ہیں۔“ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کون۔“ کس کی بات کر رہے ہو۔ کون ہو تم۔“ سوپر فیاض نے بڑی طرح پوچھتے ہوئے پوچھا۔

”ان کی بات کر رہا ہوں جو اصل سپرنٹنڈنٹ ہیں لیکن قبوری یہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ کی کونٹ فہم نہیں آتی۔“ عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

”اوہ عمران تم۔ یہ کیا بکواس ہے۔“ سوپر فیاض نے عمران کی آواز پہچانتے ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو اب بھابی سلی بکواس ہو گئی ہے۔“ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں انہیں فون۔ میں نے سوچا کہ تم سے پہلے پوچھ لوں ورنہ کل کو تم لکھ کر وگے کہ میں مورقی کو پہلے فہم نہ لانا تھا۔ گھر کیوں بگھا دیا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں مورقی۔ کون میں مورقی کس کی بات کر رہے ہو۔“ سوپر فیاض نے بڑی طرح چونک کر پوچھا۔

”ناپال سے آئی ہوئی جہان ہے۔ ویسے وہ ہوٹل میں رہ رہی ہے میں نے سوچا کہ بیچاری خواہ خواہ ہوٹل کے بھاری اخراجات ادا کرتی رہے گی۔ پھر وہ سیر و تفریح کی بھی بڑی شوقین ہے اس نے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اُسے سلی بھابی کے پاس بیٹھ دوں۔ سلی بھابی اس سے بل کر بے حد خوش ہوگی اور پھر وہ نہیں کہہ سکتی ہے کہ مورقی کو سیر و تفریح کراؤ اور تم جو کہ سلی بھابی کو ہی بکواس کہہ رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”کہتے ارے میرا یہ مطلب نہ تھا۔ ویسے میں مورقی ہے کون اس کا حدود اربعہ۔“ سوپر فیاض کے لہجے میں پیدا ہونے والی چمک ناپاں تھی اور عمران مسکرا دیا۔

”ناپال کی ملکہ خُش ہے اور خُش یقین ہے کہ ورلڈ کی ملکہ خُش بھی متکب ہو جائے گی۔ ویسے بڑی شوق۔“ ذہین۔ خوبصورت اور خُش باتیں کرنے والی لڑکی ہے۔ سلی بھابی ضرور اس سے مل کر خوش ہوں گی۔“ عمران جان بوجھ کر آخر میں سلی بھابی کی تیج لگا دیتا تھا۔

”ارے چور ڈو وہاں گھر میں بیچاری بور ہوگی۔ ہوٹل کے اخراجات کی فکر نہ کرو۔ کس میں جرات ہے کہ ہماری جہان سے بل وصول کر سکے اور سیر و تفریح بھی ہو جائے گی۔ بس ایک بات ہے کہ تم اپنی بھابی سے کوئی بات نہ کرو گے۔“ سوپر فیاض عمران کی توجہ کے لیے حلق پڑی پر ہلادی چٹھہ اڑایا۔ مورقی مسکرا رہی تھی۔

کر کہا۔

”ارے نہیں۔ ابھی وہ تابوت بنا ہی نہیں جس میں مجھے ڈالا جائے گا۔ میرے کچھ اپنے ذرائع ہیں تصدیق کے جنہیں میں استعمال کروں گا۔ سوپر فیاض سے بچے جوڑے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنا تعارف خود ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیمان کو بلا کر اسے سوپر فیاض کے بارے میں ہدایات دیں اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں یہی آئیڈیا تھا کہ وہ شوگران سیکرٹ سروس کے چیف سے بطور ایکٹو اس اسٹے کے بارے میں بات کرے گا کہ صحیح صورت حال سامنے آ سکے کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر وہ کم نے شوگران حکومت کو اطلاع دی ہوگی تو وہاں کی سیکرٹ سروس نے لازماً اس کی تصدیق کر لی ہوگی۔

”ارے وہ تو میں ہیٹل کے احزابت کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔ یاد تم سے اب کوئی پردہ نہیں ہے۔ تم جانتے تو ہو۔ کوئی کارنامہ ہے سیمان نے پہلے دو ماہ سے غے گزشتہ دو سالوں کی تنہا ہوں۔ اونٹنی۔ اے۔ ڈی اے کی ادائیگی کا قانونی نوٹس دے رکھا ہے۔ ایسے حالات میں جہاں۔۔۔ اب ظاہر ہے تم سمجھا رہے ہو تو ہمیں سنسنز ایٹمی جنس پورے سپرٹنڈنٹ کا جملہ جملہ تفویض کیا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ارے بیورو اس جملہ جملہ کو مورفی کی بات کرو کہاں ہے وہ اس وقت۔“ سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔
”میرے فلیٹ میں موجود ہے لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر دوسرے کمرے میں بٹھایا ہے تاکہ میرا بھرم نہ کھل جائے۔ ناپال کے شاہی خاندان سے اس کا تعلق ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں آ رہا ہوں۔“ فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریبور رکھ دیا گیا۔
”آپ کے یہ سپرٹنڈنٹ صاحب کچھ بیوقوف سے لگتے ہیں۔“ مورفی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ بڑا شاطر اور تیز آدمی ہے۔ لیکن دل کو بڑا نہیں۔ بڑا شخص دوست ہے۔ اب تم بیٹھو میں تمہارے چیف ہاس کی اطلاع کی تصدیق کروں۔“ عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب آپ تا بات جا رہے ہیں۔“ مورفی نے حیران ہو

ان کا ہی انتظار تھا۔

”یار بیٹے یہ بتاؤ ناشتے کے لئے کیا انتظام کیا ہے تم نے۔“

برہان نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ناشتہ فائو سٹار ہوٹل سے آئے گا۔ بس جو یا اور باقی میرا

بائیں پھر فون کروں گا اور ناشتہ آجائے گا۔“ تنویر نے مسکراتے

ہوتے کہا۔

بل بات قربت و تنویر۔ کیا تم واقعی بس جویب سے شادی

رنا چاہتے ہو۔ تم نے آج تک سنجیدگی سے ہمیں کچھ بتایا

انہیں۔ آخر ہم تمہارے ساتھی ہیں، اگر ایسی بات ہے

ہم سب مل کر کوشش کرتے ہیں۔“ صدیق نے مسکراتے

ہوتے کہا۔

”یہ ہمیں بیٹھے بیٹھے کیسے سوچہ گئی ہے۔ خواہ مخواہ اور

درو۔“ تنویر نے منہ ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو تنویر۔ ایسا نہ ہو کہ تم بات ہی نہ کرو۔ اور

بڑیاں کھیت چنگ جائیں۔“ صفدر نے بھی گفتگو میں حصہ

لے لیا۔

”چنگ کہ تو دیکھیں۔ میں گولی نہ مار دوں انہیں۔“

دیر نے بے اختیار غصیلے لہجے میں کہا اور اس کی اس

ت سے بولنا کمرہ ہتھیوں سے گونج اٹھا اور تنویر بے اختیار

زمنہ ہو کر رہ گیا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اور چوہان جو

چونکہ آج کل سیکیورٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس

لئے سیکیورٹ سروس کے سارے نمبران سماعت گپ شپ اور شہر میں

تفریح کرنے کے اور کچھ نہ کرتے تھے۔ گزشتہ ایک ہفتے سے انہوں نے

ایک نیا معمول بنالیا تھا کہ روزانہ سارے نمبران کسی ایک قبر کی رہائش گاہ

پر اکٹھے ہوتے اور پھر وہاں اس قبر کی ذمہ داری ہوتی کہ وہ نمبران

کے لئے کیا پروگرام بناتا ہے۔ آج تنویر کی باری تھی اس لئے صبح سے

سارے نمبران تنویر کے فلیٹ پر اکٹھے ہو رہے تھے۔ سیکیورٹ سروس

کے باقی نمبر چھوٹے فلیٹوں میں رہتے تھے لیکن تنویر نے گزشتہ دو سالوں

سے ایک رہائشی پلازہ میں فلیٹ لے رکھا تھا، اس فلیٹ کے بڑے

کمرے میں اس وقت آدھے سے زیادہ نمبران اکٹھے ہو چکے تھے۔ صفدر،

کیپٹن شکیل اور چوہان تو کافی پہلے آگئے تھے جب کہ صدیقی بعد میں

آیا تھا لیکن ابھی جو یا، نعمان اور عابد نہ پہنچے تھے اور سب کو

”ڈٹ کر کھایا تھا مِس جو لیا۔ لیکن تجانے کیا بات ہے۔ میرا ہاتھ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز بلکہ یوں کہو کہ عمران بننا چاہا ہے۔“
صدیقی نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قبضوں سے گونج اٹھا۔

”عمران اگر ہماری فاضل میں شریک ہوتا تو یقیناً لطف دو بالا ہو جاتا۔“
صدیق نے شکایتی ہونے تو یہ کہ طرف دیکھتے ہوئے کہا جو فون پر شاید ناشتے کا آرڈر دینے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہو رہا تھا۔

”اے چوڑو اس کا نام مت لو۔ خواہ خواہ موڈ آف ہو جاتا ہے۔“
تو یہ بڑا سا منہ بٹاتے ہوئے کہا اور سارے صبح ایک بار پھر ہنس پڑے۔ جویا بھی مسکرا رہی تھی۔

”اُسے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے خیر ملکی لڑکیاں آج کل اس کی ہمان بنی ہوئی ہیں۔“ غاور نے کہا تو باقی نمبرز کے ساتھ ساتھ جویا بڑی طرح چونک پڑی۔

”خیر ملکی لڑکیاں کیا مطلب؟“ جویا نے بے اختیار ہوک پوچھا۔
”کوئی تپیل لڑکی ہے۔ نمونہ۔ وہ ہمان ہے۔ میں ادھر آنے لے لے فلیٹ سے اتر کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک مارکیٹ کے سامنے سیماں نظر آ گیا۔ چونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ صرف

ہفتے کے روز شاپنگ کرتا ہے اس نے آج خلاف معمول اس کے ہاتھ میں ساٹاں والا تھیلا دیکھ کر میں چونک پڑا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ کوئی انتہائی خوبصورت نوجوان اور بے باک لڑکی مودنی بیگم سے عمران کے فلیٹ میں موجود ہے اور عمران نے خاص طور پر اس کی ہمان ڈانز کے لئے آرڈر دے دیے ہیں جس کی وجہ سے اُسے فوری خریداری

دروازے کی طرف بیٹھا تھا اُنھوں کو دروازہ کھولنے چل پڑا۔ اس نے دروازہ کھولا تو نمبانی اور جویا اکٹھے اندر داخل ہوئے۔

”اپ نے بڑی دیر کر دی مِس جویا۔“
تو یہ نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

دیر کیسے تو یہ۔ اچھا بچے کا وقت تھا اور ابھی آٹھ بجے ہیں دس منٹ رہتے ہیں۔“ جویا نے شکایتی ہونے لگی۔

”اوہ ہاں میں تو سمجھ گیا تھا بہر حال تشریف رکھیں۔ یہ غلوئہ نے کہاں رہ گیا ہے۔ وہ آئے تو میں ناشتہ منگواؤں۔“
تو یہ نے قدر سے جھینپتے ہوئے الجھے میں کہا اور اس کی

جو کھلا ہٹ پر سادے قبرز کے بیوں پر ہلکی سی مسکا ہٹ دوڑ گئی۔ اسی لمحے کال ہیل کی آواز ایک بار پھر گونجی اور چوبان ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس پر غاور ہی تھا۔

”یار جلدی آؤ۔ تمہاری وجہ سے ہمیں ناشتہ نہیں مل رہا۔“
جھوک سے بیٹھ میں چو سے ہڈاں تو ایک طرف اونٹوں کا ونگل ہو رہا ہے۔“ صدیقی نے اونچی آواز میں کہا اور سانس مبران کے قبضوں سے ہانگ گئی اٹھا۔ جویا بھی ہنس دی۔

تو کیارت کو کچھ نہیں کھایا تھا۔ جویا نے ہنستے ہوئے صدیقی سے کہا

”ہو نہہ تو تم جہاں ہو عمران کی۔ یہ عمران خود کیوں بات نہیں کرتا بلاؤ اُسے فون پر اُسے کہو کہ جو لیا سے بات کر سٹ۔“ بولیالے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ عمران صاحب ابھی اٹھ کر کہیں گئے ہیں اگر وہ میری موجودگی میں واپس آئے تو میں آپ کا پیغام دے دوں گی لیکن آپ جس لہجے میں بات کر رہی ہیں اس سے تو ظہر ہو تا ہے کہ آپ اس کی انتہا میں یا بھڑ بھگ۔“ دوسری طرف سے مولیٰ نے کہا۔

”شٹ آپ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم جیسی آوارہ لڑکیوں کو جو جہاں کے نام پر ہر مرد کے گلے پڑھاتی ہیں۔“ بولیالے شخص نے جیتے سے جیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے مضمر نے آگے بڑھ کر بولیالے کے ہاتھ سے لہجہ سہ لیا۔

”ہیلو مس مولیٰ۔ میں عمران صاحب کا دوست خضر بول رہا ہوں آپ پلیز ان کے باوجود سیلیمان سے میری بات کرادیں۔“ مضمر نے ہاتھ کے اشارے سے بولیالے کو ایڑی ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے بڑے حقیق سے لہجہ میں کہا۔

”جی میں نے بتایا تو ہے کہ وہ ابھی چند منٹ پہلے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور مجھے علم نہ ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ سیلیمان کو اللہ میں بخلا دیتی ہوں۔“ جس مولیٰ نے کہا اور چند لمحوں بعد ریسیور پر سیلیمان کی آواز سنائی دی۔

”میں سیلیمان بول رہا ہوں مضمر صاحب۔“ سیلیمان کا لہجہ مونہانہ

کرتی پڑ گئی ہے۔ سیلیمان بتا رہا تھا کہ قحط مورتی کی گھنگھو سے ایسے گلے ہے جیسے وہ عمران کی صدیوں پہلی واقف بلکہ گہری دوست ہو۔“ خاؤ نے نمک مرچ لگا پوری تفصیل سنائی۔

”ہو گی کوئی آوارہ گرد لڑکی۔ عمران کی تو یہ عادت ہے کہ ذرا غلو ہو کر لڑکی دیکھی اور پھل پڑا۔“ تنویر نے مزہ بناتے ہوئے کہا لیکن بولیالے کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کے چہرے پر خامے شخصے اور کشیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔

”میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔“ بولیالے سے جب نہ رہا گیا تو وہ آواز کر اس میز کی طرف بڑھ گئی جس پر فون رکھا ہوا تھا۔

”رہنے دیں میں بولیالے عمران کا ذاتی معاملہ ہے۔“ تنویر نے بولیالے کو اور زیادہ غصہ دلانے کیلئے کہا۔

”نہیں اس قسم کی بدکرداری ذاتی معاملہ نہیں ہو سکتی۔ میں بحیثیت ڈپٹی چیف اس کی جواب دہی کر سکتی ہوں۔“ بولیالے ریسیور اٹھا کر ہونے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ریسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ عمران صاحب تو موجود نہیں ہیں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مترقم سی آواز سنائی دی۔

”تم کون ہو۔“ اور عمران کے قلمیٹ میں کیا کر رہی ہو۔“ بولیالے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”میرا نام مُودتی ہے۔ اور میں عمران صاحب کی جہاں ہوں آپ کون ہیں۔“ دوسری طرف سے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا گیا۔

تھا وہ ہمیشہ صغدر اور کچھٹی شکلیں سے اس لہجہ میں بات کرتا تھا کیونکہ وہ دونوں ہنسے سنجیدہ نہ تھے۔

”سیلین۔ عمران صاحب کہاں گئے ہیں۔“ صغدر نے پوچھا۔
”جی میں تو کچھ سودا سلف لینے گیا تھا میرے بعد گئے ہیں۔ مس مورتی بتا رہی ہیں کہ انہوں نے سو پر فیاض کو فون کیا اور اسے فلیٹ میں بلا کر خود پھلے گئے ہیں۔“ سیلین نے جواب دیا۔

”او۔ کے شکریہ۔“ صغدر نے کہا اور ریسورڈ رکھ دیا جب کہ جویا ابھی تک مسلسل ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

”چھوڑیں۔ میں جویا آپ جب عمران کو اچھی طرح جانتی ہیں تو پھر کوئی ایسی بات سوچتی ہیں۔ آئیے ناشتہ شروع کیجیے۔ ناشتہ آگیا ہے۔“
صغدر نے ریسورڈ رکھ کر جویا سے غلط ہو کر کہا، کیونکہ اس دوران ہوٹل سے ناشتہ آچکا تھا اور تو اسے علیحدہ کمرے میں موجود ڈرائنگ ٹیبل پر سیٹ کر رہا تھا۔

”نہیں میں ایکسٹرو سے بات کروں گی اس بند میں۔“ جویا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا شاید بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر عمران کے فلیٹ میں جائے اور وہاں سے اس مورتی کو دھکے دے کر باہر نکال دے۔ اس کی طبیعت ہی کچھ ایسی ہی تھی کہ وہ اس عمران کے ساتھ کسی لڑکی کے نام کو کسی بھی صورت میں برداشت نہ کر سکتی تھی۔

”اس سے آپ کیا کہیں گی۔“ صغدر نے کہا۔ لیکن جویا نے کوئی جواب دینے کی بجائے ریسورڈ اٹھایا اور نمبر ڈال کر نئے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹرو۔“ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹرو کی فحوص آواز سنائی دی۔

”جویا بول رہی ہوں جناب عمران کے فلیٹ میں کوئی تہائی لڑکی مورتی آئی ہوئی ہے اور عمران فلیٹ سے غائب ہے۔“ جویا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”پھر.....“ ایکسٹرو کا بھر پور یکھٹ بے حد سرد ہو گیا۔
”متم میرا مطلب ہے جناب کہیں وہ عمران کے خلاف کسی سازش کے لئے نہ آئی ہو اور اس کی غیر موجودگی میں کوئی چکر مچا رہے“ جویا نے بڑی طرح بھلاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تمہاری نظروں میں عمران بچہ ہے جس کی غافلت کا کام اب ہمیں کرنا ہوگا۔“ ایکسٹرو نے اسے بڑی طرح چھارٹے ہوئے کہا۔

”سبس سوری سر۔“ جویا نے کہا اور پھر ایک بجھکے سے پسینہ رکھ دیا۔

”آئی ایم سوری فریڈنڈ میری طبیعت خراب ہو رہی ہے میں میری فلیٹ جاؤں گی۔“ جویا نے ریسورڈ رکھ کر جھجکے بجھکے لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”قادر کے چہرے پر شدید ہشیمائی کے آثار نمایاں تھے کیونکہ اس کی اطلاع کے بعد ہی یہ بہت کمینڈا ماعول خراب ہوا تھا۔

”مس جویا آپ جا رہی ہیں۔ میری بات سنیں۔ اگر آپ کو اپنے دوسرے ساتھیوں کے جذبات کا خیال نہیں ہے تو کم از کم آپ میزبان کے جذبات کا تو خیال رکھیں۔“ تنویر نے اسی لمحے دوسرے کمرے

سامانی سے ٹال دوں گا۔“ چوہان نے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی چوہان کی تیز آواز سنائی دی۔

”ارے عمران صاحب آپ، آئیے آئیے۔“ چوہان نے کہا اور جویا کا چہرہ تو کھل اٹھا لیکن تصویر نے ہنٹ ہنٹ کیا۔

”واہ بڑے مزے ہو رہے ہیں۔ ٹھنک خوروں کی مجلس جمی ہوئی ہے۔“ عمران نے کمرے کے دروازے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”دیکھو عمران اگر تم ابھی گئے ہو تو پھر تیز سے بات کرو۔ میں اپنے فلیٹ میں کوئی بد قسمتی برداشت کرنے پر تیار نہیں ہوں۔“ تصویر نے تیز بلبلے میں کہا۔

”بد قسمتی کو تم نے اپنے ساتھ بٹھایا ہوا ہے۔ لیکن یہ پارٹی اضر کس خوشی میں ہو رہی ہے۔ کیا تمہارا حقیقہ وغیرہ ہو رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہ مؤرقی کون ہے۔“ جویا جواب تک نامور کش بیٹھی تھی یکلخت پھٹ سی پڑی۔

”مؤرقی۔ ارے ویسے کہو میں جویا۔ واہ مت پوچھو ایسا ناپالی شخص ہے کہ اس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ میں تو یہاں آیا اس نے تھا کہ تصویر کو جیلج کر سکوں کہ آؤ دیکھو اسے کہتے ہیں غلیب کوئی نہ بیچارہ خواہ خواہ سڑی لٹی لکڑیوں کو خوبصورت کچھ کر دال چپکاتا پھرتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

سے نکلتے ہوئے قدرے ہنٹ ہنٹ گونہ بلبلے میں کہا اور جویا دروازے کے قریب سے ایک جھکے سے ٹھڑی۔ اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ موجود تھی لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ مسکراہٹ جبری ہے۔

”اوہ آئی ایم سوری تصویر۔ واقعی مجھے ایسا نہ کرنا چاہیے تھا کہ آؤ ناشتر کریں۔“ جویا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تصویر کا چہرہ قریط شرت سے بڑی طرح کھل اٹھا۔ اس کے لئے شاید اتنا ہی کافی تھا کہ جویا نے اس کی بات مان لی تھی۔

”ناشتے کی میز پر ایک بار پھر ہنسی مذاق شروع ہو گیا اور اس طرح چٹکنی کا شکار ہو جانے والا ماحول ایک بار پھر شرت بھرے چہنوں اور ہنسی سے پُر ہو گیا۔

”اچھا اجناشتے کے بعد کیا پروگرام ہے۔“ تصویر صاحب۔“

کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے خود کوئی پروگرام نہیں بنایا، جیسا آپ کہیں ویسا ہی پروگرام بنی جاسے گا۔“ تصویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پروگرام پر زور شور سے بحث ہونے لگی۔ کوئی کسی جگہ جاکر کچنک منانے کے حق میں تھا تو کوئی نہیں بیٹھ کر کارڈز کھیلنے کے حق میں تھا۔ ابھی یہ بحث جاری ہی تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور سب چونک پڑے۔

”اس وقت کون آسکتا ہے۔“ تصویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں اگر کوئی غیر متعلق آدمی ہوا تو میں اسے

”پھر وہی جو اس چلو نکلو میاں سے گٹ آؤٹ“۔ تنویر گمران کے اس فقرے سے ہنسنے لگا۔

”سن لیا تم نے حضور اور کیپٹن شکیل برٹے سینئر نمبر بنے پھر یہ ہیں آپ سیکرٹ سروس کے یہ عزت ہے آپ کی“۔ گمران نے اپنی بات حضور اور کیپٹن شکیل پر اُٹھتے ہوئے کہا۔

”تنویر کیا تم عام اخلاق بھی چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس طرح کسی گھر آئے ہوئے سے بات کی جاتی ہے۔“ جولیا جو گمران پر بخند نکال رہی تھی تنویر کی بات سن کر اس پر چھ دوڑی۔ ظاہر ہے اسے گمران پر کتنی غصہ ہی بھی بہر حال وہ اپنے سامنے اس کی کوئی نئی صورت بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔

”تم جس جولیا آپ نے گمران کی بات نہیں سنی“۔ تنویر جولیا کے اس طرح یککلفت بدل جانے پر بے اختیار گڑبڑا گیا۔

”وہ میں نے سنی ہے لیکن تم تو اس وقت نہیں ہو“۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ آئی ایم سوری۔ سوری گمران“۔ تنویر نے فوری معذرت کہتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ جولیا کو تو بالکل فراموش کر سکتا تھا۔

”اوہ ابھی کوئی بات نہیں تنویر۔ یہ حضور اور کیپٹن شکیل خواجہ تم پر سینئر ہونے کا رخصت بھارتے رہتے ہیں حالانکہ یہ کیپٹن شکیل تو بہت بعد میں سیکرٹ سروس میں شامل ہوا ہے جب کہ تم تو پہلے غلیظ ہو“۔ گمران نے مشکل دیتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہ شرائط سے کب باز آ سکتا تھا اس لئے آخری فقرے میں وہ تنویر پر ایک

ہنر کو گیا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ میں سینئر ہوں“۔ کیپٹن شکیل نے شکر اتے ہوئے کہا۔

”تم اس سینئر جو میرے چکر کو چھوڑو یہ مورتی ہے کون“۔ جولیا نے کہا۔

”سوپر فیاض کی جہاں ہے۔ ناہال میں شاید سوپر فیاض کا اس سے تعارف ہوا۔ فیاض نے ڈر کے مارے اپنے گھر کا پتہ بتایا نہیں۔ میرے فلیٹ کا پتہ بتا دیا۔ چنانچہ قمر مریم ہی صبح آوارہ ہوئی۔ خواجہ خواجہ میرا ناشتہ بھی منانے ہوا۔ اب ظاہر ہے کوئی جہاں آجاتے تو تنویر کی طرح اسے گٹ آؤٹ تو نہیں کہہ سکتا چنانچہ میں نے اپنا ناشتہ اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر میں نے سوپر فیاض کو اس کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ چونکہ خواجہ خواجہ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہی تھی اس لئے میں تو اُٹھ کر فلیٹ سے ہی چلا گیا۔ تم جانتی تو ہو تیرے مردوں سے اس طرح بے تکلف ہو جانے والی لڑکیوں سے میں کتنا الگ ہوں۔ لیکن میرے لئے ایک اور مسئلہ یہ تھا۔ جلدی میں جیب میں بٹوم رکھا ہی تھا۔ اور محنت میں مجھے ناشتہ کوئی کرانے سے رہا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے بار تنویر کے فلیٹ پر چلتے ہیں وہ بڑا جہاں نواز آدمی ہے۔ ضرور مجھے اس ناشتہ کرائے گا۔ لیکن بہر حال ٹھیک ہے۔ بچہ بات ہے کہ آدمی کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو اسے ہر جگہ کھانے کی آفر ہوتی ہے لیکن بٹوم کے کوئی ٹکڑا بھی نہیں پوچھتا۔“ گمران نے کہا اور اس کا منہ اس طرح

میری ہمان ہے۔ اس نے وہ چل پڑا ہوگا شاپنگ کرنے۔“ گلری نے کہا اور جولیا کا چہرہ ایک بار پھر نارمل ہو گیا۔

اتنی دیر میں عمران کا ناشتہ آ گیا۔ ناشتہ خاصا ہیوی تھا لیکن عمران تو پہلے ہی پھر پور ناشتہ کر چکا تھا۔ اس نے ظاہر سے ڈبل ناشتہ تو وہ کر نہیں سکتا تھا۔ لیکن اب اگر وہ ناشتے سے انکار کر دیتا تو لانا تنویر اور جولیا دونوں ہی تھے ہار کر اس کے پیچھے پڑ جاتے۔

”میں اکیلا ناشتہ نہیں کروں گا کہ تم سب منہ دیکھتے رہو اور میں ناشتہ کرتا رہوں اس لئے یا تو سب کے لئے ناشتہ آئے گا یا پھر میں بھی نہیں کروں گا۔“ عمران نے منہ نہ دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم تو ابھی ناشتہ کر چکے ہیں تم نے نہیں کیا اس لئے تم کو۔“ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”چلو ایک اور صورت ہے کہ اس ایک ناشتے کو ہم سب مل کر کرتے ہیں تمہیں تو معلوم ہے کہ میں تو درویش منشی آدمی ہوں۔ ایک آدھے انڈے سے میرا گزارہ ہو جاتا ہے اب میں تم لوگوں کی طرح بھاری تھوڑا این تو نہیں لیتا کہ ایسے شاندار ناشتہ کرنے کی عادت ڈالوں چلو شروع ہو جاؤ۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک ایک سلاشیں سب میں خود ہی بانٹ دیا۔ ایک انڈہ خود کھایا اور باقی زبردستی دوسروں کو کھلا دیتے۔

”اگر تمہیں بھوک نہیں تھی تو پھر خرچہ کیوں کرایا۔“ تنویر نے لال پیٹے ہوتے ہوئے کہا۔

”کتنا بل آیا ہے تمہارا سب کو ناشتہ کرانے میں۔“ عمران نے

لنگ گیا جیسے وہ واقعی صدیوں سے بھوکا ہو۔
”ہر شے منگو او تنویر فوراً تمہیں اب تک منگو لینا چاہیے تھا۔“

جولیا تنویر پر اٹ پڑی۔ اس کا چہرہ اب جھٹکے کی بجائے مسرت سے چمک رہا تھا جیسے اسے عمران کے اس اعلیٰ کردار پر ایسے حد تک ہو رہی ہو جب کہ باقی ساتھی ہونٹ بچھپے اپنی مسکراہٹوں کو روکنے کی شدید جدوجہد کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ عمران کی کسی شے سے واقف تھے۔ ”رہتے دو میں جولیا۔ کوئی بات نہیں۔ میں اب چلتا ہوں۔“

میں نے خواہ خواہ آپ کی ابھی خاصی فضل کو ڈسٹر ب کیا۔“ عمران نے بڑے اندرہ سے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

”ناموشی سے پیٹھ جاؤ۔ پہلے ناشتہ کرو گے پھر کوئی اور بات ہو گی۔“ جولیا نے مصروفی غصے سے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور

عمران اس طرح بیٹھ گیا جیسے واقعی صرف حکم کی تعمیل کے لئے بیٹھ رہا ہو۔ تنویر کے ہونٹ جھپٹے ہوئے تھے لیکن بہر حال اسے ناشتے کا اہر ڈر تو دینا ہی تھا۔ اس نے وہ ریسپونڈ کیا کہ بوجھل والوں کو ارڈر دینے لگا۔

”لیکن عمران صاحب سلمان تو اس میں مدد کی کئے لئے شاپنگ کتا پھر رہا تھا اور آپ کہتے ہیں کہ وہ سپر سٹورٹ فیض کی جہاں تھی۔“
— خاندان سے نہ رہا گیا تو یوں ہی بڑا۔ اور جولیا قادیان کی بات سن کر نیکیزٹ چمک پڑی۔ جیسے اس بات کا تو اسے خیال ہی نہ رہا ہو۔
”بس اب کیا کروں۔ یہ سارے باوجود ایسے ہی ہوتے ہیں۔ فلا سا بہانہ ملے تو خرچہ کرنے میں پڑتے ہیں۔ اس نے ہی سمجھا کہ شاید عورتی

بڑے سنجیدہ دلچسپی میں کہا۔
 "فائوسٹار ہوٹل سے منگوا رہا ہے۔ کسی ایسا خیر ہوٹل سے نہیں
 آیا۔ پوچھ لیتے رہے ہو جیسے انہی ہل ادا کر دو گئے۔" تو میرے کو بھی
 غصہ ہو گیا تھا۔
 "تم ناشتے کی بات کر رہے ہو۔ میں تم سب کے ڈنر کا بل بھی
 ادا کر سکتا ہوں۔ بولو بھر دوں۔" عمران نے جھلجھلکے کرتے والے
 دلچسپی میں کہا۔
 "اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے بھر دو مجھے معلوم ہے کہ تم
 نے سوپر فائن کو کہا ہے۔ تمہارے پلے کیا ہے۔" تو میرے
 غصہ یہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔
 "سوپر فائن کو کیوں کہوں گا۔ میں یہ تاوان تمہارے اس چھوٹے
 باس پر کیوں نہ ڈالوں؟" عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔
 "باس۔ اوہ کبھی نہیں وہ تو زندگی بھر یہ بل ادا نہ کرے گا
 — جو لیا نے کٹہہ مانتا ہے ہوتے کہا۔
 "اچھا پھر دیکھو کیسے نہیں مانتا۔ اگر وہ میری بات نہیں مانتے
 گا تو پھر میں بھی کل اس کی بات ماننے سے انکار کر دوں گا پھر
 ہاتھ جوڑتا پھرے گا میرے پیچھے۔" عمران نے بڑے فخرانہ
 انداز میں کہا۔
 "ہوں باس اور ہاتھ جوڑتا پھرے تمہارے پیچھے۔ کبھی شک
 دیکھی ہے اپنی۔ یہ تم ہی ہو جو چار ٹکوں کی خاطر اس کے پیچھے
 دم ہلاتے پھرتے ہو۔" جو لیا نے جھڑکتے ہوئے دلچسپی میں کہا۔

واقعی عجیب فطرت کی مالک تھی۔ چیف باس کی بے عزتی کسی صورت
 بھی برداشت نہ کرتی تھی چاہے ایسا کرنے والا عمران ہی کیوں نہ ہو
 اور عمران کی بے عزتی بھی اس سے برداشت نہ ہوتی تھی چاہے
 وہ ایک گھوڑی کیوں نہ کرے۔
 "اچھا یہ بات ہے تو پھر دیکھو کہ کون کس کے پیچھے دم ہلاتا ہے"
 — عمران نے بڑے غصیلے دلچسپی میں کہا اور اٹھ کر ٹیلیفون کی طرف
 بڑھ گیا۔

"رہتے دیکھتے عمران صاحب خواہ مخواہ شرمندہ ہونے کا کیا فائدہ
 دیتے تھے یقین ہے کہ فائوسٹار ہوٹل کا منیجر تو کیا مالک بھی آپ
 کا نام کس کر بل بھجوا دے گا۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "ابیں صفدر میری انا کا مسئلہ ہے اور تم ہانتے ہو کہ فوڈ میں کچھ مری
 خون دوڑا ہے۔ میں تو صرف ملک کی خاطر دیکھ کے کھانا پھرنا ہوں
 ورنہ ایکٹو جیسے کتنی حریف کار ڈالوں۔" عمران نے پہلے
 سے زیادہ غصیلے دلچسپی میں کہا۔
 "بس بس بچو اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جو لیا نے
 سے پچھٹ پڑی۔

"بس جو لیا آپ اسے کیوں منع کر رہی ہیں اور یہ باس سے
 جھاڑ کھائے گا تو دم دبا کر اور مزہ لیکر کر بیٹھ جائے گا۔" تو میرے
 نے شکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ تو یہی چاہتا تھا کہ عمران چیف
 باس سے جھاڑ کھائے اس طرح اس کی نفسیاتی تسکین ہو جاتی تھی۔
 عمران نے کس پر اٹھا کر تیزی سے خبر ڈالنے کے شروع کر دیئے۔

تم نے وہ کیا ہے یا نہیں۔“ اکیسٹو کا بچہ انتہائی سخت تھا۔
 ”ایک صورت میں وہ کام ہو سکتا ہے کہ آپ معاوضہ دے دیں ورنہ
 میں کام نہیں کروں گا۔“ عمران نے بھی صاف جواب دے دیا۔
 ”تمہیں پہلے ہی تمہارے کام سے زیادہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔ عوام اس
 نے اپنے خون پیسنے کی کمائی سے ٹھیکس ادا نہیں کرتے کہ اُسے اس طرح
 لٹا یا جائے۔ بلکہ کام کرنا ہے یا میں کسی اور کے قسے لگاؤں۔“
 اکیسٹو نے اُسے بُری طرح چٹاڑتے ہوئے کہا۔

”جی کرنا تو بہر حال پڑے گا۔ لیکن دیکھیں جناب اس قدر سختی بھی
 اچھی نہیں ہوتی۔ بہر حال ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔“ عمران نے
 بُری طرح مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر کا چہرہ عمران کو اس طرح
 شکست خوردہ دیکھ کر گلاب کے پھول کی طرح کھل اُٹھا۔

”زیادہ مزہ لٹکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیجئے ایسے آدمیوں سے
 سخت ضرورت ہے جو معمولی معمولی باتوں پر اس طرح مایوس ہو جاتے
 ہیں۔ تمہارا پچھلے کس کا یوٹس ابھی تک غلط ہے۔ اس سے ہل ادا ہو جائے
 گا۔ اور تم۔“ اکیسٹو نے اسے بارزوم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
 لابلہ ختم ہو گیا۔

”دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ تمہارا پاس کیسے نہیں ادا کرے گا بلکہ آخر اُسے
 شکست مانتی پڑی تھی۔“ عمران نے بُری طرح خوش ہوتے ہوئے کہا اور
 سب کھٹکھٹا کر منس پڑے۔

”کیا مطلب تم ہنس کیوں رہے ہو تمہارے سامنے ہی تو اس نے کہا
 ہے کہ میں ادا ہو جائے گا۔“ عمران نے بڑے حیرت بھرے انداز میں

”اکیسٹو۔“ لابلہ قائم ہوئے ہی دوسری طرف سے اکیسٹو کی
 فصوص آواز ابھری۔

”میں عمران پول رہا ہوں۔“ عمران نے مزہ بتاتے ہوئے کہا
 ”کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے۔“ اکیسٹو کا بچہ پہلے سے نیا
 مرد ہو گیا۔

”کیا آپ میری خاطر چوہل خانیو سٹار کا ناشتہ اور ٹرنز کا بل ادا
 کئے ہیں۔ میرا اور تنویر کا پیئنگ ہو گیا ہے۔“ عمران جھجکتے ہوئے دلا
 میں بولا۔ اور اُسے جھجکا دیکھ کر تنویر اور جو لیا کا چہرہ کھل اُٹھا
 جب کہ باقی سارے ممبروں کے چہروں پر سکھڑاٹھ رشتے لگی۔

”سوری میں ایسے مشغول چیونٹوں کا قاتل نہیں ہوں ہاں تم اس وقت
 فون کہاں سے کر رہے ہو۔“ اکیسٹو نے مرد لہجے میں پوچھا۔

”تنویر کے فلیٹ سے۔ اس وقت سارے ممبر ہاں موجود ہیں
 اور میری بے عزتی ہوئی دیکھ رہے ہیں۔ کیا آپ کو اتنا خیال بھی نہیں آیا
 کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر حکومت کے خزانے سے آٹھ دس ہزار روپے
 ہماری خاطر خرچ ہو جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”تم سیکیورٹ ممبروں کے ممبر نہیں ہو۔ اس لئے تم پر تو ایسے مجھ
 کوئی سروکار ہی نہیں ہو سکتا اور جہاں تک دوسرے ممبروں
 تعلق ہے۔ انہیں تحفظ کے علاوہ ہر قسم کی سہولیات پہلے سے ملتی
 ہیں اور عزت بے عزتی کا مسئلہ صرف اپنے تک خود درکھا کرو۔ نیچے
 کسی کی اس ٹائپ کی عورت، بے عزتی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔
 تم یہ بتاؤ۔ کہ میں نے شریا کے سلسلہ میں جو کام تمہارے ذمے لگا

ایک بات ہے کہ وہ اپنے علاقے میں کسی اپنی کی موجودگی پسند نہیں کرتے۔
— صدر نے فوراً کہا۔

"پہلے یہ تو تیرے چلے کر چلے گیا ہے۔ ہم خواہ مخواہ کی بحث میں الجھ گئے ہیں۔" — کینیڈین شکیں نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"چیکو کیا ہوتا ہے کینیڈین شکیل یہ تو قدر کی بات ہے۔ رشتے تو آسمانوں پر طے ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ مشرق یا قبا میں کوئی ایسا رشتہ میرے استعار میں بیٹھا ہو رہا ہو۔ جو میرے مقدر میں لکھا جا چکا ہو بہر حال ناشیے کا شکریہ۔ اب تک یقیناً وہ سو پر قبا میں اپنی جان کو لے گیا ہوگا یا اس نے اجازت۔" — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اُسے روکنا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اس بار تنویر نے ریسور اٹھایا۔

"تنویر بول رہا ہوں۔" — تنویر نے کہا۔
"ایکسٹرمپٹنگ۔ کیا عمران ابھی تک تمہارے فیڈ میں ہے۔"

ایکسٹرنے سر و ہلچے میں پوچھا۔
"جی ہاں۔" — تنویر نے موڈ بانہ ہلچے میں جواب دیا اور ریسور

عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"جی فرماتے۔" — عمران نے ریسور لیتے ہی بڑے موڈ بانہ ہلچے

میں کہا۔
"عمران۔ شوکران سے ضروری کاں لگتی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بھی ایسے شواہد ملے ہیں کہ وہاں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ لیکن وہ اس

معاہدے میں قانع نہیں ہیں اور ساتھ ہی وہ مشرق یا قبا میں کو سیاسی وجہ پر ناراض بھی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس طرح سازقابات ان کے خلاف مذہبی بیادوں پر اٹھ کھڑا ہوگا اور کافرستان دانوں کو موقع مل جائے گا اس لئے انہوں نے بھی باقاعدہ درخواست کی ہے کہ اگر ہم اس سلسلہ میں کوئی کام کریں تو وہ مشکور ہوں گے۔" — ایکسٹرنے ٹرائی سے خطاب ہو کر کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے۔ میرے لئے چیک کا سکوپ بن گیا ہے۔ دوسری گڈ۔" — عمران نے بے طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جولیا کو فون دو وہ بھی یقیناً وہیں ہوگی۔" — ایکسٹرنے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات کر دی۔ اور جولیا نے پنا نام

نتیجہ ہی جلدی سے عمران کے ہاتھوں سے ریسور جمپٹ لیا۔
"جولیا بول رہی ہوں یاں۔" — جولیا نے موڈ بانہ ہلچے میں کہا۔

"جولیا۔ تم سب خبر نہ کر لٹ کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ قبے تابات میں مشن پر ٹیم بھیجی پڑے۔" — ایکسٹرنے غصوں ہلچے میں کہا۔

"یہں یاں۔" — جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رالابطہ ختم ہو گیا۔

راکت کو ٹوکر کے غائر کئے جاتے ہیں ان کی ریٹنگ بے حد کم ہوتی ہے اور نیپال کو بالکل قریب ہے اس کے لئے اتنے بڑے لانچر فٹ کرنا سراسر حماقت ہے اور غیر رویہ اور کا فرستان والے صرف نیپال جیسے کمزور اور چھوٹے ملک کے لئے اتنی بڑی دروسری کہاں مول دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا رن مغرب کی طرف ہے تو مغرب کی طرف نیپال اور کا فرستان کا بالائی حصہ کراس کرتے ہوئے پاکیشیا کا وہ حصہ ٹارگٹ میں آتا ہے جہاں پاکیشیا کی ایک بڑی باری ہے اور بے تباہ کرنے کے لئے یہ لوگ اب تک ایڑی پھونکی کا زور لگاتے رہے ہیں۔“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اگر ایسی بات تھی تو پھر شوگران سے تصدیق کرانے کی کیا ضرورت تھی۔“ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”شوگران والوں سے بات کرنا اس لئے ضروری تھا کہ بہر حال تباہی کا علاقہ شوگران کی حدود میں ہے اور وہاں ہمارا کوئی بڑا سرائے مشین شوگران اور پاکیشیا کے درمیان پیچیدگیوں اور الجھنیں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ اب وہ لوگ اس بارے میں مطمئن رہیں گے۔“ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ ”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ آڈہ شوگران کے خلاف استعمال ہونے کے لئے بنایا جا رہا ہو۔ ایسی صورت میں تو شوگران کو خود حرکت میں آنا چاہیے تھا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”فرار و تباہ کا نقشہ اٹھاؤ۔“ ابھی بات سمجھ میں آجائے گی۔“

عمران نے منگرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو آٹھ کر لہریہ کی طرف بڑھ گیا۔ تصویر ڈی ری ایچ وہ نقشہ لے آیا اور اس نے اسے میز پر بچھا دیا۔

عمران صاحب۔ میرز کی موجودگی کی وجہ سے میں کھل کر بات نہ کر سکا شوگران والوں کی طرف سے انتہائی اہم اطلاع ملی ہے۔“ آپریشن ٹیڈ میں عمران کے داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

”یہی اطلاع ملی ہو گی کہ اگر یہ آڈہ ہے تو نیپال کی بجائے پاکیشیا کے خلاف استعمال ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اطلاع تو یہی ہے لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ ان کے سپیکر سروس کے چیف نے تو جو سے بات کی ہے۔“ بلیک زیرو نے بے حد حیرت بھری لہجے میں کہا۔

”میں وکرم کی بات سنتے ہی صورت حال سمجھ گیا تھا اس لئے تو میں نے اس سے اجازت لی تھی۔ کیونکہ پچاس فٹ لمبے راکٹ لانچروں پر جو

نے حیرت سے اُنھیں پچھلاتے ہوئے کہا۔

”اب دیکھو اگر اس اینگل کو تھوڑا سا بدل دو تو پھر یہ راکٹ
 افغانستان کے علاقے میں گرتے ہیں اور افغانستان روسیاءوں سے مل کر
 اس نئے توڑے نہیں بنا سکتے ہوں گے کہ اپنے ہی ملک کو ٹارگٹ بنائیں
 — عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے سو فی صد درست اندیشہ لگایا ہے یہ اڑہ
 بر صورت میں پاکستان کی اینگل لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے تیار کیا جا
 رہا ہے۔“ بلیک زبر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب دیکھو ان کی منصوبہ بندی اگر آگے لڑے کہ افغانستان میں بننا تو لزما
 ہمارے ہیئت اس کی بوسٹوٹو ہے۔ پھر اڑہ تباہ کر دیا جاتا۔ ناپال میں
 ویسے نہیں بنایا جاسکتا تھا کیونکہ ناپال کے ہمارے ساتھ انتہائی دوستانہ
 تعلقات ہیں۔ شوگران کے کسی اور علاقے میں اسے تعمیر کیا جاسکتا تھا
 کیونکہ خاہر ہے شوگران ایسے اڑے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ علاقہ
 شوگران کی حدود میں شامل ہونے کے باوجود مقامی، مذہبی رواجات کی
 بنا پر عملی طور پر شوگران کے کنٹرول سے باہر ہے۔ شراب قمار کسی اپنی
 کی موجودگی سوائے مذہبی پیشواؤں کے اپنے علاقے میں برداشت نہیں
 کر سکتے۔ اس لئے اگر جنگل کے اندر کوئی خفیہ اڑہ بنایا جائے تو لازماً
 یہ خفیہ رہے گا اور پاکستان کے ایجنٹوں کی یہاں موجودگی کو تو تصور بھی
 نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اب تم خود سوچو کہ یہ اڑہ کس قدر محفوظ ہے
 یہاں سے اگر راکٹ فائر کر کے پاکستان کی اچھی تحصیلات کو تباہ کر دیا جائے
 تو پاکستان کس پر الزام لگائے گا شوگران پر یا ناپال پر۔ اب یہ تو شاید

عمران اس نقشے پر ٹھک گیا۔ اس نے میز پر موجود سٹرن پمیل اٹھا کر
 ”یہ دیکھو یہ ہے تاہمات کی وہ بٹی جو ناپال کی سرحد کے قریب
 جہاں یہ جنگلات واقع ہیں۔“ عمران نے پمیل سے نشان لگا
 ہوئے کہا۔

”اب دیکھو شوگران کا دار الحکومت یا نگ میاں سے کس قدر
 پر ہے۔“ عمران نے یا نگ کے گرد دائرہ لگاتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ تو بہت طویل فاصلہ ہے۔ پورا شوگران کراس ہو تا ہے
 — بلیک زبر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اور تم جانتے ہو کہ ایسے خفیہ اڑوں کا مقصد زیادہ سے زیادہ
 کوئی خاص ٹارگٹ تباہ کرنا ہوتا ہے اور شوگران کے اہم ترین دفاعی
 ٹارگٹ یا نگ کے ارد گرد کے علاقے کے اس سلسلے درمیانی حصہ میں
 کوئی ایسا ٹارگٹ نہیں ہو سکتا اور پچاس فٹ لمبے یا پھر تو ایک طرف
 سو فٹ لمبے یا پھر سے جو راکٹ فائر ہو وہ یا نگ تک پہنچنا تو ایک طوفان
 شوگران کے کسی اہم ترین دفاعی علاقے تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اب
 آخر اس طرف پاکستان اور ناپال دونوں جنگلات سے مغرب کی طرف
 ہیں ناپال بالکل ہی عورت سا علاقہ ہے۔ اس کے بعد کہ افغانستان کا
 تھوڑا سا علاقہ آتا ہے اور پھر پاکستان ہے۔ اب دیکھیں تاہمات
 لگتا ہوں کہ اگر ان جنگلات میں موجود کسی اڑے سے انتہائی دور مار
 راکٹ فائر کیا جائے تو اس کا ٹارگٹ پاکستان کا کوئی سا علاقہ بن سکتا
 ہے۔ یہ دیکھو۔“ عمران نے نقشے پر باقاعدہ لائن لگاتے ہوئے کہا
 ”اوہ۔ یہ تو بالکل اینگل لیبارٹری کا علاقہ بنتا ہے۔“ بلیک زبر

قدرت پاکیشا پر ہر بان ہے کہ اس اڈے کی ٹہن گن جب وکرم کو ملی۔ تو
اس کے غمروں نے اس کے بارے میں جو اطلاعات دیں اس پر وکرم
یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ روسیابی اور کافرستانی ناپال کو تباہ کرنے
کی سازش کر رہے ہیں اور چونکہ میں اس کا انجیل میں ہوں اس لئے اس
نے میری طرف رخ کیا۔ اس طرح ہمیں اس کی اطلاع بھی مل گئی ورنہ
تو یقیناً اس خوفناک سازش سے ہم مکمل طور پر بے خبر رہتے۔“
عمران نے کہا۔

”اب میں کچھ گیا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر
حرکت میں آنا ہو گا ورنہ وہ لوگ اس اڈے کو کسی بھی وقت استعمال
کر سکتے ہیں کیونکہ یہاں ایک بات ہے کہ آخر اتنا بڑا آسانی اور دفاعی اڈہ
بنانے کے لئے تو بھاری مشینری وہاں پہنچی ہوگی اور اندر رگڑاؤ نہ تو عورت
بھی ہوئی ہوں گی پھر شوگر ان والوں کو اس کی اطلاع کیوں نہ ہو سکی کیونکہ
ان کا کہنا یہی ہے کہ سب ناپال سے اس کی انہیں اطلاع ملی تو انہوں
نے سیٹلائٹ سے اسے چیک کر لیا لیکن کسی اڈے کی موجودگی کی شہادت
نہ مل سکی پھر ہم سے اشارات فرد سنے ہیں کہ ایسا امکان ہو سکتا
ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”تم نے فتنہ خود سے نہیں دیکھا۔ کافرستان کا بھی کافی علاقہ بات
کی اس سرحد سے ملتا ہے اور یہ جنگلات ناپال کے ساتھ ساتھ کافرستان
کے علاقے میں بھی جاتے ہیں اس لئے یقیناً اس اڈے کی تعمیر کے لئے
ساری مشینری وغیرہ کافرستان سے ان جنگلات میں پہنچی گئی ہوگی شرابا
قیامل کا تو رواجی طور پر داخل ان جنگلات میں مقرر ہے صرف سال

میں ایک بار گٹائی کے تے لوگوں کو وہاں لے جایا جاتا ہے اور وہ بھی صرف
پہن دوڑ کے تے اور وہ بھی شرابا قیامل کے ان لوگوں کو جو وہاں
بے حد حقیر سمجھے جاتے ہیں لیکن ان شرابا قیامل کو جہاں تک میں نے حالہ
کیا ہے۔ ایک چیف وہ ہوتا ہے جو صرف قیاملی علاقوں میں نظم و نسق
قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایک اور چیف ہوتا ہے جو جنگلات
کا قیالہ ہوتا ہے۔ اسے ناواکشیٹھو کہتے ہیں اور بعض اوقات ناوا
کشیٹھو ایک وقت جنگل اور شرابا قیامل دونوں کا چیف ہوتا ہے۔

بچے یقین ہے کہ روسیابہ اور کافرستان کی اس سازش میں کسی ناواکشیٹھو
کا ہاتھ متروک ہے کیونکہ اس کے بغیر کسی طرح بھی اس جنگل میں یہ
اڈہ تعمیر نہیں کیا جاسکتا۔ اگر یہ صرف کشیٹھو ہوتا یعنی جنگل کا قیالہ تو پھر
سال کے بعد جب گاؤں کا قیالہ ناوا لوگوں کو گٹائی کے لئے وہاں لے جاتا
تو لازماً یہ اڈہ ٹریس ہو جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ کافرستان میں نے اسل ناواکشیٹھو
کو ختم کر کے اس کی جگہ میک اپ میں اپنا آدمی تعینات کر دیا ہو اس
طرح ان کا کام آسان ہو جاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اگر ایسی بات ہے عمران صاحب تو پھر تو ٹیم کی وہاں موجودگی کا
ان لوگوں کو فوراً علم ہو جائے گا اور ٹیم کے لئے کام کرنا بے حد مشکل
ہو جائے گا۔“ بلیک زیرو نے انتہائی تشویش سے بھرے لہجے میں کہا۔

’ہاں میں نے ان مشکلات پر غور کیا ہے میرے ذہن میں دو چیزیں
ہیں ایک تو یہ کہ ہم پہلے تاہات جائیں اور وہاں مذہبی پیشواؤں اور
قادیان کا عجیب بدل کر شرابا قیامل میں باہر کی کسی مسئلہ سے کہ لاواکشیٹھو
میں سرے سے داخل ہی نہیں ہوتے۔“ عمران نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہاں تک پہنچنے کے بعد آپ شراب قبال کر
چند آدمی اٹھا کر کے ان کا روپ دھالیں۔“ بلیک زبرو نے کہا۔
”نہیں کس طرح وہ لاما اپنا تک غائب ہو جائیں۔ اور شراب قبال
میں اتنے لادلوں کے اپنا تک غائب ہو جانے سے تنہا کھڑے جائے گا کہیں
اگر ایسا بھی ہو جائے تو مسئلہ یہ ہے کہ شراب تو دوسرے سے جنگل میں جاتے
ہی نہیں۔ جنگل میں کٹائی کے لئے صرف کھیا جاتے ہیں جنہیں یہ شراب
اہٹائی تھیر بکھتے ہیں اگر ہم کھیا کا روپ دھالیں تو پھر بھی ہم قصور
وقت میں ہی جا سکتے ہیں اور چونکہ ابھی مال میں کٹائی ہو چکی ہے اس
لئے مزید ایک سال انتظار کرنا پڑے گا تب تک یہ لوگ اڑے کو
مکمل کرنے کے اس سے کام بھی لے چکے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔
”آپ کی بات درست ہے لیکن آپ نے دوسری تجویز نہیں بتائی۔“
— بلیک زبرو نے مرہلاتے ہوئے کہا۔

”دوسری تجویز یہ ہے کہ ہم ایک جہازیں اڑائے، ہوسے وہاں
جہاز کی ضروری ظاہر کر کے کریش لینڈنگ کریں اول تو یہ اہٹائی خنڈ کا
مسک ہے کیونکہ وہ سارا بھاڑی علاقہ ہے۔ کریش لینڈنگ کا مطلب
میری موت ہے اور اگر کریش لینڈنگ ہو جائے اور ہم مجبوراً وہاں
شراب قبال کے پاس پناہ لے لیں۔ کیونکہ شراب قبال کسی مجبوری کی بنا
پر آئے ہوئے انتہیوں کی خاص خدمت کرتے ہیں تو اڑے والوں کو
یقیناً علم ہو جائے گا اور پھر نواشتگان کا آدمی ہونے کی
وجہ سے کہیں جنگل سے باہر ہی ختم کرنے یا روکنے کی کوشش کرے گا۔
اس طرح مسئلہ اور اچھ جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کریش لینڈنگ والی بات تو ناممکن ہے عمران صاحب اس
طرح تو پوری ٹیم ہی موت کا شکار ہو جائے گی۔ ایسا نہیں ہو سکتا اگر آپ
ہاں کے راستے براہ راست ان جنگلوں میں داخل ہو جائیں۔ اس طرح
شراب قبال والا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا اور آپ براہ راست ان جنگلوں
میں پہنچ جائیں گے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔

”نہیں یہ جنگل بے مدد وسیع، گھنے اور خوفناک ہیں اور شراب قبال
ان جنگلوں سے لکڑی کٹتے ہیں وہ جنگلات شراب قبال کی آبادی کی
طرف واقع ہیں۔ ہاں کی طرف جنگلات میں عمارتیں لکڑی نہیں ہوتی۔
اس لئے اگر ہم ناپال کی طرف سے داخل ہوں تو ہمیں وسیع اور
نظر آک جنگلوں کو عبور کر کے ان عمارتیں لکڑی والے جنگلوں تک پہنچنے
میں بیسوں تک جائیں گے اور ہو سکتا ہے ہم وہاں تک پہنچ ہی نہ
پاویں اور راستے میں ہی اہٹائی خوفناک درندوں کا شکار بن جائیں۔ عمارتیں
لکڑی والے جنگلوں میں درندے اول تو ہوسے ہی نہیں اگر ہوسے بھی
ہیں تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جب کہ دوسرے جنگلوں
میں ان کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ لازماً ہمیں بہتر تندر کاٹریوں میں
بچ کر جانا پڑے گا اس لئے ہمیں جانا تو کھڑا شراب قبال کی طرف سے
ہوگا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ خود ہی کوئی تجویز سوچیں۔ میری تو عقل کام نہیں کرتی۔“
— بلیک زبرو نے منہ ہناتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا مطلب ہے کہ پہلے تمہاری عقل کام کرے گی تب ہی اب کام کرنا
چھوڑ دیتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زبرو نے یہی اقتدار

ہنس پڑا۔

”میں ذرا لاتبریری میں بیٹھ کر ان شرابی قباہل کے متعلق تفصیل سے پڑھ لیا شاید کوئی اچھی صورت نکل آئے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

عمران تقریباً ایک گھنٹے تک لاتبریری میں موجود تھا وہ مواد پڑھ رہا جس میں شرابی قباہل کے متعلق تفصیلات دی گئی تھیں اور وہ صرف ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”کچھ بات بنی۔“ بلیک زیرو نے عمران کے دوبارہ آپریشن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”اگر بات بنی جاتی تو سب رات بندھا ہوا ہوتا۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”ایک پیالی چائے گرم مل جائے تو میں ضرور بات بنا لوں گا۔“ اس جہنم چائے پر بڑے بڑے مسائل ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھا اور چائے بنانے کے لئے ایک طرف بٹے ہوئے کچن کی طرف چلا گیا۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور کرسی کا پشت پر سر ٹکا دیا۔

”یہ بھیچے چائے۔“ بلیک زیرو نے پیالی عمران کے سامنے رکھ دی ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا کر آنکھیں کھول دیں۔ بلیک زیرو نے لے بھی چائے لے آیا تھا۔ وہ پیالی تھے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”ایک ہی صورت سمجھ میں آتی ہے وہی کرٹش میڈنگ والی۔“ میں تفصیل نقشہ دیکھا ہے۔ شرابی قباہل جس علاقے میں رہتے ہیں وہاں

کچھ خاصے پر ایک ایسی داری موجود ہے جہاں ایسا رنگ لیا جاسکتا ہے کیونکہ شرابی قباہل اور اس نامور اشگو کی تکرار تکرار صرف اسی طرح ممکن ہو سکتی ہے۔“ عمران نے چائے کی چمکی پیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرے خیال میں دنیا کا کوئی بھی پائلٹ اس پر تیار نہ ہوگا۔“ بلیک زیرو نے ہنست چاتے ہوئے کہا۔

”میں موجود ہوں ہر قسم کے خطرات مول لینے کے لئے۔ بس ذرا میرا چپک چپ ہمارا بنا دینا۔“ اٹنا کہ کم از کم میں سیدھا ان کی ایک ماہ کی خواہ تو دے سکوں۔“ عمران نے مشکلتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنسٹا۔

”لیکن عمران صاحب وہ علاقہ کبھی بھی طرح مسافر جہازوں کا روتھ نہیں ہے پھر اس علاقے میں جہاز کیسے جاسکتا ہے اس طرح تو سارا معاملہ ہی مشکوک ہو جائے گا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”مسافر جہاز تو نہیں جاسکتا لیکن بین الاقوامی جغرافیائی سرورسے کرنے والوں کا قصور جہاز تو جاسکتا ہے اور ہماری ٹیم ویسے بھی بین الاقوامی نوعی ہی جاتے گی جب جو لیا۔ جو نف اور جوتا بھی اس میں شامل ہوں گے اور پھر حکومت شومگراں کی طرف سے قصور ایازات ہماری موجود ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”سوچ لیجئے۔“ بلیک زیرو شاید ذہنی طور پر ابھی تک اس کے لئے تیار نہ ہو سکا تھا۔

”چائے ختم ہو گئی۔ اس لئے اب مزید تو سوچ ہی نہیں سکتا۔“ اس کے تم ٹیم کو الٹ کر دو ہیں کا اخذات کے ساتھ ساتھ ایسے جہاز کا بھی

بند رہت کر لوں اور باقی تیاریاں بھی مکمل کر لوں پھر روانگی کا وقت دے دوں گا۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا پوری ٹیم ساتھ جائے گی؟" — بلیک زیرو نے پوچھا۔
 "نہیں۔ زیادہ ایشیائی ہوئے تو معاملہ مشکوک ہو سکتا ہے۔ اس لئے صرف کمپین تشکیل چوایا تو میر۔ اور صفدر کو ساتھ لے جاؤں گا جوڑے اور جو ان کے ساتھ ساتھ مورچی بھی ساتھ ہوگی۔ اس طرح واقعی ایک بین الاقوامی ٹیم تشکیل پا جائے گی۔" — عمران نے کہا۔
 "اس مورچی کو ساتھ لے جانے کا مقصد؟" — بلیک زیرو نے

پوچھ کر پوچھا۔

"مورچی کو شہر قبائل کی مخصوص زبان بھی آتی ہے اور وہ ان لوگوں کے متعلق ہم سب سے زیادہ جانتی ہے۔ میں اس سے یہ زبان بھی سیکھ لوں گا اور پھر جویب کو سہارا دینے کے لئے بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا عمران صاحب کہ اس مرضی میں آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ بویا کو یہاں چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ باقی لمبروں کے ساتھ مل کر کوئی مسئلہ ہوا تو آسانی سے سنبھال لے گی۔" — بلیک زیرو نے کہا۔
 "نہیں۔ اس مرضی میں وقت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ کافی فوجیں غاصہ لگ جائے۔ اس صورت میں ہم دونوں کی دوا حکومت میں عدم موجودگی کی خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔" — عمران نے سنجیدگی سے کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا کیونکہ عمران کی بات واقعی درست تھی۔ عمران اٹھا اور پیچھے تیز تیز قدم اٹھاتا پیچھے دھم دھم کے بیڑی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک درہیلے سائز کا لیکن خاصا جدید جہاز اس وقت شوگران کے علاقے شینگ کے اوپر خاصی بلندی پر ٹھہر رہا تھا۔ پائلٹ سیڈٹ پر عمران موجود تھا جب کہ بیوی گیٹر کے فرائض صفدر سر انجام دے رہا تھا باقی سیٹیں پر جویا۔ مورچی۔ تو میر۔ کیپٹی شکیل۔ جوزف اور جونا موجود تھے۔ جہاز پر بیٹنی الاقوامی جغرافیائی سروے شعبے کا مخصوص نشانہ واضح طور پر بنا ہوا تھا۔ اور جہاز کے اندر ایسے آلات بھی موجود تھے جس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ واقعی یہ ٹیم جغرافیائی سروے کرتی پھر رہی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی میک آپ میں نہ تھا۔ مورچی اور جویا کے درمیان شروع سے ہی گاڑھی چھین رہی تھی کیونکہ مورچی نے اپنی ذہانت سے جویا کی نفسیات سمجھ لی تھی۔ اس لئے اس نے اس کے سامنے عمران کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے نا پال میں اپنے منہ کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ ظاہر ہے اس پر جویا نے مکمل طور پر مطمئن ہو

ہوتے جیسے کہا۔

”میرا مقدر ہی ایسا ہے کہ میری بات صفت ہارک کو سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ اگر یقین نہ آئے تو جویا سے پوچھ کہنے سالوں سے اسے مجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر اسے سمجھ میں آجائی تو اب تک جہاز چلائی چلاؤں بھرا ہوا ہوتا۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔

”کو اس مدت کرو ہمیں بات کرنے کی تمیز ہی نہیں رہی۔“ جویا نے انتہائی غصے سے کہہ دیا اور مورٹی جواب تک خاموش بیٹھی۔ عمران کی بات کا مطلب سوچ رہی تھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اوہ میں سمجھ گئی۔ میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ چلاؤں چلاؤں سے یا مطلب یہ ہے آپ نے۔“ مورٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کو بھی“ حضور مبارک ہو۔ مہدی سے چھلانگ لگ دو اور جا رہو بارے لے آؤ۔ مورٹی کی سمجھ میں بات آئی تھی ہے۔“ عمران نے کہا اور اس بار مورٹی اور زیادہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ جب کہ جویا کے ہونٹ بڑی طرح چمچھ گئے اور غصے کی شدت سے انگوٹھوں سے شرارے سے تلکے لگے۔

”پھر وہی بکواس یہ تم مردوں کو کیا مصیبت ہے۔ جہاں کوئی کورٹ نظر آئی اور قہاری رال چکھنے لگی۔“ جویا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”مارے مرد نہیں ہیں۔ میں تو پائلٹ ہوں۔ لیکن ایک بات

بانا تھا۔ ویسے بھی عمران نے روانگی سے پہلے مورٹی کا اصل تعارف کروا دیا تھا کہ مورٹی پائلٹ سیکرٹ سروس کی رکن ہے اور نیپال سیکرٹ سروس نے اس کے ذریعے اس اہم مشن کے بارے میں تفصیلات ان تک پہنچائی ہیں۔ عمران نے اس آڈے کے بارے میں بھی تفصیلات بتادی تھیں تاکہ اس اہم مشن کے دوران ہر ممبر اپنے طور پر پوری طرح چکر کھا رہے۔ ان کا جہاز ساؤتھ آریا سے اڑا تھا اور اب تک مسافر چھ گھنٹے کی پرواز کے بعد وہ یہاں تک پہنچے تھے ابھی ہیں جگہ انہوں جانا تھا وہاں تک ایک گھنٹے کی پرواز باقی تھی۔

”عمران صاحب اس علاقے میں کوئی ایر پورٹ تو ہے نہیں۔ پھر یہ جہاز آپ کہاں اتاریں گے۔“ مورٹی نے اچانک عمران سے غلبہ ہو کر پوچھا اور اس کی بات سن کر واقعی سب چونک پڑے کیونکہ اب تک انہوں نے اس پہلو پر تو غور ہی نہ کیا تھا۔

”ایئر پورٹ وہ کیا ہوتا ہے۔“ مورٹی نے چونک کر پوچھا۔

”ایئر پورٹ تو جاہر ہے خلائی جہازوں کے لیے ہی بناتے جاتے ہوں گے تاکہ وہ ہوائیں پورٹ کر سکیں۔ یہ نکلی جہاز تو نہیں آئے لیکن پورٹ یعنی زمین پورٹ پر ہی لینڈ کرے گا۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور مورٹی کا چہرہ درحقیقت سوائیڈا بن گیا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھ نہیں آپ کی بات۔“ مورٹی نے حیرا

”تو کیا ہم دونوں ہمیں چڑھیں نظر آتی ہیں“ — جولیا نے بڑی طرا
جھجھکاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے تم عورتیں ہو۔ لاجون ولا قوتہ۔ میں اب تک تمہیں ڈر گیاں
سمجھ رہا۔ میرا خیال ہے اب تجھے اپنی نگاہ چپک کرانی ہی پڑے
گی کہ پھیلی ہوئی چیزیں سکڑتی ہوئی نظر آنے لگ گئی ہیں۔“
عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور اس بار مورقی کے ساتھ ساتھ
مضمر اور کچھن شکیل کا بھی ہاتھ نکل گیا۔

”بس اسے بکواس کر ہی آتی ہے۔ زبان اس طرح چلتی ہے کہ
میرٹھ کی چیغی بھی شراب جانتے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”مال اس وقت پیچتی ہے جناب تنویر صاحب جب وہ ساڑ
ہو۔ جب چیل رہی ہو تو پینے کا بیجاری مال کو موقع ہی نہیں ملتا۔
عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تنویر صاحب تو انتہائی خریف اور باوقار آدمی ہیں۔ آپ خولہؔ
ان پر الزام تراشی نہ کیا کریں۔“ اس بار ممداتی نے تنویر کی حمایت
کرتے ہوئے کہا۔

”بہوئی کمال ہے۔ اب تمہاری بھی نگاہ ٹھٹھ کرانی پڑے گی
تمہیں یہ آدمی نظر آ رہا ہے۔ حد ہو گئی۔“ عمران نے کہا اور جا
ایک بار پھر تہمتوں سے گونج اٹھا۔

”مضمر صاحب۔ اسے بھالیں پھر آپ گلہ کریں گے۔ اگر اس
بکواس اسی طرح جاری رہی تو میں اسے ٹوٹی مار دوں گا۔“ تنویر
نے بڑی طرح جھگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ کو کئی بار سمجھا یا ہے کہ باس کے بارے میں سوچیں کچھ
کربات کیا کریں سرٹ تنویر۔“ یککھٹ پچھل سیدٹ پر خاموش بیٹھے
ہوئے جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

”اور میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ میرے منہ ملت لگاؤ۔“
تنویر نے پلٹ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور جوزف یککھٹ ایک
جھٹکے سے گھڑا ہو گیا۔

”بیٹھ جاؤ جوزف۔“ یککھٹ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو
جوزف بس کا پیرہ غصے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا
ایک ہنگسے سے واپس اپنی سیدٹ پر بیٹھ گیا۔

”تنویر تم اب خاموش رہو گے کچھ میں منہ کے دوران اس قسم
کی تلخی پسند نہیں کرتی۔“ جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

”لیکن میں جولیا۔ اب اس عمران کو بھی سمجھالیں یہ میرے متعلق بات ہی
کیوں کرتا ہے کیا کیپٹن شکیل اور مضمرؔ کے جہز نہیں ہیں ان کے
متعلق ایسی بات کیوں نہیں کرتا۔“ تنویر نے بڑی طرح جھلاتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

”کیپٹن شکیل اور مضمرؔ تو بچا ارے بے ضرر سے لوگ ہیں انڈیا
کی گائے کی طرح سیدھے سادے۔“ عمران نے ٹسکتے ہوئے کہا۔

”تم بھی خاموش رہو عمران۔ میں تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں
دے سکتی کہ تم ہر وقت تنویرؔ کا مذاق اڑاتے رہو۔“ جولیا نے
کھانے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کا سخت

زیادہ اونچائی پر ہی کام کر رہے ہیں۔ کم بلندی سے اگر چھلانگ لگائی جائے تو جب تک پیراشوٹ کھلے گا آپ زمین پر استراحت فرما رہے ہوں گے۔“ عمران نے مٹہر بنا تے ہوئے کہا اور مصدّر اس بار واقعی ہینپ گیا۔

”اوہ واقعی چھ! اس بات کا تو خیال ہی نہ آیا تھا لیکن عمران صاحب جغرافیائی سروے والا جہاز بھی تو خراب ہو سکتا ہے۔“ مصدّر نے جھنجھٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر تو یہ ہوا میں ٹیکھوت پھٹ جائے گا۔ پھر تو جا بے پیراشوٹ ہوں یا نہ ہوں بات ایک ہی ہے کیونکہ ان کے استعمال کی نویت ہی نہ کسے گی لیکن اگر ایسی خرابی ہو جس میں کچھ دیر جہاز نہ اڑتا رہے تو پھر اسے کہیں پر اُتانا جا سکتا ہے۔ یہ جہاز سرک مٹی چڑھائی پر بھی اتر جاتا ہے۔“ عمران نے کہا اور مصدّر نے سر ہلا دیا۔

”لیکن تم اسے یہاں کہاں اُتارو گے۔ یہاں تو کوئی سرک نہیں ہے۔“ جویا نے کہا۔

”کوئی بات نہیں میں اسے کسی درخت کی چوٹی پر اُتار دوں گا۔ یا کبھی پہاڑی چٹان پر۔ اُتارنا ہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اگر ٹرانسپورٹ سہلی کا پٹر استعمال کیا جانا تو زیادہ بہتر نہ تھا۔“ کپٹن شکیل نے کہا۔

”جتنا فاصلہ یہ جہاز طے کر آیا ہے اتنا فاصلہ سہلی کا پٹر تو مسلسل طے کر سکتا تھا۔“ عمران نے کہا اور کپٹن شکیل نے بھی سر ہلا دیا۔

”وہ شرط قیائل کی حدود ابھی کتنی دور ہے۔“ سونٹی نے پوچھا۔

جھنجھلیا ہوا سا چہرہ جویا کی یہ بات سن کر ٹیکھت نارمل ہو گیا۔

”ٹھیک ہے ٹائم خیل بنا کر دے دو۔“ عمران نے بڑے مصمم سے لہجے میں کہا۔

”ٹائم خیل۔ کس کا ٹائم خیل۔“ جویا نے حیران ہو کر کہا۔

”تمویر سے مذاق کرنے کا خود تو کہہ رہی ہو کہ ہر وقت اجازت نہیں دے سکتی۔“ عمران نے اسی طرح مصمم سے لہجے میں کہا۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔“ جویا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اے جاکو! گا۔ بلکہ سر کے بل آؤں گا۔ تم اجازت تو دو۔“ عمران نے کہا اور اس بار جویا۔ ٹیکھوت ہینپ کی گئی اور سونٹی کھڑا کر جویا کو دیکھنے لگی۔

”عمران صاحب۔ جب ادھر جنگلات اور پہاڑیاں ہیں تو ہم جہاز سے نیچے کیسے اتریں گے۔ کیا پیراشوٹوں کے ساتھ۔“ مصدّر نے موصوفانہ انداز سے نظر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”پیراشوٹ ہیں تمہارے پاس۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا

”اوہ واقعی پیراشوٹ تو ہیں نہیں۔ کیا مطلب جہاز میں پیراشوٹ کیوں موجود نہیں ہیں۔“ مصدّر نے بڑی طعنہ چڑھتے ہوئے کہا اور مصدّر

ہی کیا کپٹن شکیل، تمویر اور جویا سمیت سب چونک پڑے۔ البتہ جو زوف اور جواہر بدستور خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں اس بات کی کوئی پروا ہی نہ ہو۔

”مشرانڈیاں کی گائے۔ یہ جغرافیائی سروے کرنے والا مخصوص جہاز ہے اس لئے یہ زیادہ اونچائی پر پرواز نہیں کر سکتا اور پیراشوٹ صرف

یہ تو شریہ قبائل سے ہی پلچتا پڑے گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مورتی ہونٹ پیچ کر خاموش ہو گئی۔

”کیا ان اڈے والوں کو ہماری آمد کا علم نہ ہوگا۔“ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”بہرحال چکا ہو گا اور وہ اسے قبائل کے لئے بھولوں کے گیسٹ تیار کرنے اور بیٹہ باجے لگ کرانے کے انتظامات میں مصروف ہوں گے۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ جہاز پر فائرنگوں کریں گے۔“ جولیا نے بڑی حرج پوچھتے ہوئے کہا۔

”وہ جہاز بڑی بھی فائر کر سکتے ہیں۔ تم سے قائم ٹیل تیار کرانے کے تو پابند نہیں ہیں۔“ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے تم آج عرصے کیوں چبا رہے ہو۔ بری بات کا جواب طنزیہ انداز میں دے رہے ہو۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اُس نے جس جولیا کہ تم لوگ اس مشن کو جیتا آسان سمجھ رہے ہو یہ آٹا آسان نہیں ہے۔ ہم کلنگ منانے نہیں جا رہے۔“

عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ ہم کلنگ منانے جا رہے ہیں۔“ جولیا نے تھکاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”تم لوگ باتیں ہی ایسی کر رہے ہو۔ یہ تو وقت کھرچنے کا ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں جہاز آسانی سے اُتارنا جاسکے

ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ اس پلانٹ کے مد نظر اڈے والے بھی مطمئن ہوں گے کہ ہم لوگ لاڈلا آگے نکل جائیں گے ورنہ وہ اب تک ہم پر کوئی نہ کوئی مداخلت فائر کر چکے ہوتے۔ یہاں انہیں کس نے پلچتا ہے۔ اس لئے میں نے اس بار جو فیصلہ کیا ہے اس میں زندہ رہنے کا پانس بے حد کم ہے۔“

لہجے اچانک کریش لینڈنگ کرنی پڑے گی تاکہ اس سے پہلے کہ وہ لوگ کچھ بھیجیں جہاز زمین پر پہنچ چکا ہو۔ اس طرح بخار جہاز تیار ہونے سے نکل جائے گا۔ اور اگر اس نگرہ پر کریش لینڈنگ کرنے کے بعد ہم زندہ نکل گئے تو پھر انہیں مطمئن کیا جاسکتا ہے کہ ہم واقعی بین الاقوامی سروے کے لوگ ہیں اور جہاز کی اچانک زلزلہ کی وجہ سے ہمیں مجبوراً یہاں اُترنا پڑا ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ تو صریحاً خودکشی ہے۔ یہاں کریش لینڈنگ کے بعد تو ہم کسی صورت بھی زندہ نہ نکل سکیں گے۔“ مورتی نے بڑی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں اس طرح مرجانے والوں کو شہید کہا جاتا ہے اور شہید زندہ ہوتے ہیں۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔

”جس جولیا کیا جو کچھ عمران صاحب کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔“ مورتی واقعی عمران کی بات سن کر بڑی طرح گھبرائی تھی۔

”خاطر ہے عمران غلط بات تو نہیں کر سکتا۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”لیکن یہ تو خودکشی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے یہ کام کرنا تھا تو مجھے کیوں ساتھ شامل کر لیا۔“ مورتی نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

ہیں میں مر جاؤں گی یہاں تو کوئی چٹائی میں جہاز بیچے آتے ہی بیچتے جاتے گا۔“ مورتی نے کہا۔

”بس مورتی۔ جو صد کر کے سیکیٹ سروس تو ہے ہی موت زندگی کا کھیل اور آپ تو سیکیٹ سروس کی رکن ہیں۔“ صند نے اُسے کھاتے ہوئے کہا۔

”مہم لم۔ میں نے ایسی سیکیٹ سروس کبھی نہیں دیکھی جو اس طرح خود ہی موت کے منہ میں پھنسا لگا دے۔“ مورتی نے چیخے ہوئے کہا۔

”جوزف۔“ یکلخت عمران نے عزتے ہوئے کہا۔

”میں باس۔“ جوزف نے ایک بھٹکے سے کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”بس مورتی کو اٹھا کر جہاز سے باہر پھینک دو تجھے بزدلوں سے شہ نہ بھرت ہے چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”میں باس۔“ جوزف نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور یکلخت وہ بس مورتی پر جھپٹ پڑا۔ مورتی کے حلق سے چیخیں نکلتی گئیں وہ بڑی طرح ہاتھ پیر مارنے لگی۔

”مت پھینکیو میں اب کچھ نہیں کہوں گی۔“ مورتی نے بڑی طرح چیخے ہوئے کہا۔

”جوزف۔“ چیخے بھٹ جاتی۔ میں ذمہ دار ہوں اب یہ نہیں کہہ سکتے گی۔“ جولیانے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے جوزف بیٹھ جاؤ۔“ عمران نے کہا اور جوزف خاموشی

”بس مورتی آپ مطمئن رہیں۔ عمران کی صرف زبان ہی غلط چلتی ہے دماغ اور ہاتھ غلط نہیں چلتے۔ اگر اس نے یہ فیصلہ کیا ہے تو خاہر ہے سوچا کچھ کر کیا ہوگا۔ ویسے بھی موت تو ایک دن آتی ہی ہے۔ وہاں پانچویں اور تپال میں نہ ہی یہاں تپالت میں ہی بھی۔“ مورتی نے کہا اور مورتی حیرت سے تھوڑے دیکھنے لگی۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ تم بھی عمران کی حمایت کرنے لگے۔

”بس مورتی۔ اگر آپ مرنے سے ڈرتی ہیں تو میں جہاز کو نیچے لے جا کر جوزف کو کہہ دوں گا کہ وہ آپ کو اٹھا کر کسی نرم جگہ پر پھینک دے گا۔ میں صرف ہڈیاں توٹیں گی۔ زندہ آپ بہر حال رہیں گی۔“ عمران نے شکلاتے ہوئے کہا۔

”بہنیں نہیں یہ فکرم ہے۔ یہ زیادتی ہے۔ پلیز جہاز واپس لے چلو میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔“ مورتی نے بڑی طرح تجھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور جسم موت کے خوف سے کانپنے لگ گیا تھا۔

”ارے ارے اگر صرف موت کے تصور سے اتنا خوف کر رہا ہے تو موت کے وقت کیا حال ہوگا۔“ عمران نے طنز پر لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ سب یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ مورتی نے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر بڑی طرح رونا شروع کر دیا۔

”ارے ارے مورتی رو کیوں رہی ہو۔ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ فکر نہ کرو جہان بھی لینڈ کر جائے گا اور ہم میں سے کسی کو کچھ نہیں ہوگا۔“ جولیانے اُسے پکڑ کر گلے سے لگا کر ہتھکڑی دیتے ہوئے کہا۔

جھٹکا کھایا۔ وہ ذرا اوپر کو اٹھا لیکن اس وقت خوفناک گھر مگر ہیٹ
کی آواز جہاز کے چٹلے جھٹلے سے سنا دی اور اس کے ساتھ ہی ایک
خوفناک اور کان بھاڑ دھماکا ہوا۔ اور وہ سب اپنی ہی موت نہ صرف
اپنے بلکہ بے اختیار ان کے جسم موت کے بیٹوں میں ڈوب گئے۔ مورقی
کے حلق سے طویل چرخ نکلی لیکن دوسرے لمحے فضا یکلخت پُر سکون ہو
گئی اور زمین پر رگڑا کھا کر دوڑتا ہوا جہاز رگ گیا۔

”بس مورقی کا پتہ کرو وہ تباہات کی جگہ تباہت میں تو نہیں پہنچ
گئی۔“ عمران کی شکاکاتی ہوئی انتہائی سطحی آواز سنا دی۔ اور
مورقی یکلخت بوکھلاتے ہوئے انداز میں سیدھی ہوئی اور حیرت سے
ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار لمبے لمبے سانس
لیتے گئے۔ ان کے پیروں تلے سے جہاز کی باڈی تقریباً غائب ہو چکی
تھی اور انہیں ایسے شوسس ہو رہا تھا جیسے وہ صرف زمین پر کھڑے ہوں۔
”کیا۔ کیا مطلب ہم زندہ ہیں صحیح سلامت ہیں۔“ مورقی نے
یکلخت شہرت بھرے انداز میں چیخ مارتے ہوئے کہا۔

”بس مورقی جب آدمی موت سے ڈرتے تو موت جھپٹ لیتی ہے
لیکن جب وہ خود موت پر چھٹنے لگے تو پھر موت اس سے بھاگتی
ہے۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا اور اپنی بیلٹ کھول کر اٹھ
کھڑا ہوا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے اس
خوفناک کرش لیڈنگ کے باوجود بالکل صحیح سلامت زندہ بچ جاتے
یہ شرط شہرت سے جگمگا اٹھے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئے اور پھر

سے پیچھے ہٹ کر واپس سیٹ پر بیٹھ گیا۔
”مورقی اب جولیہ کے ساتھ لگی انگلیوں بند کئے خاموش بیٹھی ہوئی تھی
لیکن اس کا چہرہ ہلکی سی طرح زرد پڑا ہوا تھا۔

”اپنی بیٹائیں باندھ لو۔ ہم شرط قبض کی حدود میں پہنچنے والے ہیں
اور میں کسی بھی جگہ کرش لیڈنگ کروں گا جلدی کرو۔“ عمران نے
یکلخت تیز لہجے میں کہا اور سب چونکا ہو کر بیٹھ گئے اور انہوں نے
تیزی سے اپنی بیلٹیں باندھنی شروع کر دیں۔

”بیلٹ باندھ لو مورقی اور بالکل بے فکر ہو۔ ہم سب بھری
رہیں گے۔ عمران جیسے تو پہاڑ کی چوٹی پر جہاز تیزی سے اُتر رہا تھا۔
جولیہ نے مورقی کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا اور مورقی نے جلدی سے
بیلٹ باندھ لی اور پھر اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے
اور نیچے کی طرف جھک گئی۔ اس کا چہرہ تباہ تھا کہ وہ اب ذہنی
طور پر مرنے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔

یکلخت جہاز نیچے کی طرف جھکا اور پھر تیزی سے جھکا ہی چلا گیا۔
یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ٹوک کی بل پوری رفتار سے چٹانوں سے جا
ٹکراتے گا۔ جولیہ سمیت سب لوگوں کے چہرے اس قدر سخت دکھائی
دے رہے تھے جیسے پتھر کے پتے ہوتے ہوں۔ جوزف بار بار اپنے
سینے پر صلیب کا نشان بتا رہا تھا۔ عمران کی نظریں دھڑک رہی تھیں
چھپکی ہوئی تھیں اور جہاز مسلسل نیچے گرتا جا رہا تھا۔ جہاز کے اس طرح
تیزی سے نیچے گرنے سے ان سب کو یوں شوسس ہو رہا تھا جیسے ان
سب کی آئیں ان کے حلق میں آ رہی ہوں۔ دوسرے لمحے جہاز نے ایک

ہو جاتے۔ ہم بھی کہیں گے کہ کریش لینڈنگ کے اصول کے مطابق پڑھوں
ہیں گے انا پڑھا۔ دوسری بات یہ کہ جہاز کی باڈی کے نیچے اور انجن والے
حصے کے گرد ایسا کیمپل خصوصی طور پر لگوایا گیا تھا کہ رگڑ اور مزب
کے باوجود آگ کو پیدا نہیں ہونے دیتا کیونکہ آگ لگ جانے کے بعد
مذوقاتی سیریس ہوتا۔ میں تو خیر نکلیں ہی جاتا لیکن اس مودتی کو کون
نکالتا۔ ”عمران نے کہا۔ اور سب نے سر ہلا دیا۔
اُسی لمحے انہیں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور وہ
سب چونک پڑے۔

”بلدی کرو جوزف اور جونا جہاز سے سامان نکال کر اپنے کاندھوں
پر لادو۔ کچھ لوگ آکر رہے ہیں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوزف
اور جونا دوبارہ جہاز کی طرف دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد وہ کیڑوں کے
پڑے پڑے تھیلے اپنی نشت پر لادے باہر آ گئے۔ ان تھیلوں میں بٹا ہر
تو جزائیشیل سروے کے آلات اور مختلف کاغذات بھرے ہوئے تھے۔
لیکن دراصل ان کے خفیہ خانوں میں عمران نے خفیہ طور پر شہر کا اسلو
بھر رکھا تھا۔

”میں ان سے بات کروں گی۔“ مس مودتی نے چونک کر کہا۔
”نہیں تم خاموش رہو گی۔ تجھے اب شرپازاں کا کافی اگنی ہے۔ یہ
خود بات کروں گا۔“ عمران نے اُسے سخت لہجے میں روکتے ہوئے
کہا اور پھر مودتی سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز میں اب کافی قریب سے سنائی دینے لگی
تھیں۔ پہاڑی علاقے کی وجہ سے گھوڑے نیچے اتر اور اوپر چڑھتے

مورتی تو ایک طرف تقریباً سارے ہی سامنے انتہائی سیرت بھرے انداز
میں جہاز کی حالت دیکھ رہے تھے۔ جہاز کا اگلا انجن والا حصہ بڑی
طرح ٹوٹ بھوٹ کرتا ہوا چپکا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے جہاز کسی پتھان
سے پوری رفتار سے دوڑتا ہوا ٹکرایا گیا ہو۔ نیچے کا حصہ خوفناک درگا
کی وجہ سے غائب ہو چکا تھا اور جہاز بالکل زمین کے ساتھ چپکا کھڑا تھا
”اوہ اوہ! بھئیہ بیہوں کے کریش لینڈنگ۔“ اسس بار مودتی کا
علقے سے بڑی طرح چیخ نکلی گئی۔

”اگر میں پیہیہ کھوں دیتا تو پھر کریش لینڈنگ کی ضرورت ہی کیا ہوتی
اور انجن اس لئے تباہ کر دیتا تاکہ وہ لوگ کہیں چینگنگ نہ کریں کہ ان
میں واقعی خرابی ہوئی بھی تھی یا نہیں۔ اب یہ چینگنگ نہ ہو سکے گی اور
پیہیہ بھی نہ کھل سکے اس لئے جیوڑا ایسا بیک لینا پڑا۔ اب یہ اللہ کا
کرم ہے کہ اس نے منجھوہ دکھا دیا اور ہم زندہ اور صحت سلامت پانچ
گئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کم از کم میں اس قدر خوفناک لینڈنگ کا تصور بھی نہ کر سکتا۔ یہ علم
صاحب آپ کا ہی کام ہے۔“ صدر نے بے اختیار ہمو کر کہا۔

”لیکن اس قدر خوفناک رگڑ اور پھیر انجن کے تباہ ہو جانے کے بعد
جہاز میں آگ کیوں نہیں لگی۔“ کپٹن کی شکلیں نے کہا۔ اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ وہ چاہے تو آگ کو گنڈا کر بھی بنا سکتا۔
اور چاہے تو لگتے بھی نہ دے۔ بہر حال اصل بات یہ ہے کہ میں نے
ٹینکوں میں پٹرول ہی اتنا رکھوایا تھا کہ یہاں تک پہنچتے ہوئے تقریباً

غضب دکھائی دے رہی تھی۔ وہ لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے
گرد و دھارے کی صورت میں آکر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دور
دائیں ہاتھ آگے بڑھا۔
”کون ہو تم؟“ ناوانے انگریزی زبان میں پوچھا اور عمران

سکڑ دیا۔
”ہمارا تعلق اقوام متحدہ کے جغرافیائی سروے ڈیپارٹمنٹ سے
ہے۔ ہمارے جہاز میں اچانک خرابی ہو گئی۔ انجن فیل ہو گئے اور پیسے
بام ہو گئے اس لئے تجویز ہمیں بغیر پیسوں کے کریش لینڈنگ کرنی پڑی
درجہ کوئی معجزہ ہی ہوا کہ ہم زندہ سلامت بچ گئے۔ آپ کون صاحب
ہیں؟“ عمران نے بھی انگریزی میں بات کرتے
ہوئے کہا۔

”ہوں۔ واقعی یہ معجزہ ہے کہ تم صبح سلامت کھڑے ہو۔ ورنہ جس
طرح یہ جہاز تباہ ہوا ہے تمہاری لاشیں بھی نہ ملنی چاہیے تھیں لیکن ہم
ولی پناہ انہیں دے سکتے کیونکہ تم شریا علاقے میں ہو اور شریا اپنے
علاقے میں کسی ایسی کی موجودگی برداشت نہیں کرتے“ اس ناوانے
بڑا اور تلخ لہجہ میں کہا۔

”ہم میں سے چار کا تعلق ایشیا سے ہے اور ہم اس علاقے کے
ہستے والے ہیں جہاں ہمارا تباہی نے گیان حاصل کیا۔ ہم نے وہ زیارت
لو ہوئی ہیں اور ہم ہمارا تباہی کی تعلیمات سے واقف ہیں۔ ہمارا تباہی
کے سامنے والے کبھی کسی پریشان حال آدمی کو پناہ دینے سے انکار نہیں
کر سکتے“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ہمارا تباہی کا ایک اشوک

تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی
بعد سامنے والی پہاڑی کی چٹان پر ایک گھڑ سوار نمودار ہوا۔ وہ
قد کا آدمی تھا۔ اس نے سرخ رنگ کا چمڑا پہنا ہوا تھا۔ اس کے
مورچوں کی طرح لمبے لمبے بال اس کے شانوں پر لٹک رہے تھے۔
کے اندر اس نے پتلون قمیض پہن رکھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین
تھی اور اس کا میگزین اس کے سینے پر پیلٹ کی صورت میں بندہ
ہوا تھا۔ وہ کافی لمبے چوڑے اور عکسوں جسم کا ادھیر ٹکڑا آدمی تھا
چہرے پر بے پناہ سختی اور درشتی تھی۔ وہ بڑے نور سے جہاز اور
اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے پانچ اور گھڑ سوار
اس کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں
لیکن انہوں نے عام پتلون اور قمیض پہن رکھی تھیں۔ ان میں سے
کبھی نے چوڑا نہ پہنا ہوا تھا۔

”یہ جہنے والا ناوا ہے۔ سرخ چوڑا ناوا کی نشانی ہے۔“ مو
نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں جیسے معلوم ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی
وہ چہ کے چہ گھوڑ سوار کی کلفت دیکھنے اور عجیب عجیب آواز
ہوئے گھوڑے دوڑاتے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ اب قوس کی
میں ان کی طرف بڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی مشین گنیں ان
طرف اٹھائی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کسی بھی لمحے ان
گھوڑوں کی بوتھاڑ کر دیں گے لیکن چونکہ عمران اطمینان سے کھڑا تھا
لئے باقی ساتھی بھی اطمینان سے کھڑے تھے البتہ مورچی بڑی طرز

دیا جس میں کہا گیا تھا کہ جب کوئی قبیلہ مغلوں، انہیوں، مسافروں اور پریشان حال ان لوگوں کو پناہ دیتا ہے تو آسمانی باپ ان پر انجیل کے حقوق کا نزول کرتا ہے۔

”اوہ۔ اوہ تم جہاں تہا بدھ کے لشکر جانتے ہو اور پڑھ بھی سہتے ہو۔ تم ان کے گلیان والے علاقے سے تعلق رکھتے ہو جو تو قوم ہلاک لئے مقدس ہو۔ ہم انہیں سلام کرتے ہیں اور پناہ دیتے ہیں کیونکہ صرف ان کو جن کا تعلق جہا تہا کے علاقے سے ہے۔“ ناوا نے چونکہ کر کہا۔

”جہا تہا نے انہیوں کو بھی پناہ دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ جب کوئی انہی جہا تہا کے ماننے والوں کی پناہ میں آتا ہے تو وہ ان کے دشمن لشکر کو دیکھ کر جہا تہا کی عظمت کو سمجھنے لگتا ہے اور اس طرح اس کے جا میں وہ آگ میں اٹھتی ہے جو اسے کسی بھی وقت جہا تہا کے چرنوں میں لے جاسکتی ہے۔“ مگر ان نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ تم تو مقدس لاموں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے میں بطور ناوا سارے شرپا قبا ئل کی طرف سے نہیں پناہ دیتا ہوں۔“ ناوا نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ وہ وہ گھوڑے سے اتر گیا۔ اس کے گھوڑے سے اترتے ہی اس کے سارے ساتھی بھی گھوڑے سے اتر آئے۔ لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔ یقیناً وہ انگیزی نہ جانتے تھے اس لئے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ آج ناوا ان لوگوں کو ہلاک کر دینے کا حکم دینے کی بجائے ان کا احترام کیوں کر رہا ہے۔

”تم شاید سمجھ رہے ہو کہ میں کسی ہندو دنیا میں نہیں گیا۔ تمہیں یہ مگر حیرت ہوگی کہ میرا باپ یہاں کا ناوا شنگو تھا۔ اس کا ایک پادری

”سُو یہ مقدس لاموں کی طرح جہا تہا کے غلام ہیں اس لئے میں نے انہیں تمام شرپا قبا ئل کی طرف سے پناہ دے دی ہے۔ ناوا اور فوراً سب سے بڑی حویلی ان کے لئے خالی کراؤ اور ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کراؤ۔ میں انہیں لے کر آ رہا ہوں۔“ ناوا نے یلکھت جھنجھٹے ہوئے شرپا زبان میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے تمام ساتھیوں نے سر جھکائے اور بھروسہ مگر بجلی کی سی تیزی سے گھوڑوں پر چڑھ گئے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے واپس پہاڑیوں میں غائب ہو گئے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازوں کا کافی دیر تک سنائی دیتی رہیں پھر مدھم مدھم ہوتے ہوئے ختم ہو گئیں۔

”میرا نام پامو ہے اور میں ناوا شنگو ہوں۔ سارے شرپا قبا ئل اور سارے جنگجوؤں کا حافظہ اعلیٰ۔ یہاں میرا حکم جلتا ہے۔“ ناوا شنگو نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب میں اپنا در اپنے ساتھیوں کا تعارف کرا دیا۔ اس نے سب کے نام اصل بتائے تھے۔

”اوہ تم واقعی بین الاقوامی گروپ ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔“ ناوا شنگو نے کہا اور اچیل کو گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ عمران اس کے ساتھی اس کے پیچھے پیدل چلنے لگے۔

”ناوا شنگو تم نے یہ انگیزی زبان کہاں سے سیکھی ہے۔“ عمران گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

”تم شاید سمجھ رہے ہو کہ میں کسی ہندو دنیا میں نہیں گیا۔ تمہیں یہ مگر حیرت ہوگی کہ میرا باپ یہاں کا ناوا شنگو تھا۔ اس کا ایک پادری

”ہم نے آج تک شراب کے متعلق سنا اور پڑھا تو بہت کچھ تھا لیکن آج ہم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم لوگ خوش قسمت ہو کہ میں نے تمہیں پناہ دے دی ہے ورنہ تو ہم انتہیوں کو مار ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم لوگوں نے یہاں کوئی ایسی حرکت کی جو ہمارے رواج کے خلاف ہو تو پھر ہم ایک لمحے میں تمہیں مار ڈالیں گے اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے رواج کے مطابق پناہ صرف تین دن کے لئے ہوتی ہے۔ تین دن بعد تمہیں جانا ہوگا۔“ پامو نے اس بار سخت ہلچلے میں کہا۔

”تھیک ہے نہیں کیا ضرورت ہے تمہارے رواجوں میں مداخلت کرنے کی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مختصر سی در بعد وہ گاؤں کی حدود میں داخل ہو گئے اور وہاں گاؤں کے تمام مرد اور عورتیں ان کے گرد اکٹھے ہو گئے اور وہ سب حیرت سے ان کو دیکھ رہے تھے۔ شاید زندگی میں پہلی بار وہ اجنبی افراد کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے ان کی آنکھوں اور پیروں پر عجیب سا حس اور حیرت کے تاثرات پھاتے ہوئے تھے۔ ناؤ شنگو نے اونچی آواز میں انہیں پناہ دینے کی بات کی اور پھر وہ انہیں سے جوتے ایک بڑی سی مورتی پہنچ گیا جس کے ایک طرف جوتے چوٹے کمرے ٹھہار کی صورت میں پہنے ہوئے تھے۔

”ہمارے ہاں رواج ہے کہ ایک آدمی سے زیادہ کسی کمرے میں نہیں رہتا بشرطیکہ کوئی جوڑا نہ ہو۔ تم میں دو عورتیں بھی موجود ہیں۔

دوست بن گیا۔ وہ بھی اس طرح راستہ بھول کر ادھر اٹھکا تھا چونکہ اُسے رواج کے مطابق تین دن تک پناہ دے سکتے تھے۔ اس نے تین دن وہ میرے باپ کی پناہ میں رہا۔ وہ بہت اچھا اور نیک آدمی تھا۔ اس نے میرے باپ کو کہا کہ پامو کو میرے ساتھ ہندوب دنیا میں بھیج دو۔ میں اسے تعلیم دلا دوں گا اور اچھی چھاتی سکھا دوں گا اور اس نے اپنے مقدس باپ کا حلف دیا کہ وہ مجھے اپنے مذہب پر نہ لائے گا چنانچہ میرا باپ راضی ہو گیا اور میں بچپن میں ہی اس کے ساتھ چلا گیا اور پھر میں نے گریٹ لینڈ میں تعلیم حاصل کی۔ اور کے بعد میں واپس آگیا اور جب میرا باپ مر گیا تو رواج کے مطابق میں ناوا شنگو بن گیا۔“ پامو نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے اب ساری بات سمجھ گیا تھا کہ روسیائیوں اور کافرستانوں نے اسے کوئی بڑا لالچ دے کر اسے اپنے ساتھ لایا ہوگا ورنہ یہاں مقامی رہنے والا ناوا شنگو کبھی اپنے رواج سے بغاوت نہ کرتا۔ انہیں کبھی طرح بھی جنگ میں داخل نہ ہونے دیتا۔

اونچی نیچی چٹانوں سے اترتے ہوئے انہیں مختصر سی بی در گزر گئی کہ دور سے انہیں ہر طرف تنگ اور ایک دوسرے سے بالکل ہوتے پتھروں کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے مکانات کا طویل بند نظر آنے لگا۔

”یہ چاکو گاؤں ہے۔ شراب علاقے کا سب سے بڑا گاؤں۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں تو بہت دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔“ پامو نے اس گاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے

یہ قسم میں سے کسی کی بیویاں تو نہیں۔“ ناواشنگو نے عملی میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”نہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو ناواشنگو نے سر ہلادیا اور پھر انہیں ایک ایک کمرہ دے دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہر کمرے میں کھانا پہنچا دیا گیا۔

”ہم یہاں سیر کرنا چاہتے ہیں کیا ہمیں اس کی اجازت مل جائے گی۔“ عمران نے ناواشنگو کے ملازم سے اشاروں میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ ان پر یہ ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ ان کی زبان جانتے ہے ملازم نے اسی انداز میں انکار میں سر ہلادیا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمرانی خاموشی سے زمین پر بیٹھے ہوئے گھاس پر لیٹ گیا۔ اس کے منہ کا ایک مہلک بخیر و خوبی طے ہو گیا تھا۔ اس نے وہ ڈپر لیٹ کر اب آئندہ مرنے کے بارے میں سوچ بچار نہ کیا تھا لیکن پھر غنائے میوں اسے یکنگت گہری نیند کا خمار ساندہی پر چھانا ہوا قوسر ہوا۔ اور اس نے بھی سمجھا کہ کرٹش لینڈنگ کی وجہ سے چونکہ اس کے اخصاب پر بے پناہ دباؤ پڑا تھا اس لئے اسے نیند آ رہی ہے اس نے اپنے ذہن کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ دوسرے لمحے وہ گہری نیند سوچکا تھا۔

ایک بڑے سے کمرے کے اندر دفتری میز کے نیچے ایک موسیٰ کی رسی پر بیٹھا کسی قابل کے مٹانے میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور وہ روسیائی چونک پڑا۔

”میں کم این۔“ اس نے سخت ہلچے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک روسیائی نوجوان اندر داخل ہوا۔

”کیا بات ہے تاروف کیوں آئے ہو۔“ اخیر عمر نے ہتھی سخت ہلچے میں پوچھا۔

”ہاں ایک اہم اطلاع دینی تھی۔“ نوجوانی کا نام تاروف تھا نے بڑے سادہ بازو ہلچے میں کہا۔

”اہم اطلاع کیا مطلب۔“ تاروف نے چونک کر پوچھا۔

”باس آلات نے ایک چھوٹے جہاز کو شریاگا دل سے کچے دورفتا میں کم بندی پر پرواز کرتے ہوئے چبک کید جہاز پر بین الاقوامی تجارتی

”یہ بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی باس“۔ ناروف نے جواب دیا۔
 ”اس نانا شنگو کو فوری کال کرو تاکہ اس سے تفصیل معلوم کی جاسکے“۔
 باس نے کہا۔

”باس فوری طور پر تو ایسا ناکم ہے۔ کیونکہ ہم میں سے تو کوئی جا نہیں سکتا اور کہاں کو اگر بھیجا گیا تو اسے طویل چمک کاٹ کر جانا ہوگا کیونکہ وہ جھگن کے راستے تو جانیں سکتا۔ اسے ایک مہینہ لگ جائے گا“۔
 ناروف نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم سپیشل پنجر بھیجنا ہوگا کیونکہ یہ لوگ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں“۔ باس نے کہا۔

”باس۔ میرا تو خیال ہے کہ چھان بین کرنے کی بجائے ہم انہیں چیک کرتے رہیں اگر یہ لوگ مشکوک معلوم ہوں تو پھر ان کو حتم لکھی کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر یہ رواج کے مطابق تین دن بعد کر چلے جاتے ہیں تو پھر ہم ان کو اپنے آپ کو خواہ خواہ اور پی کر“۔ ناروف نے کہا۔

”جو چہرہ بات تو خشک ہے لیکن ذرا کرشن کو بلاؤ۔ مجھے تمہاری ایک بات انتہائی مشکوک لگ رہی ہے۔ بین الاقوامی سروے ٹیم میں بیک وقت چار ایشیائیوں کی شرکت کچھ عجیب سی لگتی ہے عام طور پر ایسا نہیں ہوتا“۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ناروف سر ہلانا ہوا واپس شرا۔ اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ناروف ایک کافرستانی فوجیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

”میں باس“۔ اس کافرستانی نے بڑے عودہ بانہ لہجے میں کہا۔

سروے کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اور یہ جبباز شوگران کے وسط علاقوں کی طرف سے آرہا تھا۔ ہم اس نے فاعوش رہے کہ جب اسی طرف اڑتا ہوا آگے نکل جائے گا لیکن پھر اپنا لگ اس جہاز میں حتمی پیدا ہوگئی اور وہ نوک کے بل چٹانوں کی طرف آئے لگا۔
 کا پائیکٹ بے حد ماہر تھا۔ اس نے عین آخری لمحات میں اسے سنبھال لیا۔ اس کے پیچھے نہ کھل سکے اور وہ پیریز پہیوں کے زمین سے رگڑ کھاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ راستے میں ایک پھوٹی سی پٹا سے وہ خوفناک انداز میں ٹکرایا اور اس کا انجین بڑی طرح ٹوٹ پھوٹ گیا لیکن اس کے باوجود جہاز حیرت انگیز طور پر کامیاب کریم لینڈنگ کرتے ہوئے ڈگ گیا۔ اس میں اس خوفناک ٹھکانا اور کراہ لینڈنگ کے باوجود آگ نہ لگی۔ اس میں سے چھ مرد اور دو عورتیں با آغوشیں۔ ان میں سے ایک افریقی تھا، ایک ایشیائی، ایک سبک لڑکی، ایک ناپالی لڑکی اور باقی چار مرد ایشیائی تھے۔ پھر نانا شنگو اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا۔ ہم نے بھی کہا کہ وہ رواج کے مطابق انہیں ہلاک کر دیے گائیں اس نے انہیں احترام دیا۔ ہم ان کے درمیان ہونے والی باتوں کو نہ سن سکتے تھے لیکن ہم نے اسے احتراماً گھوڑے سے اترتے دیکھا پھر اس کے ساتھی پہلے گاؤں میں آگئے جب کہ وہ انہیں ساتھ لے کر آیا اور انہیں بڑی تحریکی میں لے گیا ہے۔

ناروف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ یہ تو انتہائی حیرت انگیز خبر ہے۔ نانا شنگو نے انہیں پناہ دی ہے۔“ باس نے انتہائی تعجب سے لہجے میں کہا۔

”میٹھو کرشن اور ناروف تم اپنی افزاد کی فلم لے کر آؤ۔ میں یہ ہے۔“ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناروف کی فلم کرشن کو دکھانا چاہتا ہوں۔“ باس نے کہا۔

”میں باس۔“ ناروف نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کیسے اپنی اور کسی فلم باس۔“ کرشن نے اچھلی ریت مہر سے لہجے میں کہا۔

”تمہیں کا فرستانی حکومت نے سیکورٹی کے تحت یہاں بھیجا ہے اور تمہارا تعلق کا فرستان کی طرٹی دھنٹی تینس سے ہے۔“ باس نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اگے کی طرف دھنکے ہوئے کہا۔

”میں باس۔ لیکن یہ سب کچھ قومی فائل میں موجود ہے اور آپ جانتے ہیں۔ کیا آپ مجھے مشکوک سمجھ رہے ہیں۔“ کرشن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں یہ بات نہیں ہے میں اس نے کہہ رہا تھا کہ اگر کا فرستانی نے اس اہم پراجیکٹ کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے تو سوچ بھر کر ہی کیا ہو گا۔ یہاں چاکو گاؤں کے پاس کچھ ایشیائی اپنی موجود ہیں۔ تم ان کی فلم دیکھو اور تجھے بتاؤ کیا یہ واقعی کا فرستانی ہیں یا کہیں یہ پاکیشینی تو نہیں۔“ باس نے کہا۔

”چاکو گاؤں میں اپنی اور وہ بھی ایشیائی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ باس خراب بھلا کی اپنی کی موجودگی کیسے برعاشت کر سکتے ہیں۔“ کرشن باس کی بات سن کر جرت سے اچھل پڑا۔

”نہ صرف موجود ہیں بلکہ نامہ لکھ گھرنے انہیں ہاتھ پناہ بھی دی

”آپ نے کہا اور کرشن مسکراتے لگا۔

”ہاں آپ کو تو انجینئر ہونے کی بجائے سیکورٹی اینڈ ہونا چاہیے تھا۔ آپ کو ذہن اس بارے میں خوب چلتا ہے۔ لیکن ایک بات پر باس کہ آپ کے ذہن نے یہ فیصلہ کیوں کر لیا ہے کہ یہ لوگ جیسے

”ہاں جوئی ویلرٹ ڈیہادی۔“

”اوہ باس۔ اس میں اتنے پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں۔ ہنزائیکل سروے تو ہوتے ہی دہتے ہیں اور ہزار بھی حراب ہو گئے ہیں۔“ کرشن نے اس بار مٹھوں سے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن میرے ذہن میں چند ایسے پوائنٹ آتے ہیں جن کی وجہ سے میں مشکوک ہو گیا ہوں۔ حالانکہ میرا تعلق انٹلی جنس لائن سے نہیں ہے۔ میں پیشے کے لحاظ سے انجینئر ہوں لیکن اس کے باوجود میرا ذہن سوچ تو سکتا ہے پہلا پوائنٹ تو یہ ہے کہ کرشن لینڈنگ اور چٹان سے ٹکرانے کے باوجود ہزار کو آگ نہیں لگی۔ دوسرا پوائنٹ جو اچانک میرے ذہن میں آیا ہے کہ ناروف نے ہزار میں سے کسی پائلٹ کے باہر آنے کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ سروے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ تو خراب ہے اول تو پائلٹ کی ہی نہیں ہوتے اگر ہوں بھی ہوتے تو کم از کم اس قدر باہر پائلٹ نہیں ہو گئے کہ ایسے پہاڑی علاقے پر کرشن لینڈنگ کر سکیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں ایشیائی لوگ تقریباً ہر ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہیں لیکن یہاں نہیں ہو سکتا کہ آٹھ کے گروپ میں چار ایشیائی ہوں۔“

اڈسے کے سلسلہ میں آئے ہیں۔ کیا شربا گلوں میں تین دن پناہ لینے کے بعد وہ ہمارے اڈسے تک پہنچ جائیں گے۔ سوائے ناواشنگو کے اور کسی کو اس اڈسے کے متعلق معلوم نہیں اور ناواشنگو کو بھی صرف اتنا معلوم ہے کہ ہم یہاں کوئی اڈہ بنا رہے ہیں۔ کبیں قسم کہ اڈہ کیا اڈہ اور یہ اڈہ کس کے خلاف استعمال ہوگا اُسے اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ جنگل میں جب شربا کا کوئی آدمی رواج کے مطابق داخل ہو سکتا تو ان میں سے کسی کے داخل ہونے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر داخل بھی ہو جائیں تو یہاں پورے جنگل میں تحقیق آگاہ موجود ہیں جن کی مدد سے انہیں ہنڈیت اُٹھانی سے ہلاک کر جاسکتا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں تو پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ناروف نے بھی یہی کہا ہے اور درست بات بھی یہی ہے۔ لیکر میرے ذہن میں ایک اور آئیڈیا آیا ہے جس کے لئے میں نے قلم اٹھایا ہے۔“
 ”بیس نے کہا۔“
 ”وہ کیا ہے بیس۔“ کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تم کا ہندوستان کی خطی اسٹاکس میں فنانس فعال رہے ہو۔ جو سکتا ہے یہ لوگ مفکر ہوں اور تم ان میں سے کس حد تک ہو۔ تب ہمارا خاموش رہنا نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔“
 ”بیس نے کہا اور کرشن نے ہنسنا شروع کیا۔“
 ”بیس اگر یہ لوگ کہیں ایٹمی جینس یا سیکیورٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں اور اڈسے کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں تو یہ دنیا کے سب سے

اجنبی لوگ ہیں کہ پہلے اپنے جہاز کو کریش کریں اپنی جہازیں خطرے میں ڈالیں اور پھر شربا قتل میں پیشینیاں اور وہاں سے پھر بیان آئیں۔ ایسے لوگ تو ایسے راستے اختیار کرتے ہیں جہاں کا دوسروں کو تصور بھی نہیں ہو سکتا۔“
 کرشن نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید گفتگو ہوتی دروازہ کھٹکھٹا اور ناروف ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”تم نے کافی دیر لگا دی۔“ بیس نے سخت دلچسپی میں کہا۔
 ”سر میں نے جاکر قلم تیار کرنے کا کام دیا تو قلم تیار ہوئی ورنہ روٹیں میں تو اسے صاف کر دیا جاتا ہے اس نے دیر ہو گئی۔“ ناروف نے کہا اور بیس نے سر ہلا دیا۔ ناروف نے باکس کو میز پر رکھ کر ایڈجسٹ کیا۔ اور سامنے سفید دیوار پر سکریں سی بن گئی۔ ناروف نے اس باکس کا ایک بٹن پریں کر دیا دوسرے ٹیپ سکریں پر جھلکے سے خود بخود آئے اور اس کے بعد خالی آسمان کا منظر نظر آنے لگا۔ چند لمحوں بعد ایک جہاز دھبے کی صورت میں سکریں کی حدود میں داخل ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے اس کا کھڑا پ سکریں پر نمودار ہوا۔ اس پر واقعی اقوام متحدہ کا خصوصی نشان موجود تھا۔ ساتھ ہی وائٹ ہیرا فیکل سروس کے مخصوص شیعے کا نام بھی بڑے بڑے حروف میں درج تھا۔ چند لمحوں تک کھڑا پ رہنے کے بعد جہاز دوبارہ دھبے کی صورت میں آگئی اور پھر آہستہ آہستہ یہ دھبہ واضح ہوتا گیا۔ جب جہاز کافی بڑا اور واضح طور پر نظر آنے لگا تو دیکھتے، جہاز کا رخ مچھنے کی طرف ہوا۔ اور ایسے خصوص ہوا کہ جیسے جہاز لوک کے

ہے۔ بڑی ذہانت سے دوسرے کو یہ قوف بتاتے ہیں کہ کیا اب ہو جاتی ہے۔
— کرشن نے کہا۔

”کیا مطلب — کیا کہنا چاہتے ہو۔ تفصیل بتاؤ۔“ ہاس نے نانو شگوار
ہیلے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ناروف کو قلم بند کرنے کے لئے کہا
ناروف نے قلم بند کر دی اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ماحول پر گہری بیحدگی
چھائی ہوئی تھی۔

”ہاس۔ میں کا فرستان ملٹی انشلی جنس میں ہوں۔ گو ملٹی انشلی جنس
کا دائرہ کار عام سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہوتا ہے اور کا فرستان کی
علحدہ سیکرٹ سروس بھی ہے لیکن پھر بھی بعض کیسوں میں ٹکراؤ ہو جاتا
ہے۔ ہاس نے میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ علی عمران ہے۔ پاکستان کا
انتہائی مشہور ایجنٹ۔ بلکہ صرف پاکستان کا ہی نہیں پوری دنیا میں اس کا
نام شیطان کی طرح مشہور ہے۔ آپ بے شک روسیہ کی سیکرٹ سروس
یا کسی بھی سپیشل ایجنسی سے معلومات حاصل کر لیں۔ آپ کو خود ہی پتہ چل
جائے گا۔ بہر حال یہ عمران ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ جعفر جیکل
سروسے وغیرہ سب ڈھونڈ گیا ہے۔ صرف شہر باقی اس کی ہمدردیاں
حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور یہ عمران ہم نے کراس اڈے
کی تباہی کے مشن پر آ رہا ہے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ جس انداز میں
اس اڈے کو خفیہ رکھا گیا ہے اس کے باوجود پاکستان کو اس کا علم کیسے
ہو گیا تو اس کی وجہ بھی مجھے اس مورفی کو ساتھ دیکھ کر سمجھ میں آتی
ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کچھ عرصہ قبل ہم نے جنگل میں تین افراد کو کھینچا
تھا جو کھینچتے۔ گو وہ ہلاک ہو گئے تھے لیکن ان میں سے ایک کسے

وہ نام کی کو ممکن بنا سکتا ہے۔“ کرشن نے ان کی آواز میں بڑے بڑے
ہوئے کہا۔ ہاس بورٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جہاز
رک گیا اور پھر جہاز کا دروازہ کھلا۔ اور ایک ایشیائی نوعوان نے
باہر جھانکا اور پھر اچھل کر باہر آ گیا۔

”اس کا چہرہ گھور آپ میں آ سکتا ہے۔“ کرشن نے کہا اور ناروف
نے سر ہلاتے ہوئے اس پاس پر لگے ہوئے جہاز کے بڑے سے پینل
میں سے دوپٹی دبا دی۔ سکرین پر نظر رک گیا اور اس آدمی کا چہرہ
گھور آپ میں آ گیا۔

”ہاں۔ بالکل یہی علی عمران ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ ایک مشن
کے دوران میں نے اسے قریب سے دیکھا ہے۔“ کرشن نے
تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ پاکستان کا ایجنٹ ہے۔“ ہاس نے بورٹ چبائے
ہوئے کہا۔

”صرف ایجنٹ نہ کہیں سپر ایجنٹ کہیں۔ بہر حال قلم چلاتیں
دیکھیں اور کون کون لوگ ہیں۔“ کرشن اب اپنے آپ کو پوری طرح
منہ جھانک چکا تھا۔

”ناروف نے قلم چلانی شروع کر دی۔ جہاز میں سے عمران کے علاوہ
پانچ مرد اور دو عورتیں باہر نکل آئیں۔

”اوہ۔ اب میں سمجھ گیا کہ پاکستان کو ہمارے اڈے کا کیسے علم ہوا۔ اور
ناپائی لڑکی کو میں جانتا ہوں یہ مورفی ہے ناپالی کی سیکرٹ ایجنٹ۔ اس
سے بھی ایک مشن کے دوران میرا واسطہ پڑ چکا ہے۔ انتہائی ذہین لڑکی

پاس ایک خفیہ ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا تھا۔ اس وقت ہم یہی سمجھے تھے کہ یہ کھانا لکڑی چوری کی غرض سے یہاں آئے ہیں اور یہ ٹرانسمیٹر انہیں کہیں سے بلائے لیکن جس کے پاس سے ٹرانسمیٹر ہوا تھا۔ وہ کھانا کے میک آپ میں تھا۔ وہ دراصل ناپالی تھا۔ لازماً کبھی طرح سے ناپالی سیکرٹ سروس کو اس اڈے کے بارے میں کوئی اطلاع ملنی چنانچہ اس نے جبر بھیجا جس نے مرنے سے پہلے اس اڈے کے بارے میں وہاں اطلاع دے دی۔ اس طرح ناپالی سیکرٹ سروس کو پتہ لگ گیا۔ اور ناپالی سیکرٹ سروس نے پاکستانی سیکرٹ سروس کو اطلاع دی اور وہ لوگ یہاں پہنچ گئے۔ ناپالی لڑکی مورتی کو یہاں جاتا ہوں۔ یہ ناپالی سیکرٹ سروس کی لڑکی ہے۔ کرشنن نے نہایت ذہانت بھرے انداز میں ساری بات کو تجربہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہو نہر اس کا مطلب ہے کہ میرے ذہن میں جو شکوک پیدا ہوتے تھے وہ درست تھے۔ ٹھیک ہے اب جہم آسانی سے ان کا خاکہ کر سکتے ہیں۔ ناروف۔ یہ لوگ چاکر لال کی بڑی حویلی میں بٹھڑے ہوئے ہیں تم اس بڑی حویلی پر میزائل فائر کر کے پوری حویلی ہی اڑا دو۔ جاؤ۔ باس نے تیز دھجے میں کہا۔

”میں باس۔ لیکن اس طرح شریا قبائل اور خاص طور پر وہ ملائشکو ہمارے خلاف ہو جائے گا۔“ ناروف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم ان کی فکرمست کرو۔ یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اڈے کو خطرہ ان ایجنٹوں سے ہے اور اڈے کی تکمیل میں ابھی پورا ایک ماہ رہتا ہے۔ اگر یہ اڈہ ایک ماہ سے پہلے تیار ہو گیا تو پھر ساری منصوبہ

بندی ہی ختم ہو جائے گی۔“ باس نے غصیلے دھجے میں کہا۔

”باس۔ ناروف درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں کوئی تبدیلی اقدام نہیں کرنا چاہیے بلکہ انتہائی سوجن کچھ کر اقدام کرنے چاہئیں۔ چاکر لالوں میں فائر ہوتے ہی یہ خبر پورے مشرقی قبائل میں پھیل جائے گی اور لازماً نباتات کے حکام کو بھی یہ خبر ملے گی جس کے بعد تحقیقاتی ٹیمیں یہاں پہنچیں گی۔ اور اس طرح خبر خوشگراں تک پہنچ جائے گی اور خوشگراں کے رجمنٹ اگر حرکت میں آگئے تو پھر ہمارا اڈہ کبھی صورت بھی نہ بن سکے گا۔ اب تو اس فیڈلر کے ماہر ہیں اب کو تو معلوم ہو گا کہ اس اڈے کو اس طرح کچھ فلاح کیا گیا ہے کہ اگر خوشگراں والے کسی جاسوسی جہاز یا سیٹلائٹ کے ذریعے اسے چیک کرنا چاہیں تو یہ چیک نہ ہو سکے گا لیکن میزائل فائر ہوتے ہی یہ صورت حال نہ رہے گی اور تمام موجود خوشگراں کے خلائی جہاز نے اس میزائل کو مار کر کر لینا ہے بلکہ وہ ساتھی آلات سے اس کا قبضہ بھی ڈھونڈ لیں گے۔ اس طرح اڈے کی موجودگی کھل کر سامنے آجائے گی۔“ کرشنن نے کہا۔

”اوہ واقعی تمہاری بات درست ہے تو پھر کیا کیا جائے گی ان فوجی کپتانوں کو اڈہ تیار کرنے کی کھلی جھڑٹ دے دی جائے۔“ باس نے کہا۔

”نہیں باس۔ ان کا ہلاک کیا جانا ضروری ہے لیکن اس طرح کہ ی کو علم بھی نہ ہو سکے۔ تاکہ ہمارا اڈہ اسی طرح خفیہ رہ سکے۔ اگر اس کے لئے ناواشننگٹن کو استعمال کر سکیں تو یہ سب سے بہتر رہے گا۔ لیکن اس کے ہلاک کرنے پر کسی شریا کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ مکمل

ہوا اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاس اگر ٹپ اپازت دیں تو میں کافرستان کے اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دے دوں ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے وہ کوئی خاص گروپ بھیجیں۔" کرشن نے کہا۔

"نہیں یہ ہماری بے عزتی ہے ایک بات پھر دوسری بات یہ کہ سپیشل گروپ کے یہاں پہنچتے پہنچتے یہ لوگ واردات کر لیں گے اب یہ اس سپیشل گروپ کے اشتہار میں تو نہ بیٹھے رہیں گے تم فکر نہ کرو یہ چاہے جس قدر بھی خوفناک ہوں ہم سے بچ کر نہیں جاسکتے۔ روسیائی حکومت نے اس اوڑے کی جتنی خدمت کے لئے انتہائی سخت سائنسی اقدامات کئے ہیں ایسے اقدامات جن کا ہمیں بھی علم نہیں ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ لوگ جنگل میں داخل ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں ورنہ تو جنگل میں انہیں ایک لمحے میں ختم کیا جاسکتا ہے۔" ہاس نے تیز دھجے میں کہا اور کرشن سر ہلکے رہ گیا۔ ظاہر ہے وہ ہاس کی طرح با اختیار نہ تھا۔

مخواری ریدر بعد ناروف اندر داخل ہوا۔

"ہاس آئیے۔ تاوا شنگو سپیشل پوزیشن پر پہنچنے والا ہے۔" ناروف نے اندر داخل ہو کر کہا اور ہاس سر ہلکا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کرشن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں سے گزرے ہوئے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے۔ یہاں ایک طرف دروازہ میں ایک مشین نصب تھی۔ مشین کے ساتھ ایک کڑا بڑا بھی تھا۔ مشین کے اوپر ایک سکرین تھی جو روشنی اور اس پر

طور پر با اختیار ہے۔" کرشن نے جواب دیا۔

"وہ تو سفید خورتوں کا شکاری ہے۔ پہلے بھی ہم نے اسے چار وریلیکس عمر میں پیش کی تھیں جنہیں اس نے ایک گاہ تک جنگل میں اپنے ساتھ رکھا اور ہمیں اڈہ بنانے کی اجازت مل گئی اب بھی ہم دو خورتیں لے دے سکتے ہیں اور وہ لازماً اس کے لئے تیار ہو جائے گا لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ اس تک پہنچنے میں کافی وقت لگے گا۔" ہاس نے کہا۔

"ہاں۔ اگر اسے سپیشل کال دی جائے اور جب وہ سپیشل کال پر آئے تو اس سے بات چیت کی جاسکتی ہے۔" ناروف نے کہا۔

"ہاں۔ اب یہی صورت باقی رہ گئی ہے۔" ہاس نے سر ہلکے ہوئے کہا۔

"لیکن ہاس جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ تاوا شنگو سفید نام خورتوں کے پیچھے پاگل ہے۔ ہو سکتا ہے عمران کو بھی اس کی اس دلچسپی کا علم ہو اور وہ اسی لئے اپنے گروپ میں ایک سفید نام سولس لڑکی کو لے آیا ہو کہ اس لڑکی کو اس کے حوالے کر کے اس کی ہمدردیاں حاصل کی جاسکیں۔" ناروف نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ عمران ایسا آدمی نہیں ہے۔ میں اس کی فطرت کو جانتا ہوں وہ نہ خود ایسی کوئی حرکت کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ مگر ان اپنے کردار کے لحاظ سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔" کرشن نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ناروف تم تاوا شنگو کو سپیشل پوزیشن پر پہنچنے کا کام دو میں خود اس سے بات کروں گا۔" جیف نے کہا اور تاوا شنگو

ہیں پرچھنے والے۔“ ناواشنگو نے پہلے سے زیادہ گرفت لہجے میں کہا۔
 ”سنو ناواشنگو۔ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ اس لئے تم نے انہیں
 ہاہ دے کر ہمارے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔“
 راسکوف کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

”اوہ۔ وہ معاہدہ تو ختم ہو گیا ہے وہ عورتیں تو چلی گئیں۔ وہ
 معاہدہ تو اس وقت تک قائم تھا جب تک وہ عورتیں میرے پاس
 رہیں۔“ ناواشنگو نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”سنو ہم تمہارے ساتھ نیا معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بولوئی
 سفید فام عورتیں چاہتے ہو۔“ راسکوف نے کہا۔

”کیا معاہدہ۔“ ناواشنگو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ سفید فام
 عورتوں کا شہتے ہی اس کا سخت لہجہ بیکھوت نرم چک گیا تھا۔
 ”صرف اتنا کہ تم ان لوگوں کو اس طرح قتل کر دو کہ شرمناک
 ی سے کبھی کو اختیار نہ ہو اور کام بھی فوراً ہوتا چاہیے ہم زیادہ
 پر برداشت نہیں کر سکتے۔“ راسکوف نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں یہ معاہدہ کرنے کو تیار ہوں میرے لئے یہ کوئی
 مسئلہ نہیں ہے۔ میں ان پر کوئی الزام لگا کر انہیں تھک کر رکھتا ہوں اور
 بارے پاس اس کا اختیار بھی موجود ہے لیکن میری دو شرطیں ہوں گی۔“
 ناواشنگو نے کہا۔

”بولو۔ کون سی شرطیں۔“ راسکوف نے کہا۔
 ”ایک تو یہ کہ ان انہیوں کے ساتھ جو سفید فام عورت ہے۔ میں
 اسے بھی قتل نہیں کروں گا بلکہ اسے زندہ لاکر یہاں بنگلے میں اپنے ساتھ

بنگلے کا ایک خوبصورت سا منظر موجود تھا انہیں وہاں بیٹھنے تھوڑی ہی
 دیر ہوئی تھی کہ ناواشنگو گھوڑے پر سوار ہو کر باہر منتقل ہو
 گیا۔ اور پھر وہ ایک درخت کے قریب آکر ٹک گیا۔ وہ گھوڑے
 سے نیچے اترتا۔ اس نے گھوڑے کو درخت سے بانڈھ دیا۔ دوسرے
 لمحے وہ کسی پتھر کی بندر کی طرح درخت کے اوپر چڑھ گیا۔

کچھ پتھر نے مٹھین کی سائیدے لگا ہوا ایک مائیک ہک سے نکالا۔
 اور بائیں کی طرف بڑھا دیا۔ سکرین پر ناواشنگو درخت کے اوپر
 چڑھ کر ایک دو شاخ کے قریب پہنچ کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس
 شاخ کے اندر اپنا سوراخ نظر آ رہا تھا جسے ٹھٹھے کا گھر ہو۔ ناواشنگو
 نے اس کے ہند ہاتھ ڈالا اور شاید اللہ لگا ہوا کوئی تین دایا کیلکولر
 مٹھین پر ایک بلب تیزی سے چلتے دیکھنے لگا۔ ناواشنگو اب ہاتھ با
 نکال چُپکا تھا۔ اس بلب کے چلتے ہی بائیں نے مائیک کے ساتھ ا
 ہوا ایک جٹی دبا دیا۔

”ہیلو ناواشنگو میں راسکوف بول رہا ہوں۔“ چیف ہاں
 اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا۔
 ”کیا بات ہے۔ مجھے اس طرح کیوں بولایا گیا ہے۔“ ناواش
 کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

”سنو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم نے چند اپنی افراد کو ہاتھ دی
 کیا یہ درست ہے۔“ راسکوف نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ ہمیں کیسے اطلاع ملی بہر حال یہ درست ہے۔ اور میں
 شگورہوں۔ میں جیسے چاہوں زیادہ دے سکتا ہوں آپ کو ہر

”نہیں تجھے صرف سفید فام عورتوں سے دلچسپی ہے کالی عورتوں سے نہیں ورنہ تو شرابا قبال کی تمام عورتیں میری قلم ہیں۔“ ناوا شنگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس سرخ رنگ کے اندر بیٹن آف کر دیا۔ بیٹن آف ہوتے ہی مشین پر جلتا بجتا بلب آف بھو گیا اور راسکوف نے مائیک کی ریڑ کی طرف بڑھا دیا اس کے چہرے پر اب گہرا اطمینان موجود تھا۔

”اب کوئی فحش کی بات نہیں۔ ناوا شنگو کے لئے اُن کا فائبر قلعی مشکل نہیں ہے اور پھر یہ لوگ یقیناً بے خبری میں مارے جائیں گے انہیں تصور تک نہ ہوگا کہ جس نے انہیں پناہ دی ہے وہ انہیں اس طرح اچانک مار بھی سکتا ہے۔“ راسکوف نے مشکلاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جب تک لاشیں نہ پہنچ جائیں ہمیں بہر حال چوکنا رہنا ہوگا یہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے اگر اُسے ذرا بھی شک پڑ گیا تو یہ ناوا شنگو کو ایک طرف سارے شرابا قبال بھی اس کا فائبر نہ کر سکیں گے۔“ کوشن نے کہا۔

”ارے ہمیں کرشن یہاں اس کی بخاری، تیز طراری کام نہیں دے سکتی۔ ناروف جرنل سٹاف سے چار اچھی خوبصورت عورتیں چن کر انہیں اُسے پر بھجوا دو۔ جب تک ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جاتا اس ناوا شنگو کو ہم نے ہر صورت میں خوش رکھنا ہے تاکہ یہ شرابا قبال کو قابو میں رکھ سکے۔“ راسکوف نے ناروف سے فی طلب ہو کر کہا اور اس کے سر ہاتھ ہی وہ مطمئن انداز میں پلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رکھوں گا۔ جب تک میں پاہوں گا پھر اُسے قتل کر دوں گا دوسری یہ کہ اس معاہدے کے تحت مجھے مستقل چار سفید فام عورتیں تمہارے کرنے کے پابند ہوں گے۔ اب یہ معاہدہ وقتی نہیں ہوگا بلکہ مستقل ہوگا یعنی یہ سفید فام عورتیں میرے ساتھ مستقل رہیں گی۔“ ناوا شنگو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے نہیں منظور ہے۔ لیکن تم ان کا فوراً خاتمہ کرو اور پھر اس سفید فام عورت کو لے کر چلک میں اپنے اُسے پہنچ جاؤ وہاں چار سفید فام عورتیں مستقل طور پر تمہاری خدمت کے لئے موجود ہوں گی۔“ راسکوف نے فوراً عافی جھپٹے ہوئے کہا۔

”او۔ کے معاہدہ ہو گیا۔“ ناوا شنگو نے بڑے مسرت بھرے میں کہا۔

”ہو گیا۔“ راسکوف نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم عورتیں بھجھو اور سنو میں نے اُن لوگوں کو پناہ صرف اس سفید فام عورت کی خاطر دی ہے ورنہ میں انہیں وہ موقع پر ہی ہلاک کر دیتا۔ بہر حال میں نے کھانے میں انہیں گہرے نیند والی دوا دے دی ہے۔ اب میں اس سفید فام عورت کو اُسے پر بھجوا دوں گا اور ان لوگوں کو قتل کر دوں گا اور ثبوت کے طور پر ان کی لاشیں بھی تمہارے حوالے کر دوں گا۔“ ناوا شنگو نے جواب دیا۔

”اگر تم چاہو تو اس نہانی لڑکی کو بھی اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔“ یہ مردوں کے قتل سے دلچسپی ہے۔“ راسکوف نے کہا۔

تھا کیونکہ اگر وہ عام نیند سے بیدار ہوتا تو اس کا ذہن ساتھ ہی بے حرکت
 بیدار ہو جاتا تھا لیکن جب مصنوعی طور پر اسے سلا یا جاتا تو آنکھیں کھل
 جانے کے باوجود ذہن کو مکمل طور پر بیدار ہونے میں کچھ وقت لگتا تھا اور
 یہی ایسا فرق تھا جو بیدار ہونے کے باوجود اسے بتا دیتا تھا کہ کیا وہ
 عام نیند میں تھا یا مصنوعی نیند میں۔ اس بار بھی آنکھیں ایک جھٹکے سے
 کھلنے کے باوجود اس کا ذہن کچھ دیر تک سویا سویا سا رہا اور اس کے
 پوری طرح بیدار ہونے میں وقت لگ رہا تھا اس نے ذہن مکمل طور
 پر بیدار ہونے کے ساتھ ہی وہ شعوری طور پر سمجھ گیا تھا کہ وہ عام
 نیند نہ سو رہا تھا بلکہ اس پر مصنوعی نیند طاری کرائی گئی تھی اور اب
 اسے خیال آ رہا تھا کہ کھانا کھاتے ہی اس پر نیند طاری ہو گئی تھی اور
 اس لیے ہی سوچا تھا کہ کریش لینڈنگ کی وجہ سے شاید اس کے اٹھنا
 پر غیر معمولی دباؤ بیٹھا تھا اس لیے اسے گہری نیند آ رہی تھی۔ لیکن
 اب بیدار ہونے کی کیفیت نے اس کے اس خیال کی نفی کر دی تھی۔
 اس کا مطلب تھا کہ کھانے میں ضرور کوئی ایسی چیز شامل تھی جس نے
 اس کے ذہن کو سلا دیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی وہ ٹپ ٹپ کر اٹھ بیٹھا
 کیونکہ اگر واقعی یہ خیال درست تھا تو اس کا مطلب تھا کہ ناواشنکو
 نے ان کے ساتھ کوئی چال کھیلی ہے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر اس جھوٹے
 سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن دروازہ باہر سے بند تھا
 دروازہ بہت موٹی اور مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا اس لیے اسے آسانی
 سے توڑا بھی نہ جاسکتا تھا اور پھر چونکہ دروازے کے دونوں طرف دیواریں
 بھی موٹے موٹے پتھر کی تھیں اور دروازہ ان میں اچھی طرح فٹس کیا گیا

عمران گہری نیند سویا ہوا تھا لیکن پھر اچانک اس کی آنکھیں
 ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے ذہن میں اچانک کچھ
 کا کوئی غائب کیمبرے کے شر کی طرح کھل گیا ہو۔ یہ اس کی فطرتی فز
 ورز شول کا نتیجہ تھا کہ اس کا ذہن کسی بھی وجہ سے چاہے کسی دوا یا گیز
 یا صرف اعصابی تشکاوٹ کی وجہ سے تاریک ہو رہا ہو تو اس کے غلط
 ذہنی رد و بدلہ کسی نہ کسی طرح خود بخود جاری رہتی ہے۔ چاہے اس کا
 رفتار کتنی ہی سست کیوں نہ ہو۔ عام طور پر وہ انتہائی ہوشیار نیند
 سونے کا عادی تھا کہ ہلکی سی معمول کے خلاف کوئی آواز یا حرکت اس
 کے ذہن کو بیدار کر دیتی تھی لیکن اگر اس کو بے ہوش کر دیا جاتے تب
 اس کا ذہن بیدار ہونے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور اس طرح اچانک
 ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل جانے کے پیچھے بھی اس کی اس فز
 قوت کا ہاتھ تھا۔ تجربے نے عمران کو اس معاملے میں تصدیق کرنا سکھا د

جناب انہیں بیویوں نہ ہلاک کر دیا جائے اور ان کی لاشیں اٹھا کر لے جاتی ہائیں۔ ایک نوجوان نے پوچھا۔

”ہمیں پانچ گلوں میں باقی لاٹاؤں کا گروہ کیا ہوا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ میں نے انہیں پناہ دے رکھی ہے اب اگر یہ لاشیں ملاؤ گی تو وہ خواہ مخواہ شک کریں گے اور ہو سکتا ہے تاہات چاکر میرے خلاف پیمو کر شکایت کریں۔ اس وقت پورا گاؤں کھانے کے بعد سو رہا ہے۔ تم انہیں کا ندھوں پر اٹھا کر آسانی سے پہاڑوں میں لے جاسکتے ہو۔ کسی کو معلوم نہ ہو گا اور انہیں ڈوبے چاکر مار دینا جہاں سے گولیوں کی آوازیں گاؤں تک نہ پہنچ سکیں۔ میں انہیں بعد میں کہہ دوں گا کہ وہ لوگ تین دن پورا کرنے کی بجائے کھانا کھا کر پٹے گئے ہیں اور چونکہ میں ناواشنگو ہوں اس لئے شراب پانی بل میری بات پر مانیں گے کہ یہ باند ہیں۔ بہر حال جلدی کرو اور انہیں اٹھا کر لے جاؤ اور سنو پاشو میں یہاں کچھ دیر ٹھہر کر جام شوہاؤن کا لیکن میرے بچنے سے پہلے سفید فام عورت زندہ اور باقی افراد کی لاشیں وہاں پہنچ جاتی پائیں لیکن وہاں سوائے تمہارے اور کوئی نہ جائے گا تم کو گوش کے امپبل سے گھوڑے سے لینا اور ان لاشوں اور سفید فام عورت کو ان پر ڈال کر آگے چاند باقی کو واپس سمجھا دینا۔“ ناواشنگو نے اس نوجوان کو پوری تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔“ اس نوجوان نے جواب دیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے ان کمرول کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر ان سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔ اور اگر فرض پر اسی طرح لیٹ گیا جیسے ابھی

تھا اس نے اُسے اکھاڑتا بھی آسان نہ تھا۔ مگر ان کے ہونٹ بھینچ گئے اور اس کی چھٹی جس نے خطرے کے الارم بجانا۔ شروع کر دیا۔ اُس نے اپنی آنکھ دروازے کے درمیان موٹی بھری سے لگا دی۔ اس کا کمرہ شاید عرصے کے درمیانی حصے میں تھا۔ اس نے اُسے حویلی کا بیٹا دروازہ جو کافی دور تھا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دروازہ بھی بند تھا اور حویلی کے صحن میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس حویلی میں انہیں بند کرنے کے بعد پورا گاؤں بھی خالی ہو گیا ہو۔ باہر موجود روشنی بتا رہی تھی کہ اُس کے یہاں آنے کے بعد تقریباً دو گھنٹے گزر چکے ہیں اور ابھی وہ صبح دھینے ہی والی ہے چونکہ یہ انتہائی بلند پہاڑی علاقہ تھا۔ اس نے یہاں دھوپ میں شدت نہ تھی بلکہ موسم بے حد خوشگوار تھا ابھی عمران دروازے کے پاس کھڑا ہی سوچ رہا تھا کہ اس ناواشنگو نے یہ حرکت کس مقصد کے لئے کی ہو گی کہ اُسے حویلی کا بڑا بھاری دروازہ کھلنے کا وارستانی دی اور اس نے چونک کر بھری سے دوبارہ آنکھ لگا دی۔ حویلی کا بڑا دروازہ کھلا اور پھر اس سے بارہ صلیخ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان کے آگے آگے ناواشنگو تھا جو بڑے فاخرانہ اور مسرت بھرے انداز میں چل رہا تھا۔

”سنو یہ سب لوگ گہری نیند سوئے پڑے ہوں گے۔ تم انہیں، کا ندھوں پر اٹھا کر دھڑ پہاڑوں میں لے جاؤ اور انہیں ہلاک کر دو صرف اس سفید فام عورت کو زندہ رکھنا ہے اور پھر ان کی لاشیں اور زندہ سفید فام عورت ان سب کو شام سے پہلے پہلے جا آؤ۔“

پہنچا دینا۔“ ناواشنگو نے کہا۔

پلے گئے ہیں ورنہ اگر ان کا سامان یہیں رہ جاتا تو گاؤں والے شک میں پڑ سکتے تھے۔

بہر حال انہیں حویلی سے باہر لایا گیا تو عمران نے دیکھا کہ آتے وقت وہاں غاصے لوگ موجود تھے لیکن اس وقت سارا علاقہ اس طرح مُنسان پڑا ہوا تھا کہ جیسے یہاں گاؤں میں کوئی جاندار رہتا ہی نہ ہو۔ شاید یہ بھی ان کا کوئی رواج تھا کہ وہ دوپہر کے وقت کچھ دیر گھر میں بیٹھے رہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ گاؤں کی حدود سے نکل کر پہاڑیوں میں داخل ہو گئے اور پھر اسی طرح وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کی رفتار بے حد تیز تھی حالانکہ انہوں نے وزن بھی اٹھایا ہوا تھا۔ پہاڑی دڑوں میں سے گزرتے اور اونچی نیچی پٹائیوں میں چھلکتے ہوتے وہ جب کافی دُور نکل آتے تو پاشو نے انہیں زمین پر رکھنے کا حکم دیا اور عمران سمیت سب ساتھیوں کو زمین پر لٹا دیا گیا۔ اس کے سارے ساتھی بھی یہیوش پڑے تھے۔

”اس سید فام عورت کو اٹھا کر ایک طرف لٹا دو اور باقی سب لوگوں سے بھول ڈالو۔ جب ان کے جھوں سے خون بہنا بند ہو جائے تو پھر ان کی لاشیں اُٹھا کر آگوش کا اسٹبل تک لے جانا ہوں گی“ — پاشو نے جو ایک طرف کھڑا تھا اپنے آدمیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اب عمران نے حرکت میں آ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ ان کی تلاش نہ ملتی تھی۔ اس لئے عمران کی جیب میں مٹین پلس بھی تنگ موجود تھا۔ عمران نے بھاری اسلحہ اس لئے ساتھ نہ رکھا تھا تا کہ گاؤں والوں کو شک نہ پڑ جائے لیکن مٹین پلس سب ساتھیوں کے پاس موجود

تھا مگر ہینڈ سربا ہوا ہو۔ چونکہ مورتی سے وہ شرپاکی زبان سیکھ چکا تھا اس لئے ان کے درمیان ہونے والی ساری باتیں وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے کے تحت وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران نے پیکوں رکھی ہوئی معمولی سی چھری سے ایک قوی ہیکل نوجوان کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ عمران نے وہ چیز بھی بند کر لی اور ساتھ ہی اپنے جسم کو بھی مضبوط چھڑ دیا۔ اس نوجوان نے جھک کر عمران کو اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اُسے اپنے کانڈے پر لٹا کر وہ واپس دروازے کی طرف فرمایا۔ جب عمران اس کمرے سے باہر آیا تو اُس نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بھی اس کی طرح یہیوشی کا عالم میں دوسروں کے کانڈوں پر لٹے ہوئے تھے۔ صرف جوزف اور جو انا کو دو آدمیوں نے بل کر اٹھایا ہوا تھا اور عمران کو یہ دیکھ کر خاصا اطمینان ہو گیا کہ ان کے قصصیں بیگ جو جوزف اور جو انا نے اپنی پشت پر لادے ہوئے تھے اب ان لوگوں کی پشت سے بندھے ہوئے تھے۔ ناواشنگو وہاں موجود نہ تھا۔ وہ شاید ہدایات دینے کے بعد واپس چلا گیا تھا اور یقیناً یہ بیگ ان لوگوں نے اس لئے اٹھائے ہوں گے کہ ناواشنگو نے ان کے بارے میں انہیں کوئی ہدایت نہ دی تھی کہ اُسے وہیں چھوڑ دیا جائے یا ساتھ رکھا جائے۔ لیکن اس کا مصلہ تھا کہ پاشو تنہا ذہنی نوجوان تھا۔ اس نے یہ فیصلے ساتھ اٹھانے کے لئے اس لئے کہہ دیا ہو گا کہ گاؤں والوں کو بتایا جا سکے کہ وہ لوگ واپس

تھے۔ عمران پونہ ذرا ایک طرف بڑھا تھا۔ اس نے اس نے تیزی سے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر جنب میں ڈالا اور دوسرے لمحے مشین پش اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس دوران چونکہ جولیا کو اٹھا کر ایک طرف رکھا جا رہا تھا اس نے وہ سب مشین گھنٹی ہاتھوں میں پکڑے خاموش کھڑے تھے۔ عمران نے ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے لمحے مسلسل اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی پاشو کے ہاتھوں کے حلق سے زوردار جھنجھکیاں نکلیں اور وہ سب اس طرح زمین پر میٹر سے میٹر ہو کر گرے جیسے زہریلی دوا کے چھڑکے تو سے ضرر رساں کیڑے مچھے گرتے ہیں۔ پاشو چونکہ ان کا لیڈر تھا۔ اس نے اس نے مشین گن کا دھم سے زخمی ہو کر اس کے ہاتھوں پر فائرنگ کرتے ہی عمران زمین سے اس طرح اچھلا۔ جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ فٹ ہوں اور پلک جھپکنے میں اس نے پاشو کی کنپٹی پر مشین پش کا دھم پڑا تو سے مارا۔ اور پاشو چیخا ہوا زمین پر گر رہا تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پاشو کی کنپٹی پر بوٹ کی زوردار ضرب پڑی اور پاشو دوسرے لمحے بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا۔ اسے غصہ تھا کہ کہیں کوئی زخمی اس پر فائر نہ کھول دے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ سارے ہی لوگ ساکت پڑے تھے۔ عمران نے کوشش کی تھی کہ گولیاں ان میں سے ہر ایک کے جسم کے ایسے حصوں پر لگیں جو فوری طور پر کاری ثابت ہو سکیں کیونکہ اس کے پاس وقت نہ تھا اور اس کی یہ کوشش کامیاب ہوئی تھی۔ عمران واپس مڑا اور اس نے پاشو کی نبض پکڑ کر اسے چیک

کیا۔ نبض بتا رہی تھی کہ پاشو کم از کم آدھا گھنٹہ ضرور بے ہوش رہے گا یہ نوجوان بہاڑی ہونے کی وجہ سے خاصے مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس نے عمران نے اپنے ہاتھوں کو ہوش میں لانے سے پہلے اسے چیک کرنا ضروری سمجھا تھا اور جس قوت سے پاشو کی کنپٹی پر ضرب لگی تھی اس لحاظ سے تو کسی عام آدمی کو کم از کم چار پانچ گھنٹے بے ہوش رہنا چاہیے تھا لیکن پاشو چونکہ مضبوط جسم کا آدمی تھا اس نے اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ آدھے گھنٹے بعد ہی ہوش میں آجائے گا۔ لیکن عمران کے لئے خاصہ یہ اتنا ہی وقت کافی تھا۔ چنانچہ پاشو کی طرف سے تسلی ہونے کے بعد وہ صفدر کی طرف بڑھا۔ اس نے چیک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی اور عمران نے ہاتھ ہٹا دیئے۔ اس کے بعد وہ صفدر کے پاس پڑے ہوئے کیپٹن مشکیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے ساتھ محمد علی بک ڈھرایا۔ اسی لمحے صفدر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”عمران صاحب یہ سب کیا ہے“ صفدر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ وہ ایک جھنجکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”یہ سب تو مذاق خانہ۔ اب یہ اور بات ہے کہ ذرا کرنے کے لئے ہمیں لایا گیا تھا لیکن ذرا یہ خود ہو گئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن مشکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بھی حیرت کے آنکھ تھے۔

”تم باقی ساتھیوں کو ہوش میں لاؤ میں ذرا اس پاشو سے دودھ

کہ ہمیں کمروں سے اٹھا کر نہال لایا جاتے اور پھر سفید خام عورت کے علاوہ باقی سب کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتے۔ اس کے بعد ہمیں انگوٹھی کا اصل پہنچایا دیا جاتے جہاں سے تم نے ہمیں گھوڑوں پر ڈال کر جامد شو کے اڑے تنگ لے جانا تھا لیکن دیکھ لو کہ اس وقت تمہارے ہمارے سامنے لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور وہ گئے تم کو اس پستل کی ایک گولی نہیں بھی ان لوگوں میں شامل کر سکتی ہے لیکن اگر تم مجھے میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دے دو تو ہم ہمیں زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بعد میں تم اس ناما شنکو سے جو مرضی آئے کہتے رہنا۔

گوران نے انتہائی سنجیدہ طبع سے کہا۔
”تم کہاں جاؤ گے گاؤں میں“ — پاشو نے ہونٹ بجاتے ہوئے
بولی۔

”ہمیں کیا ضرورت ہے گاؤں میں جانے کی اور یہاں ساری عمر پہنے کے لئے تو نہیں آئے ہمارا جہاز تیار ہو گیا تھا اس لئے مجبوراً ہمیں ناوا شنکو کی پناہ لینا پڑی۔ لیکن اب ہم ہمیں سے پیدل تباہات کی طرف بڑھ جائیں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تباہات کا بڑا مشہور کرکوت یہاں سے بہت دور ہے لیکن مرنے سے تو بہتر ہے کہ ہم اس طرف کو چل پڑیں۔“

— گوران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پاشو کی آنکھوں میں ایک گھٹن ٹپک سی لہرائی اور گوران ٹپک مارا کیونکہ وہ اس چمک کی وجہ اچھا طرح سمجھتا تھا اور اس لئے اس نے یہ بات کی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ جب وہ یہ بات کرے گا تو لازماً پاشو کے ذہن میں بھی خیال آئے گا کہ ایک بار اس کی جان نکلی جائے بعد میں انہیں وہ اپنے ساتھیوں سمیت کبھی

باتیں کر لوں۔“ — گوران نے کہا اور واپس اس طرف کو بڑھ گیا جبکہ پاشو بیہوش پڑا ہوا تھا۔ گوران نے اپنی بیلٹ کھولی اور پہلے پاشو کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کے اس نے انہیں اچھی طرح باندھ دیا اس کے بعد اس نے پاشو کو اٹھا کر ایک اٹھری ہوئی اونچی چٹان کے ساتھ اس طرح بٹھا دیا کہ پاشو کی پشت اس چٹان کے ساتھ جڑی ہوئی تھی پاشو چونکہ بے ہوش تھا اس لئے وہ بیٹھنے کی بجائے ابھر اڈھر ٹھک رہا تھا۔ لیکن گوران نے ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے زبرد دار قہقیر اس کے چہرے پر رسید کر دیا۔ پہلے کے بعد دوسرے قہقیر کی نوبت ہی نہ آئی اور پاشو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ گوران اس کا کاندھا چھو کر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جیب سے شین پستل نکال لیا۔ پاشو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ اس نے ایک لمحے تک تو فانی خالی آنکھوں سے ابھر اڈھر دیکھا وہ لمحہ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پشت پر ہاتھ بندھ ہوئے کی وجہ سے وہ ڈاکھڑا کر گر گیا۔

”الطیاف سے بیٹھ جاؤ پاشو۔ ابھی تم سے کافی باتیں ہونی ہیں۔“

گوران نے مضمین پستل کو انگلی میں گھماتے ہوئے بڑے مطمئن سے بولی میں کہا۔

”اوہ اوہ تم ہماری زبان جانتے ہو ابھی۔“ — پاشو کے

میں سے پناہ حیرت تھی۔

”خاہر ہے بغیر جانے تو اس زبان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔“

سنو نے یہ بھی معلوم ہے کہ ناوا شنکو پاشو نے ہمیں ہدایات دی

نہ پوچھا۔

”اس نے جھگل کے اندر ایک خفیہ جگہ بنائی ہوئی ہے۔ وہ سفید فام عورتوں کو وہاں قید رکھتا ہے۔ جگہوں والے جھگل کے اندر نہیں جاسکتے اس لئے انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا اور جب ناوا شنگو چاہتا ہے۔ سفید فام عورت کو ہلاک کر کے اُسے درندوں کے سامنے پھینک دیتا ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”تم اس اڈے تک گئے ہو کبھی؟“ عمران نے پوچھا۔
 ”ہاں۔ کیونکہ میں نائب ناوا شنگو ہوں اس لئے میں جاسکتا ہوں۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”پہلے بھی اس نے کبھی سفید فام عورتوں کو وہاں اڈے میں رکھا تھا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کافی دن پہلے ایک بار اس نے قبے اڈے پر بکلیا تو میں نے وہاں چار سفید فام عورتوں کو دیکھا جو اپنی مرضی سے اس کے ساتھ رہ رہی تھیں۔“ پاشو نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

”کیا وہ سفید فام عورتیں بھی ہماری طرح گاہڑوں میں پناہ لینے آتی تھیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں وہ بھی گاہڑوں میں نہ آتی تھیں ہں اچانک ہی وہ فیماٹھے پہ نظر آئیں۔ میں نے ناوا شنگو سے پوچھا بھی تھا کہ یہ سفید فام عورتیں کہاں سے آتی ہیں تو اس نے بتایا تھا کہ یہ اُسے جھگل میں گھومتی بل گئی تھیں۔ میں جانتا ہوں کہ ناوا شنگو غلط کہہ رہا ہے لیکن چونکہ وہ ناوا شنگو

بھی جگہ گھر کر مار سکتا ہے۔ اس طرح لازماً وہ اپنی جان بچانے کے لئے وہ سب کچھ بتا دے گا جو وہ جانتا ہوگا۔

”ٹھیک ہے تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟“ پاشو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں کچھ نے میں کیا ہلاک کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ہم پر گہری نیند غاری ہو گئی تھی۔“ عمران نے سادہ لہجے میں پوچھا۔

”ایک بڑی بڑی کارس۔“ پاشو نے جواب دیا۔
 ”کیوں؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس لئے کہ ناوا شنگو اس سفید فام عورت کو حاصل کر سکے۔ ناوا شنگو سفید فام عورتوں کا دیوانہ ہے۔ اُسے کوئی سفید فام عورت نظر آجاتے تو وہ اُسے حاصل کرنے کے لئے پاگل ہو جاتا ہے اور سدا گاؤں اس بات کو جانتا ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”تو کیا ناوا شنگو کے پاس پہلے بھی سفید فام عورتیں موجود ہیں۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ رواج کے مطابق کوئی انجینی عورت یا مرد گاہڑوں میں نہیں رہ سکتا سوائے اس کے جسے ناوا شنگو بالامپناہ دے دیں اور پناہ صرف تین دن تک ہوتی ہے اور یہ بھی رواج ہے کہ پناہ کے دنوں میں خود ناوا شنگو بھی ایسی کسی الزام کے جسے لامابھی قبول کر سکیں پناہ والوں کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔“ پاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھ کو ہماری ساتھی سفید فام عورت کو کہاں رکھتا؟“ عمران

ہے اس نے اس کی بات چاہے غلط ہی کیوں نہ ہو سب کو خامی پڑتی ہے۔ پاشو نے جواب دیا۔

”وہ عورتیں اب بھی وہاں موجود ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں وہ جس طرح اچانک نظر آئی تھیں اسی طرح غائب ہو گئیں۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”اس خفیہ اوڑے کا نام جام خور ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”ہاں اس کا نام جام خور ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔
 ”یہ کون سے جنگل میں ہے اور کہاں ہے۔ پوری طرح تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ موت جنگل شروع ہونے سے پہلے ہے۔ اس کے بعد موت کا جنگل آتا ہے اور موت کے جنگل کے بعد بڑا جنگل آتا ہے۔ جہاں سے لڑیاں کافی باقی ہیں۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔“ پاشو نے جواب دیا۔
 ”کیوں نہیں بتا سکتے۔ تمہیں بتانا پڑے گا۔“ عمران کا ہوا سخت ہو گیا۔

”میں مجبور ہوں کیونکہ جام شرنک بھی میں اس نے جاسکتا ہوں کہ مجھے ناواشنگو نے اجازت دے رکھی ہے لیکن اس سے اگے نہیں جاسکتا۔ صرف ناواشنگو جاسکتا ہے۔ میں نے ایک بار ناواشنگو سے درخواست کی تھی کہ مجھے بڑے جنگل تک جانے کی اجازت دی جائے تاکہ میں بھی کٹیاں کٹانے کے لئے کھیا لوگوں کو وہاں تک لے جا سکوں اس طرح میں پکنا ناواشنگو بھی جانا لیکن ناواشنگو نے بتایا کہ اس کے اچھے

رت کا جنگل شروع ہو جاتا ہے اس نے وہاں خود ناواشنگو بھی نہیں جاسکتا۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”کیا مطلب ناواشنگو کیوں نہیں جاسکتا وہ تو جنگلوں کا محافظ ہے۔“ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

”یہی بات میں نے اس سے پوچھی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ جنگل میں کچھ ایسے درندے آگے ہیں جن کے منہ سے آگ نکلتی ہے۔ اور جو آدمی اس جنگل میں داخل ہو وہ ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ لکڑی کاٹنے کے موسم میں یہ درندے کہیں چلے جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں۔ اس نے وہ اسے موت کا جنگل کہہ رہا ہے اور اتنا بتا کر اس نے مجھے جھڑک دیا تھا کہ آئندہ اس سے اس بابیے میں کچھ نہ پوچھوں اور اپنی زبان بھی بند رکھوں ورنہ وہ مجھے اپنی نابی سے بٹا دے گا اور موت کی سزا دے گا وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا اس موت کے جنگل کے بارے میں معلوم ہو اس طرح وہ لکڑی کاٹنے سے انکار کر دیں گے۔ تمہیں بھی اس لئے بتا رہا ہوں کہ تم اپنی ہوت۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”یہ راکوشن اصطبل کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”جنگل کی سرحد پر ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”شک ہے اب تم ہمیں وہاں سے پھلو اور سٹو اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی جس سے ہمیں نقصان پہنچ سکتا ہو تو میں ایک لمحے میں تمہیں گولی لادوں گا۔“ عمران نے عزائم سے بھرے کہا۔

”اوہ تو تم وہاں سے گھوڑے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن وہ گھوڑے

اور وہ شراب فانی کی زبان اچھی طرح جانتی تھی اس لئے وہ سدا بہیں منظر
بجھ گئی تھی لیکن ظاہر ہے باقی لوگ یہ زبان نہ جانتے تھے۔ اس لئے
انہیں ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتوں کی سمجھ نہ آئی تھی۔

”پاشو اب ان کے آگے آگے چل رہا تھا اور عمران ہاتھ میں مٹھی
پیش نے اس کے پیچھے تھا جب کہ باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔
بیگ جوزف اور جوآنہ نے دوبارہ اٹھائے تھے اس کے ساتھ ساتھ
انہوں نے اب پاشو کے ساتھیوں کی مٹھیاں گئیں بھی اٹھائی تھیں اور ان
کے فالو میگزین کی پیٹلیں بھی ان کے جموں سے اُتار لی تھیں۔

”یہ سب کیا ہے۔ کچھ نہیں بھی تو بتاؤ۔“ بولیا نے آگے بڑھ کر
حیرت بھرے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سانا چکر تمہاری وجہ سے چلا ہے۔ سفید فام عورتیں ناواشوگو

کی مرغوب غذا ہیں۔ اس لئے اس نے سب کے کمانے میں بے ہوشی
کی دوا بلا دی تاکہ تمہیں اس حالت میں اٹھا کر جنگل پہنچا دیا جائے اور ہم
سب کو یہاں لاکر قتل کر دیا جائے لیکن تم جانتی ہو کہ تم ساتھ ہو تو پھر
سب کچھ نارمل پہنچتا ہے لیکن میں اس کمرے میں اکیلا تھا اور تم جنگل
کہاں تھی اور ہجر و فراق کے عالم میں کس کا دل کھانے کو چاہتا ہے۔

چنانچہ میں نے تھوٹا سا کھانا کھا یا تاکہ اُنہیں بھرنے کی قوت بہم میں باقی
رہ جائے اور ابھی میں آپہنچنے کی ریل پر بس دی کر رہا تھا کہ یہ لوگ
آگے۔ ناواشوگو کے ساتھ تھا۔ اس نے انہیں عداوت دینی شروع
کر دی اور میں نے سُن لیا۔ اب ظاہر ہے میں یہ کیسے برداشت کر سکتا
تھا کہ پہلو ہنس گور میں خود والا حوالہ درست ثابت ہو سکے۔ چنانچہ

صرف جنگل میں چلنے کے لئے سدھائے گئے ہیں وہ پہاڑی چٹانوں پہ
چل سکے۔“ پاشو نے کہا۔

”تم پہلو تو سہی ہم انہیں خود ہی سدھالیں گے۔“ عمران نے
کہا اور آگے بڑھ کر وہ جنگل اور اس نے بازو سے پکڑ کر پاشو کو
ایک جنگل سے کھڑا کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کا دوسرا ہاتھ گھوما اور
کے گل پر زور دار پتھر پڑا اور پاشو چپٹا ہوا آچھل کر پہلو کے بل دو
زمین پر جا گرا۔ پتھر اس قدر زور دار تھا کہ اس کے دو تین دانت
بھی باہر نکل آئے تھے۔

”یہ پتھر صرف ایک ہلکا سا نمونہ ہے کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت
کرنے کی کوشش کی تو تمہاری ایک ایک ہڈی بھی توڑی جاسکتی ہے۔“

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”تم تم میں تمہیں اصل پر پہنچا دوں گا لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔“ پا
نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار
اُبھر آتے تھے۔ عمران کے ایک ہی زور دار پتھر نے درحقیقت اس
کے چودہ تو کیا پندرہ سولہ طبق روشن کر دیئے تھے اور اسے احساس
ہو گیا تھا کہ یہ لوگ واقعی اس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں گے۔ ایک ہی تھپ
نے نہ صرف اس کے دانت باہر نکال دیتے تھے بلکہ اس کی ناک
منہ سے خون کے قطرے نکل کر اس کی ٹھوڑی پر پڑنے لگے تھے حالانکہ
پاشو خاما لمبا ٹنڈنگا اور انتہائی مضبوط اور مشرقی شرم کا پہاڑی آدمی
تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ مورق حیرت سے کبھی عمران کو دیکھتی
کبھی پاشو کی اس حالت کو۔ چونکہ ساری گفتگو اس کے سامنے ہوئی تھی

میں نے آئیں بھرنا بند کر دیں اور پھر نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ اب اسے ساتھ لے کر اس غامض شگلو کے پاس جا رہا ہوں تاکہ کم از کم تجھے پتہ تو چلے کہ وہ ہمیں پکا کر کھانا چاہتا ہے یا کیا ہی بغیر ڈکارنے۔

— عمران کی زبان مسلسل چل رہی تھی اس میں کہیں کوئی نفل نہ سناپ آئی نہ رہا تھا۔

”تم سے بات کرنا تو دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عورتیں زیادہ بولتی ہیں لیکن تم تو عورتوں سے بھی زیادہ بولتے ہو اور بولتے ٹھیک ٹھیک ہو۔“

— بولیا نے عقیلے لہجے میں کہا۔

”ارے میں تو اس سے بول رہا تھا بول کہ تمہارے کبھی رحم آجائے اور پھر میرا بولنا بند اور تمہارا شروع ہو جائے۔ کم از کم بولنے کی صورت تو نہیں رہے گی۔“

— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”رحم کا کیا مطلب عمران صاحب۔ میں کبھی نہیں۔“

— بولیا کے ساتھ چلتی ہوئی مورقی نے چونک کر پوچھا۔

”سمجھ جاؤ گی جب مندر میں اشوک پرٹھے جائیں گے اور تم کسی بولنے والے کے گرد سات بھیرے لگا دو گی۔ تو ہمیں تو کم لیکن اس بھیروں کے مرکز کو زیادہ کچھ آجائے گی۔“

— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مورقی جھٹکھلا کر ہنس پڑی۔

”اوہ تو آپ کا مطلب شادی سے تھا۔“

— مورقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہتھ نہیں ہے۔ ابھی میں بوڑھا نہیں ہوا کیوں بولیا کم از کم کچھ تو حوصلہ دے دو دل نا توں کو۔“

— عمران نے کہا اور اس بار

بولیا بھی مسکرا دی۔ اس کے چہرے پر شفقت رنگ چھوٹا ہوا تھا۔

”تمہیں تو میں بکواس کرنا ہی آتی ہے۔ میں مورقی سے بولیا نے کہا اور پھر وہ مورقی سے غلط ہو کر لڑا۔

”مورقی تجھے بتاؤ کہ ان دونوں کے درمیان کیا بات ہوئی ہے۔“

— بولیا نے مورقی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور مورقی نے کے درمیان ہونے والی گفتگو لفظ بلفظ دہرائی شروع

کے ساتھ ساتھ باقی نمبر نہ بھی غور سے اس کی بات سننے ان کے ذہنوں میں تجسس تو موجود تھا لیکن وہ جانتے یا

کچھ پوچھنا اپنے آپ کو سوائے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر حاصل نہیں کیونکہ عمران کی عادت تھی کہ اگر وہ بتانا چاہے

ورنہ چاہے لاکھ سرچک لیا جاتے سوائے جھنجھلاہٹ کے اس سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس نے وہ خاموش تھے لیکن مورقی نے

بتائی تھی اس سے وہ ساری بات سمجھ گئے۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ یہ ناؤشنکور و سیاہی یا کافرستانی ایکٹ ہے۔“

— صدر نے آگے بڑھ کر عمران سے غلط ہو کر کہا۔

”ایجنٹ ہو نہ ہو بہر حال وہ اس کیل کا ایک کردار ضرور ہے۔“

— عمران نے اس بار سنیہ لہجے میں کہا اور صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پاشا انہیں لے ہوئے کافی دیر تک ان پہاڑی راستوں میں چلتا رہا لیکن پھر وہ ایک پہاڑی پڑی پر پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ پہاڑی

ایک قدرتی چشم تھا۔ وہاں سے پانی آسانی سے بھرا جاسکتا تھا۔ ناواشنگٹون جب یہاں پہنچا تو راسکوف کی معاہدے کے تحت بھیجی ہوئی چار سفید فام عورتیں پہلے سے موجود تھیں لیکن ناواشنگٹون کو چھانے یہ چاروں عورتیں اس قدر پسند نہ آئی تھیں یعنی اُسے وہ سفید فام عورت آئی تھی جو ان انجینروں کے ساتھ تھی۔ اُس کے مقابلے میں یہ چاروں عورتیں اُسے موٹی، بھڑکی اور باصورت لگ رہی تھیں اس لئے اس نے ان سے صرف نام پوچھے اور پھر آرام کرنے کے لئے کہہ دیا اور اس وقت وہ اُسی سفید فام عورت کے انتظار میں بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا جسے پائلٹ نے اپنے ہمراہ لانا تھا۔

”اُسے اب تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔“ ناواشنگٹون نے بڑے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ٹہلنے لگا۔ اُسی لمحے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور ناواشنگٹون یہ آواز سن کر چونک پڑا۔ وہ تیزی سے کمرے کے ایک کونے میں بکھے ہوئے بائیں کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک ٹرانسمیٹر تھا جو راسکوف نے اُسے دیا تھا تاکہ اگر ضرورت پڑے تو باہم شوشیں بیٹھ کر وہ ان سے باتیں کر سکے یا انہیں کوئی بات کرنی ہو تو وہ اُس سے بات کر سکیں ناواشنگٹون یا جو چونکہ گریٹ لیڈ میں پڑھ چکا تھا اس لئے اُسے ان سامنی آلات سے اچھی طرح واقفیت تھی۔ اس نے جلدی سے اُسکے بڑھ کر بیٹھ دیا۔

”ہیلو سیٹیور راسکوف کانگ اوور۔“ بیٹن دیتے ہی ٹرانسمیٹر سے راسکوف کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی۔

ناواشنگٹون جھلک کے نیچے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ یہ اڈہ جسے جام شوکھا جاتا تھا۔ ناواشنگٹون کی فرمائش پر راسکوف نے ہوا کر دیا تھا۔ جام شوکھ کی زبان شیر کی کھار کو کہتے تھے اور چونکہ ناواشنگٹون نے اسے اپنے لئے بنوایا اور وہ خود اپنے آپ کو پوری دُنیا میں سب سے بہادر سمجھتا تھا۔ ان اس نے اُس کا نام جام شوکھ ہی رکھ دیا تھا۔ اس اڈے میں چار چوب اور ایک بڑا کمرہ تھا اور اس کی سیڑھیاں اور ایک ایسی جگہ جاکر ہوتی تھیں جہاں بڑی سی جھاڑی تھی۔ اُس جام شوکھ میں تازہ ہوا کے آنے کے بھی خاص انتظامات رکھے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جام شوکھ کافی عرصے تک آسانی سے رہ سکتا تھا۔ اس نے یہاں ایک چھوٹے کمرے میں ایسا سامان بھی رکھا ہوا تھا جو کھانا پکانے کے کام آتا تھا اور یادِ انتظام اس طرح کیا گیا تھا کہ جام شوکھ سے ذرا فاصلے پر جھلک کے انا

”ہاں کیا بات ہے کیوں کان کی ہے اور“۔ ناواشنگو نے بڑی طوطی

جھنجھلاہٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ناواشنگو، تم نے مہا دے کی خلاف ورزی کی ہے اور“۔

دوسری طرف سے راسکوف نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو“۔ ناواشنگو راسکوف کی بات سُن کر بڑی طربا
چھپل پڑا۔

”ہاں ہمیں اطلاع مل گئی ہے۔ تمہارا ایک آدمی ان سب کو گھوڑوں
پر سوار کرانے جنگل میں داخل ہوا ہے۔ البتہ وہ دونوں عورتیں ان کے
ساتھ نہیں صرف چھ مرد ہیں۔ وہ سب زندہ سلامت اور ٹھیک ٹھاک
ہیں اور سنو ناواشنگو۔ جہاں ہم تمہاری سب شرطیں منظور کر سکتے ہیں۔
وہاں ہم تمہیں جبرِ تاناک سزا بھی دے سکتے ہیں اور“۔ راسکوف نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم غلط کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا
کہ میں نے اس سفید فام عورت کو حاصل کرنے کے لئے بیٹے ہی ان
کے کھانے میں گہری نیند والی دوائی ملا دی تھی اور پھر میں نے تم سے
بات کرنے کے بعد جا کر اپنے آدمیوں کو انہیں اٹھانے کے پہاڑیوں میں لے
جائے اور انہیں وہاں قتل کر کے ان کی لاشیں یہاں لانے کا حکم دیا تھا۔
اور میرے نائب پاشو نے اس سفید فام عورت کو زندہ اور ان انجیور
کی لاشیں یہاں پہنچائی تھیں اور میں ان کا انتقام کر رہا ہوں اور تم کہہ
رہے ہو کہ وہ زندہ بھی ہیں اور میرا آدمی عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کو
ساتھ لے کر بھی آ رہا ہے یہ کیسے ممکن ہے اور“۔ ناواشنگو نے حلق

کے بل پیچھے ہوسے کہا۔

”سنو ناواشنگو ہماری اطلاع غلط نہیں ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد ہام شو

بل پہنچ جائیں گے اور تمہیں ہماری اطلاع کے متعلق خود ہی علم ہو جائے
گا۔ ہم تمہیں آخری موقع دے رہے ہیں کہ تم ان کا نہیں ختم کر دو

ورنہ۔۔۔ اور اینڈ آل“۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت
لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز کی بجائے دوبارہ بیٹی کی

آواز آئے گی۔ ناواشنگو کا چہرہ تھکے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ
پڑ گیا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور وہ تیزی سے اس

کمرے سے نکلا اور ایک اور کمرے میں پہنچ گیا جس میں سے سیڑھیاں
اوپر کو چڑھ رہی تھیں۔ دوسرے کمرے وہ ایک وقت دو دو سیڑھیاں

پہنچتا ہوا چند ہی لمحوں میں ہام شو سے باہر آ گیا چونکہ اس کا پرگلازم
یہاں طویل عرصے تک رہنے کا تھا اس لئے وہ گھوڑا لے کر نہ آیا تھا

اور پیدل ہی چلا ہوا یہاں تک پہنچ گیا تھا۔ وہ چونکہ ان جنگلوں کا
اکلا قظ تھا اس لئے وہ ان جنگلوں کا کیرا تھا۔ وہ ہام شو سے

نکلنے ہی دوڑتا ہوا ایک طرف کو بڑھتا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک
کمرے درخت کے نیچے جا کر ٹپ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور چند

لان میں وہ کسی پھر تیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا گیا۔ مشین
ان اس کے کان سے ٹپ رہی تھی۔ درخت کی اوپر والی شاخوں

پر بیٹھ کر اس نے ایک ایسی جگہ منتخب کی جہاں سے وہ اس راستے پر
خوبی نظر رکھ سکتا تھا جہاں سے پاشو نے لاشیں لے کر آنا تھا۔ اُسے اب

سُن راسکوف کی اس بات پر کسی طرح یقینی نہ رہا تھا کہ پاشو ان کی

لاشیں لے آئے کی بجائے انہیں زندہ سلامت ساتھ لے آئے گا۔
معلوم تھا کہ پاشو کسی صورت بھی اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود وہ اس درخت پر اس لئے اُپر گیا تھا کہ یہاں نہ صرف راسکوف کی اطلاع کی آسانی سے تصدیق کر سکتا تھا اور اگر واقعی پاشو اس کی حکم عدولی کی ہے تو پھر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہیں سے شیش گن کے ذریعے سب سے پہلے اس پاشو کو گولیوں سے چھلنی کسے اور اس کے بعد ان انہیوں کو۔ وجہ جس جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس جگہ ہونے وہ شیش سے کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتا تھا اس نے وہ دھڑی طرح تھا۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ اُس کے کانوں نے دُور سے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی آوازیں سُن لیں اور چونکہ کرسیدھا ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد جب درختوں سے نکل کر سامنے آتے تو اس کا حُسنِ پاستے کی طرح اُچھلنے لگا۔ راسکوف کی ادا درست تھی کیونکہ واقعی سات گھوڑوں میں سے چھ پر وہ اجنبی اور گھوڑے پر پاشو موجود تھا اور ان کا رخ واقعی عام شو کی طرف تھا۔ پاشو اور وہ اجنبی گھوڑوں پر سوار ہونے کی بجائے ان پر بیٹھ جلی بیٹھے ہوئے تھے ان کے منہ گھوڑے کی گردن پر اور پیر دم کی طرف تھے۔ وہ بالکل اسی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے جیسے گھنے جنگل میں آدمی گھوڑے پر بیٹھ کر گزرتا ہے لیکن ان کے چہرے واضح طور پر ان کے سامنے تھے اور وہ پاشو اور وہ اجنبی ہی تھے۔ اس کا مطلب کہ وہ کسی کی نظروں سے بچنے کے لئے اس انداز میں گھوڑے پر بیٹھ کر

بڑھ رہے تھے۔

”ہو نہ تو پاشو ان انہیوں کے ساتھ چل گیا ہے۔“ ناولسٹنگونے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین گن کو اس طرح ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا کہ یہ سارے گھوڑ سواروں کی رینج میں بخوبی آجائیں چونکہ وہ لوگ ابھی مشین گن کی رینج میں نہ تھے۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیسے ہی وہ لوگ رینج میں آئے۔ ناولسٹنگونے ہونٹ پیچھے ہونے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور زنگر ہسٹ کی ٹوفاک آواز کے ساتھ ہی شیش جنگل میں جیسے آسانی جنوں کا طوفان سا اُٹ پڑا۔ ساتوں کے ساتوں گھوڑوں پر موجود افراد گولیوں کی بارش کا گھوڑوں سمیت اُلٹ کر دوسری طرف گسے تھے کیونکہ لولیاں ان گھوڑوں کو بھی لگی تھیں۔ گھوڑے تو شیش گسے ہی اُچھلے اور ڈکی سے جنگل میں ادھر ادھر دوڑنے لگے جب کہ پاشو اور وہ چھ اجنبی دونوں کا نشانہ بن کر وہیں زمین پر ہی بڑی طرح تڑپ رہے تھے۔ ناولسٹنگونے ایک لمبے لمبے ایک بار پھر مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیاں ان بار گھاس پر تڑپتے ہوئے پاشو اور ان انہیوں کے جسموں پر تڑپنے لگیں۔ پچھلے کی شدت سے ناولسٹنگو مسلسل فائر کے چلا جا رہا تھا لاکھ وہ ساتوں کے ساتوں اب بے حس و حرکت ہو چکے تھے لیکن ناولسٹنگو کا غصہ بڑھتا ہوا دماغ کی طرف ٹھٹھاتا ہونے میں ہی نہ رہا تھا۔ اس نے اس وقت ہاتھ روکا جب مشین گن سے کھنک کی مار نکلی۔ اس آواز کا مطلب تھا کہ میگزین ختم ہو چکا ہے۔

”میرا نائب اور میرے خلاف سازش کر رہا تھا۔ میں اس کی لاش کے

ساتھ مل گیا تھا۔" ناواشنکو نے تیز لہجے میں کہا۔

"بیس اطلاع مل گئی ہے ناواشنکو۔ لیکن ایک بات بتاؤ کہ یہ لوگ گھوڑوں پر بیٹھ کر آنے کی بجائے لیٹ کر کیوں آ رہے تھے۔ اور"۔ راسکوف نے کہا۔

"اور اس کا مطلب ہے تم نے یہاں کوئی ایسے سائنسی آلات لگائے ہوئے ہیں جن سے تم سب کچھ دیکھ بیٹھے ہو لیکن یہ تمہارے میرے ساتھ پہلے معاہدے کی خلاف ورزی ہے تم نے کہا تھا کہ صرف موت کے جنگل میں آلات لگیں گے۔ اور"۔ ناواشنکو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم اپنے معاہدے پر پابند ہیں لیکن ناواشنکو تم نہیں جانتے کہ دنیا میں سائنس کتنی آگے بڑھ چکی ہے۔ ہم تمہارے اس جنگل کو کیا چاہیں تو پورے تباہ کر بھی بھیج سکتے ہیں تم ان باتوں کو چھوڑو۔ میرے سوال کا جواب دو اور"۔ راسکوف نے قدرے ناواشنکو پر لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم جنگل کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ جب گھانا جنگل ہو یا خطرے کا مقام ہو تو جنگل کے لوگ اس طرح گھوڑے کی پشت پر لیٹ کر آگے بڑھتے ہیں اس طرح دوسرے دیکھنے والوں کو پس میں نہیں چل کر گھوڑے خالی آ رہے ہیں یا ان پر کوئی موجود بھی ہے۔ یہ ترکیب یقیناً پاشو نے انہیں سکھائی ہوگی لیکن میں چونکہ ان کے اشتہار میں اونچائی پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے مجھے وہ صاف نظر آ گئے اور"۔ ناواشنکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مکھلے اڑاؤں کا۔" ناواشنکو نے غصے سے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر خالی مشین گن کو کاغذ سے پر لٹکا کر وہ تیزی سے درخت سے چپٹے اترنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ زمین پر تھا۔ دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔ وہ سب واقعی گولیوں سے چھنی ہوئے پڑے تھے یہ گولیاں یقیناً پاشو ہیں اصل میں چھپا کر آیا ہو گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ انہیں کہاں چھپا سکتا ہے۔ میں انہیں ابھی جا کر تلاش کرتا ہوں۔ پہلے میں۔ راسکوف کو بتاؤں کہ میں نے معاہدہ مکمل کر دیا ہے اگر کی اطلاع بھی درست ہی تھکی اور میرا ہی نائب میرے ساتھ خداری پر بڑھ گیا۔ جو بہر میرے ساتھ خداری کا یہی انجام ہونا تھا۔" ناواشنکو نے انتہائی نفرت بھرے انداز میں پاشو کی لاش کو بٹو کر پس مارتے ہوئے کہ پھر وہ تیزی سے واپس جام شو کی طرف دوڑ پڑا تاکہ وہاں جا کر زخم پر راسکوف کو اطلاع دے کہ ان اینیبیوں کی لاشیں لے جائے گا یا انہیں بھی پاشو کی لاش کے ساتھ ہی کسی کھائی میں پھینک دیا جائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس کمرے میں پہنچ گیا جس میں وہ پہلے موجود تھا۔ ابھی وہ کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز ٹپکنے لگی۔ اس نے بچپٹ کر ٹرانسمیٹر کا بلی آؤن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو راسکوف کا ٹنگ اور"۔ دوسری طرف سے راسکوف کی آواز سنی دی لیکن اس بار اس کے لہجے میں سختی کی بجائے مسرت کی جھجھکتا ہوا موجودگی۔

"راسکوف۔ میں نے معاہدہ مکمل کر دیا ہے اور ان اینیبیوں کو بھی مار ڈالا ہے اور اپنے نائب کو بھی گولیوں سے اٹا دیا ہے جو ان کے

”اوہ تمہاری بات درست ہے ہمیں واقعی یہ پوائنٹ سمجھ میں نہ آ رہا تھا بہر حال ٹھیک ہے تم نے واقعی معاہدہ مکمل کر دیا ہے لیکن وہ دونوں عورتیں جو ان انہیوں کے ساتھ تھیں وہ کہاں رہ گئی ہیں اور“ — راسکوف نے کہا۔

”یہ ناشوکی نیت ضرور ان پر ضرب ہوئی ہوگی تجھے پہلے بھی شکایت ملی تھیں کہ پانچو جس عورت کے ساتھ چاہتا ہے دل بہانے لگتا جاتا ہے اور بغیر میری اجازت کے۔ لیکن میں چپ کر جاتا تھا کیونکہ بہر حال وہ میرا نائب تھا۔ اس نے ضرور انہیں انگوٹھ اٹھیل میں رکھا ہوا ہو گا میں اب وہیں جا رہا ہوں تاکہ ان عورتوں کو بند کروں پھر اس کالی عورت کو مار کر اس سفید فام کو اپنے ساتھ یہاں جا م شو میں لے آؤں۔ یہاں واپس اس نے آیا تھا کہ تمہیں بتا سکوں کہ میں نے معاہدہ مکمل کر ڈیپے اور“ — ناواشنگٹون نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہم ملتے ہیں اور اینڈ آں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپیرٹ سے دوبارہ سیٹی کی آواز سننے لگی ناواشنگٹون نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسپیرٹ آف کر دیا اور پھر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران جولیا کے ساتھ اٹھیل سے کچھ دور پہاڑی چٹانوں کے اندر موجود تھا لیکن ان دونوں کی نظریں اٹھیل اور اس کے پیچھے پیچھے ہوتے جنگل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”ہو سکتا ہے جو کچھ تم سوچ رہے ہو وہ بالکل ہی غلط نکلے۔“
عمران کے ساتھ نیچی ہوئی جولیا نے کہا۔ وہ دونوں اکٹھے ایک چٹان کی اوٹ میں تھے جب کہ ان کے دوسرے ساتھی اٹھیل کی دوسری سائیڈ پر وہاں سے کافی دور دور تھے ہوتے تھے۔

”ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے تم بھی ہاں کہہ سکتی ہو“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر دی بکواس کہی تو سنجیدہ ہو جایا کرو“ — جولیا عمران کے اس بے موقع مذاق پر واقعی بڑی طرح جھلا گئی تھی۔

”کہی کیا میں ابھی سنجیدہ ہو سکتا ہوں بس تم ہاں کہہ دو“ — عمران

نے اُسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔
 ”میرے ہاں کہنے سے کیا ہوگا“۔ جولیہ نے لیکھنت ہونٹ بیچنے
 ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اندرونی جذبات کی وجہ سے لیکھنت مٹنے پر
 گیا تھا اور آنکھوں میں عجیب سی چمک آگئی تھی اور اس کے چہرے کا
 بدلتا ہوا رنگ اور آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ کر عمران کا ہاتھ
 بے اختیار سر پر پڑ گیا۔

”میں سنجیدہ ہو جاؤں گا اور کیا“۔ عمران نے فوراً اور حالات
 کو نارمل کرنے کے لئے کہا کیونکہ وہ جولیہ کو اس سے کہیں زیادہ جانتا تھا
 اُسے معلوم تھا کہ جولیہ ابھی ایک کی بجائے دس بار ہاں کہہ دے گی کیونکہ
 اس وقت وہ اکیلے تھے اور ایسے موقع پر جولیہ کو واقعی ہاں کہنے کا دورہ
 پڑ جاتا تھا۔

”مگر تو تم صرف دوسروں کے جذبات سے کہنے کے لئے ایسی بات
 کرتے ہو“۔ جولیہ کے ہونٹ لیکھنت اور زیادہ بیچنے لگے اور چہرہ سبز
 جذبات کی شرح کی بجائے غصے کے تاثرات ابھرنے لگے اور عمران
 نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس کا صاف مطلب تھا کہ
 جولیہ اس شخص کی کیفیت سے نکل آئی ہے۔

”میں ٹھیک ہے میں اور تم ویسے پاکیزہ جا کر۔۔۔۔۔“ عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا اور جان بوجھ کر اُس کے گلے کی جگہ کی بجائے خاموشی
 بھری۔ جولیہ کا چہرہ ایک بار پھر رنگ بدلتے لگا۔

”واپس جا کر کیا کریں گے“۔ جولیہ نے بڑی امید بھری نظروں
 سے عمران کو دیکھتے ہوئے جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

”واپس جا کر فٹ بال ٹیم کی فیکٹری کھولیں گے اور فٹ بال کا
 نام رکھ دیں گے جذبات۔ بہت اچھا نام ہے۔ پھر لوگ کہہ سکیں گے
 کہ وہ واقعی جذبات سے کھیل رہے ہیں“۔ عمران نے بڑے سادہ
 سے لہجے میں کہا۔ اور جولیہ نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔
 ”امق۔ پتھر۔ سنگدل۔ ظالم۔ ناسخ“۔ جولیہ کی
 بڑ بڑاہٹ سنائی دی۔

”یہ بھی اچھے نام ہیں۔ چلو ایسا کرتے ہیں۔ قمرہ ڈال لیتے ہیں جو نام
 قمرہ میں نکل آیا وہ رکھ لیں گے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”بکواس مت کرو۔ خاموش ہو جاؤ“۔ جولیہ نے لیکھنت بیچ
 کر کہا۔

”ارے ارے اتنے زور سے مت بیچو۔ یہاں پیادوں میں تو بارگشت
 بہت دور تک سنائی دیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ باقی ساتھی یہ سمجھ لیں کہ ہم
 ان سے صلحہ ہوئے ہی سنجیدہ ہو چکے ہیں“۔ عمران نے کہا اور
 جولیہ نے ہانے کھینچنے کی وجہ سے لیکھنت، ہنس پڑی۔

”کھ پیتے ہیں تو کھ لیں میں کبھی سے ڈرتی ہوں“۔ جولیہ نے
 لیکھنت مسکراتے ہوئے کہا اور عمران واقعی اسے حیرت سے دیکھنے لگا
 کیونکہ جولیہ کا یہ موڈ واقعی اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

”ارے ارے تم تو رہبرسل میں اس قدر تیز جاری ہو تو اصل میں
 کیا ہوگا“۔ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے
 کہ جولیہ کوئی جواب دیتی، چانگ عمران کے ساتھ رکے ہوئے ایک
 چمٹے سے ڈبے میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے دور سے تیز

دوڑنے والا دور سے قریب آ رہا تھا کہ کوئی لمحہ قدموں کی آواز اُٹھتی ہوتی
باری تھی۔ عمران اور جولیا دونوں اس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے۔

یہ خورنیں یقیناً پاشو وین اصبیل میں چھپا آیا ہو گا۔ میں جانتا ہوں کہ
وہ انہیں کہاں چھپا سکتا ہے۔ میں انہیں ابھی پا کر تلاش کرتا ہوں پہلے
میں راسکوف کو بتا دوں کہ میں نے معاہدہ مکمل کر دیا ہے واقعی اس کی
الوہ بھی دیرت ہی نکلی اور میرا ہی نائب میرے ساتھ خداری پر نکل گیا۔
بوہنبر میرے ساتھ خداری کا کپڑا انجام ہو سکتا ہے۔“ ناوا خٹک کو
خفے سے بھری آواز باکس میں سے نکلنے لگی اور پھر قدموں کی آوازیں فط
باتی ہوئی سنائی دیں لیکن بھاگنے والے قدموں کی جہیں بلکہ چلتے ہوئے
قدموں کی اور چند لمحوں بعد خاموشی چھا گئی۔

”کمال ہے اگر میں اپنے کانوں سے یہ سب کچھ دسن یعنی تو کہی اس
بات پر یقین نہ کرتی کہ تم نے جو کچھ سوچا وہ حرف بحرف درست بھی
کل سکتا ہے۔“ جولیا نے اس بار قسمیں آمیز لہجے میں کہا۔
”چلو تم میرے علم نجوم کی قوت قائل ہوئیں۔“ عمران نے مسکراتے
دسنے کہا۔

”اپنا تم واقعی علم نجوم جانتے ہو تو بتاؤ کہ تہااری شادی کب ہوگی۔“
جولیا نے ایک بار پھر کٹ کر کہہ دیا۔

”میری شادی۔۔۔ وہ اس کی تو فیض لگے گی۔“ عمران نے
واب دیا۔

”تم فیض بھی لے لینا۔“ جولیا کی نفسیات واقعی بگڑ گئی تھی لیکن
ان کے باوجود اس نے اپنی بجائے عمران کی شادی کا نام لیا تھا۔

فائرنگ ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی انسانی جیمیں بھی نکلیں۔ عمران نے
چونک کر اس کا ایک اور بٹن دبا دیا تو آوازیں کافی تیز اور گونج دار
ہو گئیں۔ جیسے اب دور کی بجائے ان کے قریب ہی چٹان کے پیچھے
فائرنگ ہو رہی ہو۔

”گلک گلک کیا مطلب۔“ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔
”دیکھو میرا اینڈیا درست نکلا۔ میں اب تک ایک تم ہی ہو چکا
سارے اینڈیے غلط کر دیتی ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
فائرنگ ایک لمحہ ٹک کر دوبارہ شروع ہو گئی تھی اور پھر تھوڑی دیر
بعد خاموشی چھا گئی۔

”تو تم نے ان میں سے کسی کے پاس میں ڈکٹ فون چھپا دیا تھا۔“
جولیا نے کہا۔

”غائب ہے ورنہ ابھی میرے کان اس قدر تیز تو نہیں ہوتے کہ
اتنی دور سے فائرنگ سن آوازیں ملتی سکوں گا البتہ تم تو چاہے ہزاروں
میل دور سے سرگوشی میں بھی پکارو تو سن لوں گا۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”میں تو تمہیں قریب سے بھیج دیکھاتی ہوں لیکن تم سننے ہی نہیں میرے
لئے تو تمہارے کان بہرے ہو چکے ہیں۔“ جولیا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے کالوں تک پھیلتی چلی
گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ جولیا اب تنگ اگر ڈھیٹ بن گئی ہے تو
اب اس نے اُن عمران کو زنج کرنا شروع کر دیا تھا۔

اُسی لمحے باکس میں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

”صرف تاریخ پہلے چینی ہے یا یہ بھی پوچھنا ہے کہ یہ شادی کس سے ہوگی اس کا نام بھی پوچھنا ہے۔ عام بخوبی تو یہ جملہ حرف ہی بنا سکتے ہیں لیکن میں کم از کم اُدھا نام تو بنا سکتا ہوں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اُدھا کیا تم پورا بھی بنا سکتے ہو“ — جولیا واقعی پوری طرح ڈھٹائی پر اُتر آئی تھی شاید وہ بھی تنگ آمد جنگ آمد واسطے عمارہ پر عمل کر رہی تھی۔

”پورا نام تو مجھے پوچھنا پڑے گا مس مولیٰ سے البتہ اُدھا نام میں ابھی تیار ہوں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں — موتی سے کیوں پوچھنا پڑے گا“ — جولیا نے چونک کر کہا۔

”اس لئے کہ واقعی میں نے پورا نام تو پوچھا ہی نہیں اب تک“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کی آنکھیں پکھننے شروع ہونے لگ گئیں۔

”تو تم اس پر نظر میں رکھتے ہوئے ہو۔“ بھی تمہارا کردار ہے — اسی کا تم ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہو۔ جوڑی تمہارے فلیڈ پر پہنچانے تم فنشوں کی طرح اس پر نظر میں رکھ لیتے ہو“ — جولیا نے بڑی طرح پھینکارتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ تو یہی تصور کر رہی تھی کہ عمران اس کا نام لے گا۔ یہ تو اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران موتی کا نام لے دے گا۔

”ارے ارے تو تمہارا مطلب ہے۔ میں موتی کو دیکھوں بھی ناں۔“

پھر تو مجھے اندھا بنا پڑے گا۔ اور اندھے دیکھنے کی بجائے ٹوٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اندھے ہو جوئے“ — عمران نے کہا۔
”شٹ آپ۔ اب تم بد اخلاقی پر اُتر آئے ہو نائنس“ — جولیا بڑی طرح بگڑ گئی۔

”عمران صاحب“ — اچانک انہیں چٹان کے پیچھے سے حصد کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں ہی بڑی طرح چونک پڑے۔

”ارے تم ہماری راز و نیاز کی باتیں سن رہے ہو یا یہ تو بڑی بد اخلاقی ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ بے شک راز و نیاز کرتے رہیں لیکن میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ اس باکس نے کچھ بتایا بھی ہے یا ہم اسی طرح چٹانوں میں رات تک بیٹھے رہیں گے“ — حصد نے چٹائی کے پیچھے سے نکل کر سامنے آئے ہوئے کہا۔

”بہت کچھ بتایا ہے“ — جولیا نے جلدی سے کہا۔ وہ شاید حصد کی آواز سن کر بڑی طرح حیرت پکڑ گئی تھی اور اسی حیرت کو مٹانے کے لئے ہی فوراً بول پڑی تھی اور پھر اس نے جلدی جلدی اب تک باکس میں سے ابھرنے والی ساری باتیں بتا دیں۔

”او۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ناوا شنگو اب آپ کی تلاش میں اصطلین تک آئے گا۔ اس کا مطلب ہے عمران صاحب کا نہ صرف آئیڈیا درست نکلا بلکہ انہوں نے جو ترکیب استعمال کی وہ بھی درست ثابت ہوئی“ — حصد نے خمیں بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو ہمناقی انہیں ساتھ سے بیٹھا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ناوا شنگو انہیں لے اڑے اور ہم امید کے چکر میں ہی پھنسے رہ جائیں“ —

”عمران صاحب بھی بات یہ ہے کہ آپ نے جو انوکھا کام کیا تھا کم از کم میری سمجھ سے باہر تھا اور پھر ان لوگوں کو اپنا لباس پہنا کر اودان کے چروں پر میک آپ کر کے انہیں گھوڑوں سے اس طرح باندھ کر جنگل کی طرف بھیجا کہ اس سے ناواشنگو کے اڈے کا بھی پتہ چل جائے گا اور ناواشنگو یہاں بھی دوڑا آئے گا۔ کبھی کوئی بھی آتا تھا۔“

معدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”تم ابھی تک اصل مقصد نہیں سمجھ سکے۔ فیصلہ اڈے والوں کے انچارج کا نام راسکوف لے رہا تھا یہ ناواشنگو۔ یہی خطہ تھا کہ انہوں نے اس جنگل میں کہیں شلی ویو آلات نہ فٹ کر رکھے ہوں کیونکہ اس پاشو نے جو کچھ بتایا تھا اس سے یہی شک پڑتا تھا۔ میں نے اس بات کو ٹھیک کرنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا اور دیکھ لو میری بات درست ثابت ہوئی۔ جیسے ہی گھوڑے جنگل میں داخل ہوئے انہیں اس کا پتہ چل گیا اور ناواشنگو نے ان پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ فائرنگ کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ ایک ہی مشین گن سے فائرنگ کی گئی ہے اور فائرنگ بھی خاصی بلندی سے کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ناواشنگو نے اس بات کو پہلے سے چیک کر لیا تھا چنانچہ وہ دھوکہ کھا گیا کیونکہ میں نے پاشو اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کو گھوڑوں سے اس لئے اس طرح باندھا تھا کہ اس طرح وہ خود خود اڈے تک پہنچ جائیں گے۔ یہ گھوڑے سدھے ہوئے ہیں اور سدھے ہوئے گھوڑے خود خود راستہ پہچان کر پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے جسموں کو سیاہ رنگ کی رسی سے باندھنے کے بعد ددر سے وہ رکی نظر نہ آ سکتی تھی کیونکہ

ان کے جسموں کا رنگ گہرا سیاہ ہے اور سیاہ ہیروں اور سیاہ بازوؤں پر ہندھی جوتی سیاہ رسیاں اور پھر اسی لئے میں نے گھوڑے بھی خاص طور پر سیاہ رنگ کے منتخب کئے تھے۔ پھر ان کے اعضاء سمست روئے کا انجکشن لگانے کے بعد میرا ڈرامہ مکمل ہو گیا۔ میں صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ اڈے تک پہنچنے سے پہلے یہ لوگ چپک چپک ہیں یا نہیں۔ اسی لئے میں نے پاشو کی جیب میں ڈکٹا فون لٹکوا دیا تھا اور اب دیکھو اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ اگر ان لوگوں کی بجائے ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرح اڈے کی طرف جا رہے ہوتے اور اچانک کبھی رخت سے ہم پر مشین گن کا فائر کھول دیا ہوتا تو جس طرح ان لوگوں کی جینیں نکلی ہیں اس طرح ہماری بیخون سے جنگل گونج رہا ہوتا۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اس سارے انوکھے ڈرامے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کیونکہ اصل بن پر قبضہ کرنے اور چند افراد کو قتل کرنے کے بعد وہاں موجود باقی افراد کو عمران نے ہتھاکر قید کر لیا تھا اور اس کے بعد اس نے واقعی وہاں عجیب و غریب ڈرامہ شروع کر دیا اپنے بیگروں میں سے اس نے میک آپ کا سامان نکال کر ان میں سے چھ افراد منتخب کر کے ان پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک آپ کیا اور پھر ان کے لباس اتار کر خود پہنے اور اپنے لباس انہیں پہنا دیئے اس کے بعد عمران نے بیگ میں سے نکال کر مخصوص انجکشن ٹکواتے لو انجکشن کے بعد ان کے جسم اس طرح ٹسٹ پڑ گئے جیسے وہ نمائی طور پر مخلوق ہو گئے ہوں۔ عمران نے چھ سیاہ گھوڑے منتخب کئے اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہیں ان گھوڑوں پر سیدھے رینگا

کے ساتھ پوری طرح ملا ہوا تھا۔

”اب آپ ناواشنگو کے آنے کا انتظار کریں گے“ — معذرتے ہیں۔

”ہاں۔ کیونکہ اب ناواشنگو ہی ہمیں بتائے گا کہ آڈہ کہاں ہے اور وہاں تک پہنچنے سے روکنے کے لئے کہاں کہاں آگاہت نصب ہیں اور کس کس قسم کے ہیں“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”وہ کار ہے۔“ اچانک جوہیا نے کہا اور حفدر اور عمران چونک کر کہنے لگے۔ واقعی جنگل کے اندر سے ناواشنگو گھوڑے پر سوار اعلیٰ کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ میٹھن گن اس کے کانڈے سے لٹکائی تھا اور وہ بڑے اکرے ہوئے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

”جوہیا۔ تم ایسا کہو کہ ذرا نیچے جا کر ایک چٹان کے نیچے چھپ جاؤ اور زور سے چیخا شروع کر دو۔ تمہارا انداز ایسا ہونا چاہیے جیسے تم بندھی ہوئی ہو اور اب ناواشنگو کو دیکھ کر چیخ نہ رہی ہو۔ اس طرح ناواشنگو بھاتے اعلیٰ کے اندر جانے کے تمہاری طرف کھینچا جائے گا۔

ورنہ اعلیٰ کے اندر بکھری ہوئی لاشیں دیکھ کر وہ چونکا ہو جائیگا۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوہیا سر ہلاتی ہوئی چٹان کی اوٹ سے نکلے جھکے انداز میں نکلی اور پھر کسی جنگلی حشرات کی طرح دوڑتی ہوئی نیچے بڑی بڑی چٹانوں کی طرف بڑھتی گئی۔

معذرتہم جا کر باقی ساتھیوں کو سمجھا دو کہیں وہ جوہیا کی بیخبری کر دیکھ کر اٹھ نہ کھڑے ہوں۔ ابھی ناواشنگو دور ہے۔ جب تک وہ قریب پہنچے گا تم اپنے ساتھیوں تک پہنچ جاؤ گے۔“ عمران نے

کہا۔ اعلیٰ سے ملنے والی سیاہ رنگ کی باریک رسی سے ان کے پاؤں اور پیر گھوڑے کے جسم کے ساتھ اس طرح باندھ دیے کہ وہ آسانی سے نہ گر سکیں البتہ زور وار ہینکے لگنے کے بعد یہ گانٹھیں خود بخود کھل جاتی ہیں اور اس سارے ڈرامے کے بعد اس نے ان گھوڑوں کو جنگل کی طرف ہانک دیا۔ سب سے آگے اس نے پاشو کا گھوڑا رکھا اور اس کے بعد ایک قطار کی صورت میں باقی پانچ گھوڑے۔ اس کے ساتھ ہی سمیت اس سے اس سارے ڈرامے کے بارے میں بار بار پوچھتے رہے لیکن عمران آیتیں باتیں شائیں کر کے انہیں ٹالتا رہا اور پھر اس نے خود ہی جوہیا سمیت اپنے لئے اور باقی ساتھیوں کے لئے اعلیٰ سے جھٹ کر چٹانوں میں چھپ کر بیٹھنے کی جگہیں منتخب کیں۔ عمران نے البتہ بیگ میں سے ایک ہاس نکال کر اپنے ساتھ رکھ لیا تھا جب کہ بیگ پرستور جوزف اور جوانا کے پاس تھے۔ ان چھ افراد کے علاوہ باقی اعلیٰ میں موجود چار زندہ افراد کو اس کے اشارے پر نما نے گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا تھا۔

اس وقت تو عمران کے سارے ساتھی عمران کے اس سانسے ڈبا کو نہ سمجھ سکے تھے لیکن اب اس کا جو نتیجہ نکلا تھا اس نے انہیں واقف حیران کر دیا تھا۔ نہ صرف یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جنگل میں باقی چہکنگ آگاہت نصب ہیں بلکہ عمران نے اس سے مزید دو ہزار فائدہ اٹھایا تھا۔ ناواشنگو جوہیا کی وجہ سے اب اعلیٰ میں آئے گا اور یقیناً ناواشنگو یہ سمجھ کر مطمئن ہو گیا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں چکے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ناواشنگو ان اڈے سے

جولیا کہ جانتے ہی عنصر سے کہا اور عنصر سر ملتا ہوا دوسری طرف ک
جیسے ہلکے انداز میں نکل گیا۔

جرت سے ٹٹٹک کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ عمران چٹان کے پیچھے سے کھڑا
ہو گیا۔

”خوش آمدید ناواشنگو۔ تم واقعی اصول پسند ناواشنگو ہو۔
کہ پہلے خود ہی پناہ دی اور پھر خود ہی قتل بھی کرانے کی کوشش کی“
عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ عمران کے
اگستے ہی جولیا بھی اچیل کر کھڑی ہوئی اور دوسرے لمحے وہ ہلکی کی سی
بڑی سے دوڑتی ہوئی عمران کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

”تم زندہ ہو۔ مگر وہ جنگ میں۔“ ناواشنگو نے اہمیتا حیرت
برے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر
خوف کی بجائے صرف حیرت چھائی ہوئی تھی۔
”وہ تمہارے ساتھی تھے ناواشنگو۔ دیکھو میرے سب ساتھی

نہارے استقبال کے لئے یہاں موجود ہیں۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور ناواشنگو نے مسکرا دیکھا اور پھر اس کے ہونٹ بھیج
ئے۔ کیونکہ عمران اور جولیا کے کھڑے ہونے کے بعد عنصر اور دوسرے
ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے ادب وہ تیزی سے چٹانوں کو
بھاگتے ہوئے ان کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔

”ہو بہر تو تم دھوکے باز ہو۔ تم نے ناواشنگو کو دھوکہ دیا ہے۔
جانتے ہو ناواشنگو کو دھوکہ دینا کتنا بڑا جرم ہے۔“ ناواشنگو
نے غراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار کھینک کر ہنس پڑا۔

”تمہاری معصومیت واقعی قابلِ قدر ہے ناواشنگو۔ تم شاید ہمیں
ناشر یا سمجھ رہے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس

عمران اب چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ہوا ناواشنگو کو دیکھ رہا تھا
ناواشنگو اب جنگ کی حد و سے نکل آیا تھا اور اعلیٰ کی طرف بڑھ

رہا تھا۔ جولیا عمران سے تقریباً دس فٹ جیسے ایک چٹان کے
پیچھے چھپ گئی تھی پھر ابھی ناواشنگو اعلیٰ سے کچھ فاصلے پر پہنچا تو

کہ اپنا ٹک جولیا نے ہیلپ ہیلپ چینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ
ہی اس کا منہ اور کا نہ حوصلہ تک کا حصہ اس طرح چٹان سے ابھرا

وہ ہندھی ہوئی پڑی ہوا اور زور لگا کر چٹان سے اپنا سراونچا اٹھا
ہو۔ جولیا واقعی شاندار اداکاری کر رہی تھی کیونکہ اس کے اچھے

پیچھے کے انداز میں خوف کے ساتھ ساتھ ہڈیاں پیچ کا عنصر بھی نمایا
تھا۔ اس کی چیخوں اور ہیلپ ہیلپ کے الفاظ نے ناواشنگو کو بڑا

طرح چونکا دیا۔ دوسرے لمحے وہ اچیل کر گھوڑے سے اُترا۔ اور
کا نہ سے سے نکلی ہوئی مشینیں مگن ہاتھوں میں لے کر وہ واقعی کب

پہاڑی جھپٹنے کی طرح دوڑتا ہوا جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔ اس
کے انداز میں بے پناہ پھرتی اور قوت تھی۔ عمران خاموش بیٹھا اسے

جولیا کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جولیا
قریب پہنچا ہی تھا کہ لیکھتے عمران نے چٹان کی اوڑھ سے ہاتھ نکالا

کہ مشینیں پشیل کی نال اس طرف کی اور پھر مشینیں پشیل کی فائرنگ کا
دھماکوں سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ ناواشنگو کے ہاتھوں سے مشینیں

نکل کر ٹھکتی ہوئی چٹانوں کے نیچے گرتی چلی گئی اور ناواشنگو

کیسے پہنچ گیا کیونکہ اس بڑی چٹان جس کے پیچھے ناواشنگو چھپا تھا کے بعد نیچے اےٹیل تک چھوٹی چٹانیں تھیں اور اگر ناواشنگو ان کے پیچھے ہو کر ہوتا تو صاف نظر آ جاتا۔

اُسی طے تصویر نے مشین گن کا فائر جنگل کی طرف ہاتے ہوئے ناواشنگو پر کھول دیا لیکن فاصلہ چونکہ کافی زیادہ تھا اس لئے گولیاں ناواشنگو تک نہ پہنچ پارہی تھیں۔
 ”تیکار ہے تو بر غواہ خواہ گولیاں مست صانع کرو“ — عمران نے کہا اور تصویر نے ٹریجر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ ناواشنگو اب جنگل میں داخل ہو کر ان کی نظر سے غائب ہو چکا تھا۔

”اب کیا کرنا ہے“ — جریبل نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔
 ”پہلے میں اس ناواشنگو کی وجہ گزر گا کہ تو تھیں کر لوں جس سے وہاں تک پہنچا ہے“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس بڑی چٹان سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا جس کے پیچھے چھپ کر ناواشنگو غائب ہوا تھا اور چند لمحوں بعد قدامتوں کی طرف

بٹ کر ایک چھوٹی چٹان کی بڑ میں موجود ایک گہری دراڑ دیکھ کر عمران نے طویل سانس نکال لیا کیونکہ یہ گہری دراڑ نیچے تک مسلسل لے جا رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ ناواشنگو اس دراڑ میں اُتر کر جھکے لکے سے انداز میں دوڑتا ہوا نیچے جا پہنچا ہے اس لئے وہ اُسے جانا لمانہ دیکھ سکے ہیں۔

اوپر یہ دراڑ کے راستے گیا ہے۔ بہر حال یہ یہاں کا اوٹی ہے۔
 عریباں کے سب راستوں کا علم ہے۔“ — صدر نے کہا اور عمران

سے پہلے کہ عمران کا فقرہ ختم ہوتا، ناواشنگو نے نیکھوت بجلی کی سی تیزی سے چھٹان لگاتی اور وہ واقعی انتہائی سرعت انگریز انداز میں پلک چپک میں ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ گیا۔

”اوٹ لے لو“ — عمران نے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چٹان کے پیچھے غور کیا اور اُسی طے ایک تیز دھار خنجر بجلی کی سی تیزی سے اُترنا ہوا عین عمران کے بالوں سے چھوٹا ہوا چٹا پر ایک چھتا کے سے جاگرا۔ اگر عمران کو غور لگاتے میں ایک طے کی بھی دیر ہو جاتی تو خنجر یقیناً عمران کی گردن میں پیوست ہو چکا ہوتا۔
 عمران چٹان کی اوٹ میں ہوتے ہی تیزی سے چھپ کر ایک اونچے کے پیچھے ہوا اور پھر اسی طرح مختلف چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس چٹان کی سائڈ میں پہنچ گیا جس کے پیچھے ناواشنگو چھپا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی عمران کی آنکھیں نیکھوت پھیل گئیں کیونکہ ناواشنگو نے وہاں سے غائب ہو چکا تھا بلکہ وہ ارد گرد کی چٹانوں کے پیچھے چھپنا نہ کر رہا تھا۔

”وہ وہ اُدھر ہے“ — نیکھوت مورتی کی جینتی ہوئی آواز سننا دی اور عمران تیزی سے دھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ناواشنگو اےٹیل کی پشت سے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے انتہائی تیزی سے سے جھگاتا ہوا جنگل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

”کمال ہے۔ یہ وہاں تک کیسے پہنچ گیا“ — عمران نے حیرت سے لہجے میں کہا۔ اُسے واقعی اس بات پر شدید حیرت ہو رہی تھی کہ چٹان کی اوٹ سے نکل کر انہیں نظر آئے بغیر ناواشنگو اےٹیل کی چھپا

بات مٹ کر چٹک پڑا۔

”اوہ میں بخول ہی گیا تھا۔ جوزف جب ہمارے ساتھ موجود ہے تو پھر ہمیں جنگل سے کیا گھبراننا — ٹھیک ہے چلو جوزف تم گھوڑے کر چلو۔ ہم ادھر ادھر بکھر کر تمہیں کور کریں گے۔“
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر نیچے اطمینان کی طرف اترنے لگا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے نیچے اطمینان کی طرف اترتے چلے گئے۔

نے سر ہلا دیا۔

”اب اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم بھی اس کے پیچھے جنگل میں داخل ہوں۔ ویسے تاؤ اشتکو کے اس فرار کی وجہ سے میری اب تک کی گئی تھانہ پلاننگ بیکار ہو کر رہ گئی ہے۔“
عمران نے ہونٹ پیچھے ہونے کہا۔
”میرا خیال ہے ہمیں براہ راست اس طرح جنگل میں داخل ہونے کی بجائے کوئی لمبا ٹکڑا کر اندر داخل ہونا چاہیے۔ گھوڑے تو ابھی اطمینان میں اور بھی موجود ہیں۔“
تغیر نے کہا۔

”لیکن یہ جنگل تو بے حد وسیع و عریض ہے۔ ہم اتنے وسیع، گئے اور دندلوں سے بڑے جنگل میں سے براۓ کیسے ٹریس کریں گے۔“
عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا اور تغیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
”تمہاری بات درست ہے۔ اس طرح واقعی ہم بھٹک بھی جائیں گے اور ہو سکتا ہے ان کے کہیں سا بھی نہ ہو۔“
تغیر نے ڈرا ہی عمران کی بات تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

”ایک صورت ہے۔ یہ گھوڑے یقیناً اس جام شواڈ سے کو جاتے ہوں گے کیونکہ یہیے جو گھوڑے ہم نے روانہ کئے تھے وہ بھی خود اس طرف کو گئے تھے۔ اس لئے اگر ہم ان گھوڑوں کو ادھر بانٹیں اور خود دوردور دور کبھر کر ان کے ساتھ ساتھ چلیں تو یقیناً ہم وہاں تک پہنچ جائیں گے۔“
عمران نے چند لمحے غامض رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں سوچوں گا کہ بتاؤں گا کہ تاؤ اشتکو کہاں گیا ہے۔“
اپنا ٹک جوزف نے کہا اور عمران اس

ناوشی چاگئی۔

”ہیلو راسکوف آئندنگ اور“۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے راسکوف کی صریت بھری آواز سنائی دی۔

”سنو وہ ابھی لوگ زندہ ہیں۔ میں ان کی گرفت سے بڑی مشکل سے بچا کر ہام شو کیا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرا بیجا جام شوگ کھائیں گے وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ کاش مجھے ان کے متعلق معلوم ہوتا تو میں انہیں ٹوٹے پھوٹے جہاز سے نکلتے ہی گولی مار دیتا اور“۔
ناواشنگو نے ہڈیانی انداز میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ ان کی لاشیں ہم نے خود چیک کی ہیں۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ زندہ ہیں“۔ راسکوف نے تیز لہجے میں کہا اور جواب میں ناواشنگو نے مطلب میں جانے سے لے کر واپس فرار ہونے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ اگر ایسی بات ہے تو پھر واقعی صورت حال انتہائی خطرناک ہے سنو تم جیسے تعلیم یافتہ آدمی ہو اس لئے تمہیں بتایا جا رہا ہے کہ کون لوگوں لاقانون پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور یہ لوگ ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ہم نے کوشش کی کہ یہ لوگ تمہارے احمقوں ختم ہو جائیں تاکہ شرپا قاتل مطلق رہ سکیں لیکن تم انہیں قتل کرنے میں مسلسل ناکام رہے ہو۔ اب دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ہم راہ راست ان کے مقابلے میں آجائیں۔ ہم ایک لمحے میں ان کا خاتمہ کر دیں گے لیکن اس صورت میں جہیں شرپا قاتل کو مطمئن کرنا ہو گا ہم میں چاہے کہ شرپا قاتل میں ان کے متعلق کوئی بات ہو کیونکہ اس طریق

ناواشنگو گھوڑا دوڑاتا ہوا اپنے اڑے جام شو میں پہنچے ہی سیدھا ہار کرے کی طرف پلکا جس میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید جھجکا ہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ وہ مسلسل دانتوں سے ہونٹ کاٹے جا رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلتی لگی۔

”ہیلو ہیلو ناواشنگو کانگ اور“۔ ناواشنگو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”میں ہیڈ کوارٹر آئندنگ اور“۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”راسکوف سے بات کرو فوراً۔ اور“۔ ناواشنگو نے صلیقے میں چیخے ہوئے کہا۔

”خفنگ ہے انتظار کرو اور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور

ہوا شنگو نے کہا۔

”کیا بھدی کھیا خورس کے پاس جدید ہتھیار ہیں اور؟“ — راسکوف نے صرست بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ ان کے پاس خیز اور بجائے ہیں اور ان خیزوں اور بجائوں سے وہ ہتھیاروں سے زیادہ کام لیتے ہیں اور؟“ — ناوا شنگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر ایسا کر دکھ ان چاروں خیزوں کو ساتھ لے کر موت کے جھگڑ تک پہنچ جاؤ۔ وہاں سے یہ عورتیں ہیڈ کوارٹر آجائیں گی اور تم وہیں سے گھوم کر شمال کی طرف ہوتے ہوئے واپس پہنچ جانا۔ ہم اس وقت تک جب تک تم موت کے جھگڑ کے جس جیسے گزرتے رہو گے موت کو وہاں سے ہٹائیں گے اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ اور؟“ — ناوا شنگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مٹی بندا کیا اور پھر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ چاروں سفید فام خورتیں موجود تھیں۔ چاروں عورتیں اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئیں اور مسکرا کر اس کی طرف بڑھیں۔

”سنو جہاں سے باس کا حکم ہے کہ تم فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ کیونکہ چند خطرناک لوگ یہاں قید کرنا چاہتے ہیں۔ جب یہ لوگ ختم ہو جائیں گے تو میں تمہیں دوبارہ بلاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں پہنچ جائیں۔“ — ناوا شنگو نے تیز تیز لہجے میں کہا اور وہ خورتیں سرسری ہو گئیں۔ ناوا شنگو ان سے بات کر کے چونکہ فوراً واپس لوٹ گیا تھا اس لئے وہ بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئیں جام شراڈ سے باہر نکلیں۔

تابت کے اعلیٰ حکام اور پھر ان کے ذریعے خورگان کے اعلیٰ حکام تک ہمارے ہیڈ کوارٹر کی خبر پہنچ سکتی ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر ایسا ہوا تو پھر یہاں خوفناک تباہی آسکتی ہے۔ نہ شراباً قیاس کا ایک بچہ زندہ بچے گا اور نہ تم اور نہ ہی یہ جنگل۔ سب کچھ تباہ ہو جائے گا بلکہ کیا تم ایسا کرنے پر تیار ہو اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”اوہ اس قدر خطرناک لوگ ہیں پھر ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں اور نہ صرف تیار ہوں بلکہ اب میں خود اپنی ٹیپ کو دنگ۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں تاکہ تم یہاں موجود اپنی سفید فام خورتوں کو فوری طور پر واپس بلاؤ۔ جام شو کو مٹ خالی کر دیا ہوں۔ میرے پاس ایسے راستے ہیں جہاں سے میں با آسانی گھوم کر واپس شراباً قیاس میں جا سکتا ہوں اور وہاں جا کر میں اپنی بھدی خورس لے کر ان کے پیچھے آؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ یہ زندہ کیسے بڑھ سکتے ہیں اور؟“ — ناوا شنگو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن تمہارے آدمی تو جنگل میں داخل ہو رہی نہیں دیکھتے اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”اگر ناوا شنگو حکم دے تو پھر سارے شراباً قیاس بھی جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں اور سنو میری خورس صرف کٹری کاٹنے والے جنگل میں داخل نہیں ہو سکتی سوائے میری اجازت کے۔ لیکن باقی جنگل میں آجما سکتی ہے اور میں نے اس کے لئے خصوصی خورس بنائی ہوئی ہے اس خورس میں شراباً لوگ نہیں ہیں بلکہ کھیا شامل ہیں۔ کھیا جنگل کے کیرٹے کھلاتے ہیں۔ اس لئے میں نے خفیہ طور پر ان میں سے لوگوں کو بچا رکھا ہے۔ یہ میرے حکم نہ پانچا سرکٹو نا بھی نشان سمجھتے ہیں اور؟“

بعد وہ جنگل سے نکل کر پہاڑوں میں داخل ہوا اور تیزی سے اونچی نیچی پہاڑوں پر گھوڑا دوڑاتے ہوئے تھوڑی دیر بعد مشرقی گاول میں داخل ہو گیا۔ گاؤں والے سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ ناواشنگو کو دیکھ کر وہ سب اس کے سامنے جھک جاتے لیکن ناواشنگو کسی طرح گھوڑے پر اٹکر بیٹھا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے مکان کے دروازے پر جا کر گھوڑے سے اترا۔ دروازے پر موجود دو آدمیوں نے جلدی سے بڑھ کر اس کا گھوڑا تھام لیا اور وہ مکان کے اندر داخل ہو کر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

”مقامی کو طلب کرو فوراً۔“ ناواشنگو نے ایک کرسی پر بیٹھے ہی وہاں موجود افراد سے کہا اور ان میں سے ایک تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ناواشنگو بڑے لاماکا خادم پیغام لے کر آیا تھا کہ آپ جب بھی آپنی بڑے لاماکے پاس پہنچ جائیں تو کونکر بڑے لاماکے آدمیوں کو پہاڑیوں میں آپ کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ملی ہیں اور سارے مشرقیوں میں ان لاشوں کی وجہ سے اہمائی بے یقینی پھیلی ہوئی ہے۔ بڑے لاماکا خیال ہے کہ بڑا دربار لگا یا جائے۔“ ایک نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”لاں میں جاؤ گا۔“ ناواشنگو نے سر ملاتے ہوئے جواب دیا۔

”کی کی پیشانی پر اچھتہ چند لکیری ابرو کی تھیں۔“

تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹے قد اور گھٹے ہوتے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا اور ناواشنگو کے سامنے اس طرح سجدہ ریز ہو گیا جیسے اناشنگواس کا مندرس دلچا ہوا۔

باہر ناواشنگو کا گھوڑا موجود تھا۔ ناواشنگو گھوڑے پر سوار ہو گیا اس نے ایک غور سے اپنے سامنے بٹھایا دوسری گھوڑے کی گردن کی چڑ میں بٹھاکر اس نے جھک کر گھوڑے کی گردن پکڑ لینے کا حکم دیا اور باقی دو گھوڑوں کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کو آگے موت کے جنگل کی طرف دوڑا دیا۔ مضبوط گھوڑا پانچ افراد کا وزنی اٹھانے کے باوجود خاصی تیز رفتاری سے گئے جنگل کے اندر دوڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ موت کے جنگل کی سرحد چونکہ جام شحم سے زیادہ دور نہ تھی اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ موت کے جنگل کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ ناواشنگو نے گارتوں کو وہیں گھوڑے سے اٹکارا اور وہ گھوڑے سے اتر کر تیزی سے بھاگتی ہوئی جنگل میں غائب ہو گئیں جب کہ ناواشنگو نے شمال کی طرف گھوڑے کا رخ کیا اور پھر بڑے یکسویت دوڑتا ہوا وہ موت کے جنگل کے اندر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ ویسے تو یہ انتہائی تنگمان اور درندوں سے پُر جنگل تھا لیکن جب سے راسکوف اور اس کے ساتھیوں نے اسے موت کے جنگل قرار دیا تھا یہاں کے تمام درندے یا تو مار ڈالے گئے تھے یا وہ قتل ہو کر طوطے جنگلوں میں پلے گئے تھے اس لئے موت کے جنگل میں اب کوئی درندہ موجود نہ تھا۔ ناواشنگو اٹھینان سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد اس نے اپنا رخ بدلا اور موت کے جنگل سے نکل کر عام جنگل میں داخل ہو گیا جو مشرقی قبائل کی سرحد کے قریب تھا۔ چونکہ یہ جنگل آبادی کے قریب تھا اس لئے ہاں پہلے یہاں بھی درندے وغیرہ نہ رہتے تھے۔ تھوڑی دیر

ان سب کی لاشیں لے کر واپس آئے۔ جب تم لاشیں لے کر آؤ گے تو پھر تمہیں مقدس دربار میں شربا پنا دیا جائے گا اور اگر تم ناکام لوٹے تو پھر تمہیں مقدس سزا دی جائے گی۔ جانتے ہو مقدس سزا کیا ہوتی ہے۔“ ناولاشنگو نے تیز لہجے میں کہا۔

”جانتے ہیں ناولاشنگو۔ مقدس سزائیں کھانے کو ایلے ہوئے تیل میں ڈوب دیا جاتا ہے۔“ مقاسو نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یاد رکھنا شربا کبھی کبھی سزا دے کر بے خوش ہوتے ہیں اس لئے سزائیں کسی نرمی کا تصور شک ذہن میں نہ رکھنا یہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا امتحان ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو کر حقیر کھانے بجائے معزز شربا پنا ملے ہو یا مقدس سزا پنا کر ختم ہو جاتے ہو۔“ ناولاشنگو نے کہا۔

”مقدس ناولاشنگو کیا یہ وہی چھ مرد اور دو عورتیں ہیں جنہیں آپ نے پناہ دی ہے۔“ مقاسو نے کہا۔

”ہاں یہ وہی ہیں۔ میں نے انہیں پناہ دی لیکن انہوں نے میرے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور اعلیٰ کی طرف سے جنگ میں داخل ہو کر شربا پنا لے کر واپس آئے۔ اس لئے میں نے انہیں موت کی سزا دی ہے۔“ ناولاشنگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مقدس ناولاشنگو ان میں ایک سفید فام عورت بھی ہے کیا اسے بھی ہلاک کرنا ہے۔“ مقاسو نے پوچھا۔ چونکہ وہ ناولاشنگو کی عظمت سے واقف تھا اس لئے اس نے اسے بے جا چھڑا دیا۔

”باقی سب باہر جائیں۔“ ناولاشنگو نے کوڑا دار لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود تمام افراد تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

”مقاسو آگے کر کھڑے ہو جاؤ۔“ ناولاشنگو نے کہا اور نوجوان بچہ کی سی تیزی سے اٹھا اور ناولاشنگو کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ ”منو مقاسو تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا شربا پنا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اگر تم کس امتحان میں پورے آتے ہو تو مقدس دربار میں تمہیں باقاعدہ شربا پنا دیا جائے گا اور پھر تم شربا پنا کرنے کے ساتھ ساتھ باقی بھی کر سکو گے اور تمہیں گاؤں میں مکان بنانے کی اجازت بھی مل جائے گی اور اگر تم کس امتحان میں پورے نہ آتے ہو تو پھر نہ صرف یہ کہ تم کھانا ہی نہ کھا سکو بلکہ تمہیں مقدس موت کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔“ ناولاشنگو نے کوڑا دار لہجے میں کہا۔

”ہم امتحان میں پورے آتے ہیں گے مقدس ناولاشنگو۔ ہم شربا پنا کرنے اپنی جانوں پر فکیر نہیں کریں گے۔“ مقاسو نے بڑے عزم سے لہجے میں کہا۔ شربا پنا کرنے کی بات سن کر اس کے چہرے پر ایک اوجھل سی چمک ابھر آئی تھی۔ وہ چونکہ انتہائی حقیر نسل کھانے سے متعلق رکھتا ہے جسے یہاں شودروں سے بھی بدتر درجہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے کھانا کا شربا پنا جانا واقعی اس کی زندگی کی معراج ہو سکتا ہے۔

”منو جاؤ راجنگل میں چھ مرد اور دو عورتیں داخل ہوتی ہیں انہوں نے میری اجازت کے بغیر جنگل میں داخل ہو کر شربا پنا لے کر واپس آئے ہیں۔ اب تم اپنے سارے ساتھیوں کو لے کر فوراً جنگل میں داخل ہو جاؤ۔“

”سواگر تم اُسے زندہ لے آئے میں کامیاب ہو گئے تو پھر نہ صرف تم شرپا
 بن سکتے ہو بلکہ میں نہیں پاشتو کی جگہ اپنا تائب بھی بنا سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے
 کہ اس کے باقی ساتھیوں پھر مردوں اور ایک ٹوٹ کی لاشیں ساتھ لائی جائیں
 لیکن اگر اس کی وجہ سے اس کے ساتھیوں کی جگہ میں رکاوٹ پیدا ہوئی
 ہو تو پھر غصے وہ زندہ نہیں بلکہ اس کی لاش چاہیے۔“ پاشتو گھوڑے بکھا۔

”میک ہے مقدس ناوا شنگو آپ بے فکر ہیں سب کچھ آپ کی مرضی
 کے مطابق ہو گا۔“ مقاسو نے جواب دیا اور ناوا شنگو نے اُسے چلنے کا
 اشارہ کیا اور مقاسو سلام کر کے تیزی سے فرار اور بھاگتا ہوا دو اونسے سے
 باہر نکل گیا۔ اب ناوا شنگو کے چہرے پر گہرے اُمیدان کی جھلکیاں موج
 تھیں اُسے مکمل یقین تھا کہ مقاسو اور اس کے ساتھی موت کے ہر کاشے کی
 کراہ انہیں پر لٹ پڑیں گے۔ کیونکہ یہ سارے جنگلوں کے کیرٹھے تھے
 چونکہ شرپا گاول میں ان کو رہنے کی اجازت نہ تھی اس لئے کہا گئی تھی
 جنگلوں میں دن رات پر رہتے تھے اور جنگلی زندگی گزارتے تھے اس لئے
 جنگل کا ایک ایک درخت اور ایک ایک جھاڑی ان کی دیکھی بھالی تھی
 صرف انہیں لکڑی کے جنگل میں سوائے خاصے دول کے جانے کی
 اجازت تھی ورنہ دوسرے جنگلوں میں انہیں جانے کی ممانعت نہ تھی اور
 شاید اسی لئے شرپا کھا کو جنگلی کہا کرتے تھے۔

مقاسو کے جانے کے بعد ناوا شنگو اٹھا اور بڑے لاماکے پاس چلنے کے
 لئے دو اونسے کی طرف بڑھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بڑے لاماکو مطمئن کرنے کے لئے
 ضروری ہے اور وہ اس بڑے لاماکے چہرے پر نہایت مہمکن دریاں جانتا تھا اس
 لئے اُسے یقین تھا کہ وہ اس بڑے لاماکو آسانی سے مطمئن کر لے گا۔

جوزف گھوڑے پر سوار تیزی سے جنگل کے اندر سے گزر رہا تھا اس
 وقت وہ وہاں ایک اٹھائیوٹھک اس کے ساتھی اس سے چھپ کر اس کے
 ارد گرد رہے تھے لیکن جوزف کی تیز تاک ان کی موجودگی کو مسلسل سونگھ
 رہی تھی کیونکہ جنگل کے ماحول کا جوزف پر واقعی حیرت انگیز اثر ہوتا تھا
 اور اس کے حواس خمسہ عام حالات کی نسبت سینکڑوں گھانا ذرا تیز
 بوجھتے تھے۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا لیکن نہیں کہیں
 نہ ٹوک کر گھوڑے سے اترتا اور پھر زمیں پر لیٹ کر زور زور سے
 سونچن شروع کر دیتا۔ پھر اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوتا اور آگے بڑھ جاتا
 اپنی دور آ جانے کے بعد جب اس نے ایک بار پھر زمیں کو سونگھا تو
 نہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس بار وہ گھوڑے پر سوار ہونے کی بجائے
 بڑل ہی واپس طرف کو بڑھ گیا اور پھر ایک بڑی جھاڑی کے پاس
 بار ٹوک گیا اس نے ادھر ادھر کی جھاڑیوں کو غور سے دیکھا دوسرے

لیا۔ واقعی یہ ایک چھوٹا لیکن انتہائی مقبوضہ اڈہ تھا جس میں نہ صرف سب کا وافر سامان موجود تھا بلکہ بعض کمروں میں تو انتہائی جدید انداز کا فرسہ بھی موجود تھا۔ ایسا فرنیچر جس کا تصور بھی اس دور افتادہ علاقے کے لوگ نہ کر سکتے تھے اور یہ سارا فرنیچر وغیرہ روسیائی تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ اڈہ نوا شنگو کو روسیائیوں نے ہی خاص مقصد کے لئے بنا کر دیا ہوگا۔ بہر حال اسے ایک کمرے میں جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نظر آیا۔ وہ فوراً اسے ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہا۔ یہ فکس فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اچانک بھا کر اس کا کین آن کر دیا لیکن ٹرانسمیٹر بجا نہ رہا۔ عمران نے فریڈناتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا کین دوبارہ آف کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کو شاید ناکارہ کر دیا گیا تھا۔

”اڈہ کو خالی پڑا ہوا ہے۔ پھر وہ نوا شنگو کہاں چلا گیا۔“

صدر نے کہا۔ ”ہم اس نوا شنگو کے پیچھے کب تک بھاگتے پھریں گے۔ ہمارا اصل مقصد تو اس اڈے کو تباہ کرنا ہے۔“ کیپٹن مشکیل نے کہا۔ ”ہاں لیکن اڈہ سے کہاں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”کیپٹن مشکیل پورٹ پہنچ کر خاموش ہو گیا۔

”کیا تم آلات ساتھ نہ لا سکتے تھے جس سے ہم آسانی سے اڈہ تلاش کر لیتے۔ خواہ تو قریب کیوں کے پیچھے نہ بھاگتے پھرتے۔“ تنویر جھلاتے ہوئے بولنے میں کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب اس نوا شنگو کو بھی شاید اس کے کاظم نہ ہوگا کیونکہ جہاں تک میں نے یاد کیا ہے ان لوگوں نے

میں نے وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور اس کے منہ سے ایسی کریم آواز نکل کر جنگل میں گونجنی چلی گئی۔ جیسے کوئی بگڑ بگڑا انتہائی خطرے کی صورت میں چیخا ہے۔ یہ اس کا قصاص کوڑ تھا اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد وہ ادھر اُدھر کے درختوں کے پیچھے سے عمران اور اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔

”کیا وہ مل گیا ہے جو ذف۔“ عمران نے تیز بولے میں کہا۔ ”میں باس وہ جو با اس جھاڑی کے نیچے کسی بل میں ٹھسا ہے۔ لیکن باس میری ناک بتا رہی ہے کہ وہ بل میں ٹھسنے کے بعد بہاؤ نکل کر آگے چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں۔ یہاں تک عورتوں کی بو بچھے نہیں آتی لیکن اس کے بعد عورتوں کی تیز بو آگے جاتے محسوس ہو رہی ہے جس میں اس پر ہے کہ اب وہی شامل ہے۔“ جو ذف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے جھاڑیوں کو ہٹا ہٹا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک جھاڑی کو جیسے ہی ہٹانے کی کوشش کی جھاڑی اس طرح تیزی سے ایک طرف ہٹتی گئی۔ جیسے جھاڑی نہ ہو کوئی دروازہ ہو اور اب وہاں پہنچے جاتی ہوئی چنچنہ سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

”جو ذف۔ جو انا۔ جو انا اور مورچی باہر رہیں گی جب کہ صدر کیپٹن مشکیل اور تنویر میرے ساتھ اندر جائیں گے۔“ عمران نے فرط کما اور پھر ہاتھ میں پکڑی وہ مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے سیڑھیاں اُترتا چلا گیا۔ صدر مشکیل اور تنویر بھی اس کے پیچھے چلے آئے اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے اس پورے اڈے کا جائزہ

ہنگو کو صرف اس لئے شامل کیا ہوا ہے تاکہ کہیں کو اس اڈے پر نہ آئے۔ اسی طے ایک اور انسانی پیچہ جنگلی میں گونج اٹھی اور وہ سب سے میں ظلم نہ ہو سکے۔ — باہر نکلتے ہوئے عہدے کیا۔

اس آڈے کو دیکھنے کے بعد میرے فہم میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ تو خود ہی وہی دور پہنچے تھے کہ نیکلنٹ جیسے گہرے بادلوں میں بجلیاں
ہے لیکن اب وہی نور تپتی ہیں ہمارے پاس کہ ہم جنگوں میں غموم پہنچتی ہیں اسی طرح چمک پیدا ہوتی اور اس کے ساتھ ہی قرآن
کر اس آڈے کو تلاش کرتے ہیں جو کہ بظاہر ناکھ ہے جہاں تک اس کے ساتھیوں کے تعلق سے چھٹی نکلنٹیں اور وہ سب بے اختیار زمیں
آلات کا تعلق ہے جس سے آڈے ٹھس کیا جا سکے تو یہ آڈے روسیا کے گرد کر تڑپنے لگے۔ ساتھی کی آواز کے ساتھ ایک خنجر عمران کے
سب سے بڑی اور ضخیم آڈے بناتے وقت سب سے پہلے ایسے ہی آڈے کے اوپر سے نکل گیا۔ عمران نے لمبا غوطہ لگایا اور پھر تیزی سے
کاٹ کر کیا جاتا ہے۔ اگر صرف کاٹ رہا تھا تو یہ آڈے بناتے تو لٹھیاں جیڑ کر آڈے میں چلا گیا۔ اسی لمحے جنگ کا وہ جھڑپ
ترن آلات تک ان کی رہائی نہ ہو سکتی لیکن روسیاہوں کے لئے یہ جھڑپ خیر نہیں اور آوازوں سے گونج اٹھا۔ جیسے ہر دمیں مل
تہاں آلات کی ٹنگ کوئی مشکل بات نہیں ہے اسی لئے میں ناکھ تھا کہ جیسے جیسے عمران ہونٹ پیچھے جھاڑی کے پیچھے اونٹنا
کے ذریعے اس آڈے تک پہنچتا ہوا تھا لیکن اس آڈے کو دیکھنے کے لئے ہوا تھا۔ اس کی ٹنگوں میں اس کے ہاتھوں میں تھی۔ ان بچوں کی
بعد میں سمجھ گیا ہوں کہ ان لوگوں نے یہ آڈے ناکھ کو عیاشی کی آواز کے ساتھ ہی کافی دور تک پیچھے ہوئے درختوں سے آویزوں
سے بنا کر دیا ہوا ہے تاکہ وہ قابو میں رہے کیونکہ پاشو نے پہلے اپنے بچے چلا گئے تھے شروع کر دیں۔ ان کے ہاتھوں میں بھائے تھے
تایا تھا کہ چار سفید فام عورتیں اچانک یہاں پہنچ گئیں تھیں اور پھر وہ درود بھائے بھرتے اور پیچھے ہوئے اس طرف کو بڑھ رہے تھے
جو کہیں۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا اور باقی ساتھیوں کے ساتھ گھاس پر پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے مشین گن
نے سر ہلا دیئے۔

وہ اب اڑنے سے باہر اچھٹکے تھے جوزف وہاں موجود تھا۔
 "جوزف کہاں ہے؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "وہ ابھی ادھر دائیں طرف گیا ہے۔" جوانا نے جواب دیا۔
 سیدی فی اور دوسرے نے جنگلی شڑشاہٹ اور ان آدمیوں کے
 علاقے سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے دو اور مشین گنز
 مختلف جگہوں سے تڑخا اٹھیں اور درختوں سے اترنے والے سائے
 ہزار چندھی ٹھوں میں زمین بوس ہو گئے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور پوچھتا اچانک دائیں طرف کا رخ کر لیا اور وہ سب بڑی طرف اچانک رخ کر گئے۔ عمران تیزی سے جھاڑی کے پیچھے سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑائی تھا کہ نکلوت ایک بھالہ ایک درخت کے تنوں میں

فصوصِ نقشات دیکھتے دیکھتے تھے۔ خنجر دیکھتے ہی وہ بھگ گیا تھا کہ یہ زہر کا دھڑ ہے اس نے اگر جوزف کا تاک اور منہ بند کر دیا جانا تو ہوش میں آنے سے پہلے خونِ تنگ پہنچ جانے والا زہر زیادہ تیزی سے گردش کرنے لگ جاتا۔ اور جوزف ہوش میں آنے سے پہلے ہی ہلاک ہو جاتا۔ اس نے اس نے فوری طور پر ہوش میں لے آنے اور ترہ کو زیادہ رفتار سے خون میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے اس کے دل کی باقی شروع کر دی۔ نتیجہ چند ہی لمحوں میں برآمد ہو گیا۔ جوزف نے کہا ہے ہوتے انھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی ٹھیکیاں بے اختیار رہنے لگیں۔ جوزف یہ خنجر زہر کا دھڑ ہے اور میرے خیال میں اس پر آتش لپٹی کا زہر لگا ہوا ہے اور یہ زہر صرف پیسنے کے واسطے سے ہی نکل سکتا ہے اس نے اٹھ کر خوب دوڑ دیا پھر ڈنڈ نکالو جلدی کرو۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے کہا ہے ہوتے آہستہ آہستہ دوڑنا شروع کر دیا۔ گہرے زخم کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہ دوڑ سکتا تھا لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ وہ یککڑت ہرا کر ایک جھماکے سے زمین پر جا کر اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران کے ہونٹ پہنچ گئے۔ جوزف کی حالت انتہائی خطرناک ہو گئی تھی۔ عمران دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا لیکن وہاں اس کے ساتھیوں میں سے صرف فرانکو موجود تھا۔

”کہاں ہیں سب؟“ — عمران نے چیخ کر پوچھا۔
 ”وہ زخمیوں کو لے کر ادھر دھڑے کی طرف گئے ہیں ان کا خون ہی

سے برآمد ہوا اللہ سیدھا عمران کی طرف آیا۔ عمران ٹرپ کر لیک فرار کو ہٹا اور بجلی کی سی تیزی سے آنے والا بھالہ اس کی پسلیوں سے گزر کر تار ہوا گھاس میں جا گرا۔ اسی لمحے مٹین گن ایک بار پھر ترشٹا تھا درخت سے ایک آدمی چھپتا ہوا اس طرح نیچے آگیا جیسے دیوار سے مڑھ پھپھکی گرتی ہے اور اسی لمحے صدر، کہیں شکیل اور جوانا اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ساتھیوں کو دیکھو میں جوزف کا پیسہ کرتا ہوں“ — عمران نے چیخ کر ان سے کہا اور پھر مٹین گن سنبھالے وہ تیزی سے دوڑتا ہو آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دور آگے جاتے کے بعد اسے جوزف نظر آگیا جو کہ ایک جھاڑی کے قریب پڑا تھا۔ اس کے پہلو سے خون فرار سے کی طرح نکل رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک قبائلی نوجوان پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن پر جوزف کے دونوں ہاتھ نئے ہوئے وہ دونوں ہی ساکت پڑے ہوئے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا جوزف کی طرف بڑھا۔ عمران نے خنجر تیزی سے نکھینچا اور پھر اس نے جھانک سے ایک جھاڑی کے چھوٹے چھوٹے پتے توڑے اور جوزف کے ذمے میں انہیں بھرنے شروع کر دیا۔ ان پتوں کے بھرنے سے تیزی سے نکلتا ہوا خون ٹرک گیا۔ عمران نے جوزف کے ہاتھ اس نوجوان کی گردن سے علیحدہ کئے اور جوزف کو فوٹیش کے بل کر کے اس نے دونوں ہاتھوں سے جوزف کے دل والی جگہ پر مخصوص انداز میں ہاتھ شروع کر دی کیونکہ اس نے جوزف کے جسم پر چھپتی ہوئی نیلا ہیش کے ساتھ ساتھ اس کے جسم سے نکلنے والے خنجر کی نوک پر موجود زہر

زخموں پر پٹیاں باندھ دی تھیں اس لئے خون رک گیا تھا اور وہ تینوں
قریباً نیم بجوشتی کے عالم میں پڑے تھے کیونکہ خون کافی نکل جانے کی
وجہ سے ان کی حالت خاصی کمزور تھی۔ صدر کے بازو پر بھی پٹی باندھی تھی
تھی اور اب کپٹیوں کی شکل اور صدر دونوں جو زف کے زخم ہائی سے
حاف کرنے میں مصروف تھے۔

”اس کا خیال رکھنا جو نا“ — عمران نے اس قبائلی نوجوان کو نرمی
پر بیکھرتے ہوئے بولنا سے کہا اور خود تیزی سے جو زف کی طرف بڑھ گیا۔
”مران صاحب۔ جو زف کی حالت تیزی سے بگڑتی جا رہی ہے۔“
معدنہ نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”ہاں زہرا کو دیکھنا مارا گیا ہے۔ کاش یہاں زہرا مار بولی مل جاتی لیکن
وہ کہیں راستے میں بھی نظر نہیں آئی۔“ — عمران نے جو زف پر دھکتے ہوئے
کہا۔ جو زف کے اب پورے جسم پر نہ صرف نیپلاٹ چھلکتے لگی تھی بلکہ
اس کے منہ کے کناروں سے بھی نیلے رنگ کے چوٹے چھوٹے لہلہے نکلنے
لگ گئے تھے اور یہ سب سے خطرناک علامت تھی۔ عمران کے ہنٹ
مختی سے بچھتے ہوئے تھے۔ جو زف اتنی تیزی سے شوکے منہ میں جا رہا تھا
لیکن عمران کے پاس کوئی ایسا طریقہ نہ تھا جس سے جو زف کو چمکاتا
تھران کے ذہن پر شدید تجدد ہڈی سی طاری ہونے لگی۔ اچانک اسے
اپنے ان بیگوں کا خیال آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”وہ بیگ کہاں ہیں وہ بیگ۔“ — عمران نے جتنے ہوئے کہا اور
پھر خود ہی وہ بے تحاشا اس اڈے والی جگہ کی طرف دوڑ پڑا کیونکہ
وہ بیگ وہیں موجود تھے جب جو زف کی بیچ مٹی کروڑے تھے۔

نہ لڑک رہا تھا۔ کپٹیوں کی شکل نے پتھر ڈھونڈ لیا ہے۔ جو زف کی کیا پٹ
ہے۔“ بولنا نہ ہو چکا۔

”اس کو مارا جانے والا خیر زہرا کو دیکھا جلدی کرو اگر جو زف
اٹھاؤ اور جتنے پرے چلو اور صراحتاً“ — عمران نے تیز لہجے میں کہا
اور جو نا اس کے پیچھے بھاگ پڑا۔ جو زف کے قریب پہنچ کر اس
نے ٹھک کر جو زف کو اٹھایا اور کاٹنے پر لاؤ کر پٹے کی طرف بھاگ
لگا۔ عمران اس نوجوان کی طرف بڑھ گیا کیونکہ صرف اس کے پاس زہر
آلود خیر تھا یا قی خیر اور بھالوں کی ٹوئیں زہرا کو دہ تر تھیں اور عمار
چانتا تھا کیا تو اس سے خیر اور بھالے زہرا کو دہ ہوتے یا پھر اگر ایک
سے تو جنگل کے رواج کے مطابق ایسا خیر صرف سرداری رکھ سکتا ہے
اس نے بھی نوجوان ان خلد آوروں کا سردار ہو سکتا ہے۔ نوجوان جو نا
پڑا ہوا تھا۔ جو زف نے اس کی گردن کو اس قدر زور سے دیا تھا
وہ زیادہ حرکت کرنے سے معذور ہو گیا تھا اور نہ جس طرح اس
گٹھا ہوا اور مضبوط جسم تھا وہ اتنی آسانی سے بے ہوش ہونے والوں
سے نہ تھا۔ عمران نے اس کی نبض دیکھی اور پھر ایک ٹھیکے سے لٹ
اٹھا کر کاٹنے پر لا دیا وہ جلد زہر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا
چاہتا تھا۔ اس نے اس نے اسے یہاں ہوش میں لانے کی بجائے لٹ
اٹھا کر وہی بے جان زیادہ مناسب سمجھا۔

چند لمحوں بعد وہ اس ہتھ سے ٹک پہنچ گیا جو گھٹنے درختوں کے جھنڈ
میں تھا۔ جویا کے بازو۔ ٹھوڑی کی گردن اور تنہ کے سینے میں خیر
کے زخم موجود تھے لیکن کپٹیوں کی شکل اور معدنہ نے اپنی قیمتی چیز

اسے اب اسانی سے ہوش بھی نہ آ سکے گا بہر حال اب اتنا وقت تو مل گیا ہے کہ اس قبائلی سے اس زہر کے متعلق مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

— گران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جس کے جسم میں اب ہلکی ہلکی حرکت قوسوں ہوری تھی اور جہاں جو اس کے سر پر کھڑا تھا اسے دوبارہ بے ہوش کرنے کے لئے شاید اس کی پیٹھ پر پیر کی ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ گران نے ہاتھ اٹھا کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اس نے جب کہ اس فوجی کو گردن سے پچھو کر ایک جھٹکے سے اونچا کیا اور دوسرے لمحے جنگل کا وہ حصہ ایک نوردار تھپڑ کی گونج اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے مختار اٹھا۔ گران کے نوردار تھپڑ سے اس آدمی کا نہ صرف گال پھٹ گیا تھا بلکہ اس کے کئی دانت بھی اٹھ کر فرش سے باہر آ گئے تھے اور وہ آدمی زمین پر چپٹا ہوا گرا اور بڑی جلد پھرنے لگا۔

گران تھپڑ مار کر ہونٹ بیچنے ناموش کھڑا اُسے پھرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے پھر کھنے کے بعد وہ فوجی جیسے ہی سنبلا گران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس آدمی کی کئی پسیمیاں بیک وقت ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے اس قدر خون کا بیج نکل گیا جیسے روں اس کے جسم سے جبراً نکلی جا رہی ہو لیکن دوسرا فوجی نے کئی بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب ضرب بمثل کی طرح پڑتی ہوئی دُعا نے کیجھت جب لگایا اور اس نے کسی وحشی ہینڈ کے کی طرح پھیل کر گران کی ناف پر نوردار ٹکڑا سید کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے

واقعی دونوں بیگ ایک بڑی سی تھانڈی کی اوٹ میں محفوظ تھے۔ گران نے جھپٹ کر دونوں بیگ اٹھائے اور ایک ہار پھر بے تحاشا انداز میں دوڑا تاہوا واپس ہٹنے کی طرف بڑھا۔ اس کے سامنے ہونٹ بیچنے ناموش کھڑے تھے۔

گران نے بیگ جوزف کے قریب جاکر رکھے اور پھر تیزی سے ایک بیگ کھول کر اس نے اس میں سے ایک ڈبہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک لمبی سی شیشی نکالی۔

”اس کے جڑے دباؤ دھونا۔“ گران نے شیشی کا ٹھکنے کو ہوتے ہیچ کر کہا اور جہاں جوزف پر بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں گالوں پر دباؤ ڈالا تو جوزف کے پیچھے ہوئے جڑے کھٹکے گئے۔ گران نے بعدی سے شیشی میں موجود سیال کے دس قطرے جوزف کے حلق میں پٹکا دیئے پھر اس نے جہاں کو بیٹنے کا اشارہ کیا۔ اور جہاں کے ہٹنے ہی اس نے شیشی بند کر کے دوبارہ بیگ میں ڈالی اور پھر دوسرے بیگ میں سے اس نے ایک انگلیش نکالا اور اسے جوزف کے بازو میں لگا دیا۔ جوزف کی تیزی سے بدلتی ہوئی حالت میں واضح غلغلہ آ گیا۔

”میں نے زہر کی تیزی کو وقتی طور پر تو روک دیا ہے لیکن یہ اس کا علاج نہیں ہے۔“ گران نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس کا علاج کیا ہے؟“ معذور نے پوچھا۔

”یہ زہر صرف بیٹنے کے واسطے نکل سکتا ہے لیکن لینڈ ایک ہی صورت میں آ سکتا ہے کہ جوزف اٹھ کر خوب دوڑے لیکن دوڑنا تو ایک طرف

دوا انگلیاں ڈال کر انہیں ایک جگہ سے اونچا کرتے ہوئے انتہائی سرو لیجے میں کہا۔

”تم ہم مقاسو“۔ اس فرمان نے ہزانی انداز میں جیتنے ہوئے کہا۔ عمران کی انگلیوں کے ایک ہی جھکنے نے اس کے دونوں مقبض تھکنے اس طرح چیر دیئے تھے جیسے عمران کی انگلیوں میں تیز بلید ٹمب ہوں اس کے پھرے ہوئے تھنوں میں سے بھی خون بہنے لگا تھا۔

”تمہارے خنجر پر کون سا زہر لگا ہوا تھا“۔ عمران نے انگلی موڑ کر اس کا بک بناتے ہوئے مقاسو کی پیشانی کے درمیان بھرا نے والی رگ پر ہتھ مار دیتے ہوئے کہا۔ اور اس رگ پر گتے والی ضرب نے مقاسو کے پورے جسم کو اس طرح لٹکا دیا جیسے وہ رگٹے کا مریض ہو گیا تھا۔

”کئی بوٹی کا زہر“۔ مقاسو نے انتہائی خوف زدہ لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا توڑا جاؤ“۔ عمران نے ایک بار پھر ہسک کی ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

”اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ کوئی توڑ نہیں ہے۔ یہ موت کا زہر ہے۔ موت کا زہر ہے۔ مجھے مارا ڈالو۔ نہیں مقدس ناوا شنگلو کا واسطہ مجھے مار ڈالو“۔ مقاسو نے بڑی طرح جیتنے ہوئے کہا۔

”چھوٹے بچوں اور زرد کانٹوں والے بچوں والی بوٹی کو تم کئی کہتے ہو“۔ عمران نے سرد لیجے میں کہا۔

”ہاں ہاں وہی اسے زرد موت کہا جاتا ہے۔ مقدس ناوا شنگلو کے علاوہ اس کا زہر کوئی استعمال نہیں کر سکتا۔ مقدس ناوا شنگلو نے مجھے اس زہر کو

کہ اس کا سر عمران کے جسم سے ٹکراتا عمران کا ایک گھٹنا یککھوت موڑ کر اونچا ہوا۔ اور وہ نوجوان ہوا میں قہار بازی کھا کر بڑی طرح جیتتا ہو لیجے لگا ہی تھا کہ عمران نے اچھل کر اس کے دوسرے پہلو پر زور وار لٹ رسید کر دی اس بار دوسری طرف کی پسلاں ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور وہ واقعی اس طرح چھوٹنے لگا کہ سب کو مکمل یقین ہو گیا کہ اب یہ کسی صورت بھی زندہ نہ بچے گا لیکن عمران ہونٹ پیچھے اسی طرح سر دھنوا رہے اُسے ٹھوکر مارتا تھا۔ اس نوجوان کا سیاہ چہرہ بڑی طرح سرخ ہو گیا تھا ہاتھوں ڈھیلوں سے کافی باہر نکلی آئی تھیں۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کے قطرے رستے لگے تھے اور وہ اس طرح زمین پر ہاتھ پیرا اور سر جھک رہا تھا۔ جیسے اس پر مرگی کا شدید ترین دورہ پڑا ہوا ہو۔ چند لمحوں اسی طرح تر پھٹنے کے بعد وہ یککھوت ساکت ہو گیا وہ شدید ترین تکلیف کا وجہ سے دوبارہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

”اسے درخت کے تنے کے ساتھ باندھ دو۔ اب یہ ہوش میں آکر بھلا جلد سب کچھ بتا دے گا۔“ عمران نے سرد لیجے میں کہا۔ اور جوتانے لگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور ایک درخت کے تنے کے ساتھ کھڑا کر کے اس کی پیٹ سے ہی اس کے دونوں بازو درخت کے تنے کے ساتھ جکڑ دیئے عمران نے لگے بڑھ کر ایک زور دار تھپڑ اس کے دوسرے گال پر جڑ دیا اور دوسرے لمحے وہ آدمی جڑ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اس کی کنبھ کبوتر کے خون سے بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھیں اور سرخ ہونے کے ساتھ اس میں وحشت اور خوف کے واضح تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”کیا نام ہے تمہارا“۔ عمران نے اس کے دونوں تھنوں میں

”مقدس درے پر۔ اس نے غلے بٹلایا اور پھر اس نے غلے مکھ دیا“
 ماسو نے بقیانی انداز میں سمجھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے
 ہاتھ جانے اور پھر حکم کی بھری تفصیل بتا دی اور جو وقت اس نے
 بتایا اس سے گمران سمجھ گیا کہ ناواشنکو کبھی خفیہ راستے سے نکل کر واپس
 شریا گاؤں پہنچ چکا ہے۔

”جوانا، وہ گھوڑا کہاں ہے جس پر بیٹھ کر جو خوف آیا تھا۔“
 گمران نے درکار چمچے کھڑے ہوئے جو مانا سے پوچھا۔

”معلوم نہیں تلاش کرنا پڑے گا۔“ جوانا نے جواب دیا۔
 ”جاؤ اسے فوراً تلاش کرو اور اگر یہ زہر واقعی اس کاٹھ کاٹھ دار
 زرد پھولوں والی بوٹی کا ہے تو دنیا میں اس کا ایک ہی تریاق دریافت
 ہو سکا ہے اور وہ ہے گھوڑے کا خون۔ جاؤ اسے تلاش کرو اور پھر
 اسے یہاں لاکر گولی مار دو۔ اس کا خون جوزف کے حلق میں ٹپکے
 بندی کرو۔ یہ زہر دنیا کے خطرناک ترین زہروں میں سے ہے۔“ گمران
 نے تیز مزاج میں جوانا سے غائب ہو کر کہا۔

”اوہ پھر تو ہمیں بھی جانا چاہیئے۔“ تیرہویں شکیل اور فخر نے
 یوں کہا کہ کہا۔ اور گمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ تینوں
 بے اختیار ثقافت سموتوں میں بھاگ پڑے۔

”تم کہا ہو۔“ گمران نے پوچھا۔
 ”ہاں میں تمہا ہوں حیرت کیا۔ اس میں معزز شریا بن جاتا۔“
 ماسو نے جواب دیا۔

”سنو ماسو ہم چاہیں تو تم معزز شریا تو ایک طرف بلوہ راست

استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ کاش یہ کالا زچہ تمہارا چانگ جلد کر
 دیتا تو میں اس زہر سے تم سب کا خاتمہ کر دیتا۔ لازماً خاتمہ کر دیتا۔
 اس طرح میں معزز شریا بن جاتا۔ مگر یہ کالا زچہ تمہارا چانگ آگیا
 اور میں بڑی مشکل سے اس کے پلوں میں خیر مار سکا۔ کاش غلے
 اندازہ ہو جاتا کہ اس قدر خاموشی سے بھی کالا زچہ جلد کر سکتا ہے۔“
 ماسو بڑی طرح چیخنے کے ساتھ ساتھ آخری خوف سب کچھ اس طرح بتاتے
 چلا جا رہا تھا جیسے کوئی ٹیپ آں ہو گیا ہو۔ اس کی ذہنی کیفیت اس پر
 اور ظالم تر شدہ دے کے بعد یقیناً ابنا مل ہو چکی تھی اور نہ بظاہر ماسو انتہائی
 مضبوط جسم اور موٹے دماغ کا آدمی نظر رہا تھا اور اس جیسے آدمی سے
 پوچھ گچھ کرنا خاصا دشوار مسئلہ تھا لیکن گمران نے اس پر انتہائی سرد و غلاظ
 میں بغیر کچھ پوچھے تشدد کر کے اور پھر اس کے دونوں گھٹنے چیر کر اس
 کی پیشانی پر دماغ کو خون بہانے والی بڑی رگ کو اٹھا کر اس کا کچھ
 قطعی موقوف کر کے رکھ دیا تھا۔ اس رگ پر پکڑی سی ضرب بھی ماسو کے
 ذہن میں خوفناک زلزلہ پیدا کر دیتی تھی اور یہ اس زلزلے کا نتیجہ تھا کہ وہ
 سب کچھ آخری بتاتے چلا جا رہا تھا۔

”ناواشنکو نے تمہیں کہاں مکھ دیا تھا۔“ گمران نے اس کی رگ
 کو انگوٹھے سے دبا تے ہوئے کہا اور رگ پر دباؤ پڑتے ہی ماسو کے
 حلق سے اس قدر خوفناک چیخیں نکلتے گئیں کہ جوانا جیسے آدمی کے جسم میں
 بھی سردی کی لہر میں ہی دوڑنے لگیں۔ گمران نے انگوٹھا اٹھا لیا۔
 ”بتاؤ کہاں مکھ دیا تھا اور کب۔“ گمران نے انتہائی سردی لہجے

میں کہا۔

لا سکتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو تو تم ناواشنگو بن سکتے ہو۔“ عمران نے کہا۔
 ”جہاں ایسا ممکن ہے۔ راستے میں موت کا جنگل آتا ہے۔ اور
 موت کا جنگل کوئی پار نہیں کر سکتا حتیٰ کہ ناواشنگو بھی اب پار نہیں کر
 سکتا۔ وہاں اچانک دھماکا ہوتا ہے اور آدمی غائب ہو جاتا ہے۔
 وہاں مقدس دیوتاؤں کا ڈرہ ہے۔“ مقاسو نے بڑی طرح انکار
 میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ موت کا جنگل کہاں سے شروع ہوتا ہے۔“ عمران نے ہرٹ
 کاٹتے ہوئے پوچھا۔
 ”جہاں آکسموں والے درخت ہوتے ہیں۔ یہ درخت دیوتاؤں کی نگہیں
 ہیں جو اس موت کے جنگل کے پہرے دار ہیں۔“ مقاسو نے
 جواب دیا۔

”کٹڑی والا جنگل کتنا بڑا ہے۔“ عمران مسلسل سوال کرتے
 چارہا تھا۔
 ”بہت بڑا ہے۔ چاکو گاؤں سے کس گنا بڑا۔“ مقاسو نے
 جواب دیا۔

”وہ سفید فام جہاں جھاڑیوں سے نکلتے اور غائب ہوتے ہیں اس
 بگڑی کوئی خاص نشانی۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں ہاں ہے نشانی۔ کچھ سب نشانیاں جانتے ہیں وہاں پہلے موتیوں
 والی جھاڑیاں ہیں۔ اس جنگل کے درمیان میں پہلے موتیوں والی مقدس
 جھاڑیاں، جنہیں کانائیں جاتا ہے۔ مقاسو نے جواب دیا اور عمران نے
 اس طرح سر ہلاتے ہوئے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ پہلے موتیوں والی

ناواشنگو بن سکتے ہو۔ تاباں کے بڑے لاماکا میں اوتار ہوں۔ بلو بن
 چاہتے ہو ناواشنگو۔“ عمران نے انتہائی سفید لہجے میں کہا۔
 ”ناواشنگو اور میں حیرت کھا۔ نہیں نہیں پھر تو آسمان ٹوٹے گا۔
 مقاسو نے انتہائی حیرت اور خوف سے بھرے ہونے لہجے میں کہا۔
 ”میں نے بتایا تو ہے میں مقدس لاماکا اوتار ہوں۔ میں چاہوں تو
 جنگل میں پھرنے والے کسی ہرن کو بھی ناواشنگو بنا سکتا ہوں تم تو پھر
 کہا ہو۔“ عمران نے انتہائی سفید لہجے میں کہا اس کے چہرے پر
 ایسے تاثرات ابھرتے تھے جیسے وہ واقعی کوئی مقدس آدمی ہو۔
 ”اوہ کاش میں ناواشنگو بن سکتا مگر نہیں میں نہیں بن سکتا۔ ایک
 حیرت کھا غلام تو بن سکتا ہے ناواشنگو نہیں بن سکتا۔“ مقاسو نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم میرے غلام بن گئے تو پھر تم شرپا کے ناواشنگو خود بخود بن جاؤ
 گے۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ مقدس لاماکا کو اطلاع ملی ہے کہ
 موجودہ ناواشنگو نے شرپا سے غلامی کی ہے اس نے سفید فاموں کو
 والے جنگل میں پناہ دی ہے تاکہ وہ کٹڑی والے مقدس جنگل کو تباہ نہ
 سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ اسی لئے پہلے پہلے ناواشنگو کٹڑی والے جنگل میں سفید
 فاموں سے ملتا رہتا تھا۔ ہاں میں جانتا ہوں وہ سفید فام کٹڑی والے جنگل
 میں رہتے ہیں۔ وہ جھاڑیوں سے نکلتے ہیں اور پھر اچانک جھاڑیوں میں
 غائب ہو جاتے ہیں۔“ مقاسو خود بخود لہجہ پڑا۔
 ”سنو کیا تم کٹڑی والے جنگل میں جا کر کسی سفید فام کو یہاں آؤ؟“

جھاڑی عام طور پر اس جگہ پیدا ہوتی تھی جہاں ساگوں کے درختوں کی کڑواہٹ اور وہ کچھ گیا کہ لکڑی واسے جنگل میں جہاں ساگوں کے درختوں کی کثرت ہے وہاں کی بات متا سو کر رہا ہے۔

اسی لئے جو ان گھوڑے کی باگ پکڑے ان کے قریب پہنچ گیا۔ صہدر اور کچیل کی شکل بھی ساتھ تھے۔ عمران اب اُن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو اُن نے گھوڑے کی باگ چھوڑ کر کا ندھے سے لٹکی ہوئی مٹین گونہاری اور دوسرے لٹھے غارتنگ سے جنگل گونچ اُٹھا۔ گھوڑا اڑپ کر تیچگر اور اس کے پوسے جسم سے خون کے فوارے سے لپکتے لگے جو اُن نے اس ٹرپتے ہوئے گھوڑے کو ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر زمین پر پڑے ہوئے جوزف کے قریب کیا اور پھر اس کے خول سے چلو پھر کر اس نے جوزف کے حلق میں پھکانا شروع کر دیا۔ خدا اور کچیل کی شکل اس کی مدد کر رہے تھے۔

”بس کافی ہے“ — عمران نے کہا اور وہ تینوں ایک طرف ہٹ گئے اب وہ سب خود سے جوزف کو دیکھ رہے تھے۔ گھوڑا اس دوا تشہل پڑ گیا تھا لیکن اس کا خون اس کے جسم کے گرد ابھی نکالاب کی صورت میں پھیلا ہوا تھا۔ مٹا سو بھی حیرت سے اس سانسے تھمتے دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ اس کی اپنی حالت جوزف سے بھی زیادہ خستہ نظر آ رہی تھی لیکن اس کے باوجود وہ آنکھیں پھاڑے جوزف کو دیکھ رہا تھا۔ جوزف کے چہرے اور جسم پر چھائی ہوئی نیلا برٹ گھوڑے کے خول کے بعد تیزی سے غائب ہوئی شروع ہو گئی۔ جیسے جیسے نیلا برٹ ہٹا ہوا جاسی تھی ویسے ویسے عمران کے شے ہوئے چہرے پر اطمینان کا

ظہار بھیجتے جا رہے تھے۔ تنور، بولیا اور مورتی بھی اب مکمل طور پر پوش میں آچکے تھے اور وہ اُن کے لمبے ہوئے یہ سب کچھ دیکھ اور مٹی لپے تھے۔ جوزف کی ہتھانک فطرت کا حالت دیکھ کر اُن کے ہونٹ بھی جھنجھے ہوئے تھے خاص طور پر تنویر کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار نمایاں تھے حالانکہ عمران کی وجہ سے اس کی جوزف سے کبھی نہ بڑی تھی لیکن اس وقت تنویر کے چہرے کی حالت ایسی تھی جیسے جوزف کی بجائے اس کا سگا بھائی موت کے منہ میں جا رہا ہو اور پھر جیسے ہی جوزف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں ان سب کے چہرے پر غمزدگی لعل اُٹھنے۔

”اوہ اوہ اب تجھے یقین آ گیا ہے کہ تم تباہات کے بڑے لاما کے دہار ہو۔ کٹائی نہر کا توڑ سواتے دیوتاؤں کے اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اب میں تمہارا غلام ہوں چاہے میں شریا ہی سکوں یا نہیں۔“

جان میں تباہات کے بڑے لاما کے اوتار سے منہ نہیں توڑ سکتا۔“

مٹا سونے یکلخت بیچ بیچ کر اپنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے اور غموں سے ایسے تاثرات اُبھرتے تھے کہ عمران سمجھ گیا کہ مٹا سونے کا دل دماغ میں یہ بات راسخ ہو گئی ہے کہ وہ تباہات کے بڑے لاما، نہایت سے ہیں اس نے انہیں کٹائی نہر کا توڑ معلوم ہے۔ عمران چہانہ اگر تباہات کا بڑا لاما بلوری دنیا میں پھیلے ہوئے بدھوں کا سب سے ایشواسے اور اُسے یہ لوگ بدھ کا اوتار سمجھتے ہیں۔ اس نے اس بدھ گرہانی کا تو تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔

”ٹھیک ہے مٹا سونے کو کھول دو۔ اب یہ ہمارا دھار رہے گا اور

چند لمبے سوچنے کے بعد کہا۔

”مقدس اوتار ایسا راستہ صرف ناواشنگو کو معلوم ہے۔ میں نے خود اس سے سنا تھا کہ وہ جب جاوے اس راستے سے گزر کر سفید فام عورتیں حاصل کر سکتا ہے۔ وہ ناواشنگو ہے جنگل کا مقدس حق فقط۔ اور جنگل خود بخود اُسے راستہ دے دیتا ہے۔“ مقاسو نے مڑھکا کرتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا سنو اب تم اسی حالت میں ناواشنگو کے پاس جاؤ اور اُسے یہ کہہ کر یہاں لاؤ کہ تمہارے ساتھیوں اور تمہارے درمیان فوٹاک جنگ ہوئی ہے اور ہم سب مارے گئے ہیں لیکن تم اکیلے ہو اس نے ہماری لاشیں وہاں تک نہیں لے جاسکتے اور اُسے کسی طرح یہاں تک لے آؤ۔ بولو لاسکتے ہو اُسے۔ یہ تمہارا پہلا امکان ہے۔“

— گمران نے کہا۔

”ناواشنگو بہت بڑا دماغ رکھتا ہے مقدس اوتار وہ اس طرح انسانی سے بڑھ کھائی بات نہ مانے گا۔ ہاں اگر تم اس سفید فام عورت دوسرے ساتھ بھیج دو۔ میں اسے ایک پہاڑی غار میں بٹھا دوں گا۔ ناواشنگو وہاں تک لازماً آجائے گا۔ اس کے بعد میں اُسے اٹھا کر بھی لے لاسکتا ہوں۔ ہاں مجھے اس سفید فام عورت کے پاس کو کوئی بڑا اٹھ لے جانا پڑے گا۔ ناواشنگو سفید عورت کی بو دھند سے سونگہ ہے۔“ مقاسو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جو انا اور کچھ بچے تشکیل تم دونوں جو لیا اور مقاسو کے ساتھ آگے۔ اور لیا تم اسے اپنی جیکٹ اٹار کر دے دیتا تھا کہ

اگر اس نے ہم سے خداری کرنے کی کوشش کی تو پھر تباہی کے بڑے لاما کا ہتر اس پر ٹوٹ پڑے گا۔“ گمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”نہیں نہیں میں یہ جرات کیسے کر سکتا ہوں اگر مجھے پہلے معلوم ہو جائے تو میں یا میرے ساتھی کسی قسم پر حملہ نہ کرتے۔ مجھے یقین ہے کہ کم پڑے لاما کے اوتار ہرنے کی وجہ سے میرا قصور معاف کر دو گے۔“
مقاسو نے کہا۔ اور پھر میں نے ہی مقاسو کے بازو آڑا دھوئے وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور گمران کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔
”مجھے معاف کر دو۔ مقدس لاما کے اوتار مجھے معاف کر دو۔“
مقاسو نے چیخ مچا کر کہنا شروع کر دیا۔

”ٹھیک ہے اچھ کر کھڑے ہو جاؤ نہیں معاف کر دیا گیا ہے۔“
گمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بدھوں کا وہ مخصوص خشوک بھی دیکھنے کی مقدس زبان میں پڑھ دیا جو ایسے موقعوں پر لایا پڑھتے ہیں اور وہ ایک جھپٹے سے کھڑا ہوا اور پھر کونج کے بل جھک گیا۔ اس کے پا پچھتے چہرے پر اب مرگ کا اُبتار سا بیٹھ لگ گیا تھا۔

”میں ہمیشہ تمہارا غلام رہوں گا۔ میں مقدس بدھ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مقاسو ہمیشہ تمہارا غلام رہے گا۔ تم میرے سبھی خداری نہ کرے گا۔“
مقاسو نے کہا اور گمران مٹکا دیا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے یہ ایک اہم کامیابی تھی۔ مقاسو کی مدد سے وہ انتہائی آسانی سے اُوٹے تھکے پہنچ سکتے تھے۔

”کوئی ایسا راستہ بناؤ مقاسو جس راستے سے ہم موت۔ جنگل سے گزرے بغیر مقدس جنگل تک پہنچ سکیں۔“ گمران۔

اگے بچدے میں گرنے تک کا منتظر دیکھ کر ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پرتو اس سٹیشن کے ذریعے وہ صرف نظر دیکھ سکتے تھے۔ بات چیت نہ سن سکتے تھے اس لئے اس سے انہوں نے یہی اندازہ لگایا کہ عمران نے اس کہا نوجوان کو کبھی طرح اپنا مطیع بنا لیا ہے۔ اس کے بعد کہا

”اس سفید فام عورت اور عمران کے دو ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس طرف کوچ کیا چادر سرشار گاؤں چاکو تھا اور عمران اپنے ساتھیوں کی پینڈیٹا میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس وقت کرشن بول پڑا تھا کہ عمران ناواشنکو کے لیے کاروگ نہیں ہے۔

”تم درست کہہ رہے ہو کرشن یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں ان کے لئے ہمیں کچھ اور ہی پلاننگ کرنی ہوگی۔“ راسکوف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”باس اگر کسی طرح یہ ہمارے رینج ایریا میں آجائیں تو پھر ہم ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں ورنہ تو کوئی ٹیم بھیجی گئی تو ہمیں رینج ایریا بند کرنا ہوگا اور یہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“ تاروف نے کہا۔

”مسٹر تو یہی ہے کہ جس جگہ یہ موجود ہیں وہ ایریا بلندی پر ہے اس لئے ہم صرف ٹیلی وڈ سے انہیں دیکھ تو سکتے ہیں لیکن ان کے خلاف ایترتی نہیں لے سکتے۔“ راسکوف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”باس میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ کیوں نہ ہم مارٹین کوکل کر کے ان کی طرف بھجوا دیں۔ اس انداز میں جیسے وہ اپنا تک ان کے سامنے آگئی ہو۔ لازماً یہ اُسے پھنسیں گے اور اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مارٹین بڑے ذہین لڑکے ہیں۔ وہ انہیں چکر دے کر رینج ایریا پر مطلب ہے موت کے جنگل میں ٹھیک اس سپاٹ تک لے آئے گی کہ ایک ٹین دیتے ہی یہ سب دھواں بھج کر غائب ہو جائیں گے۔“ کرشن نے کہا۔

”ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مارٹین کو اسے ون زیر و ساتھ دے دیں۔ اس طرح اسے ون زیر و کی وجہ سے اس پر رینج کا اثر نہ ہوگا اور وہ بچ جائے گی۔“ راسکوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن باس اگر ان کے ہاتھ اسے ون زیر و چڑھ گیا تو پھر رینج ایریا ان کے لئے فزی ہو جائے گا۔“ تاروف نے کہا۔

”نہیں مارٹینا بڑے حد پر شیار لڑکی ہے۔ میں اُسے بریف کر دوں گا۔ بلاؤ اُسے جلدی۔“ راسکوف نے تیز باج میں کہا۔ اور تاروف اٹھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک نوجوان اور خلی صورت دیہاتی لڑکی کو ساتھ لے کر آگیا۔

”میں نے اسے اسے ون زیر و بھی دئے دیاسے اور اسے بریف بھی کر دیا ہے باقی آپ سمجھا دیں۔“ تاروف نے کہا اور راسکوف نے اُسے مزید صورت حال بتادی۔

”اوہ باس آپ قطعاً بڑے محکمہ ہیں میں انہیں بہت آسانی سے ہینٹل کر لوں گی۔ میں انہیں پوائنٹ ون پر لے آؤں گی۔ آپ پوائنٹ ون فارٹر کریں گے تو یہ لوگ واقعی دھواں بھج کر رہ جائیں گے۔“ مارٹینا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اب مارٹینا لازماً انہیں سرخ ایریا میں لے آئے ہیں کہ میا ب ہو جائے گی۔“ مارٹینا کے باہر جاتے ہی راسکوف نے کہا اور کرشن نے بھی سر ہلادیا۔

”ہمیں چیکنگ کے لئے میں کمرٹول پر جانا ہو گا تم بھی ساتھ کو تم چونکہ ان لوگوں کی نفسیات جانتے ہو اس لئے تم ہر وقت مشورے دے سکتے ہو۔“ راسکوف نے کہا اور اڑکھڑا ہوا کرشن بھی مسکراتا ہوا اٹھا۔ راسکوف نے مشین آف کی اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

”دیکھو یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکورٹ ایجنٹ ہیں اس لئے تمہیں بے حد ہوشیار رہنا ہو گا۔ خاص طور پر اسے دل زہر تو کسی صورت بھی ان کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیئے۔“ راسکوف نے کہا۔

”باس۔ اسے دل زہر کی طرف سے قطعی بے فکر رہیں۔ میں اس کی اہمیت جانتی ہوں اس لئے اسے ایسی ہنگاموں کی کہ وہ اسے کسی طرح بھی حاصل نہ کر سکیں گے۔“ مارٹینا نے جواب دیا۔

”اوکے تم روانہ ہو جاؤ۔ اسے دل زہر کی وجہ سے تمہیں رنج ایریا میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسے ہاں ناروف اسے ایسے دل زہر بھی دیے دو تاکہ ہم اس کی اور ان لوگوں کی بات چیت بھی سن سکیں۔“ راسکوف نے چونک کر کہا۔

”باس آپ تجھے ماہیں پھر وہ دے دیں۔ وہ میں کافول میں پہن لوں گی اس طرح انہیں شک نہ ہو گا۔“ مارٹینا نے کہا۔

”نہیں وہ عمران ان ٹاپس کو دیکھتے ہی پہچان لے گا۔ وہ اس معاملے میں بے حد باخبر آدمی ہے۔ ایسے دل زہر ٹھیک رہے گا۔ وہ تمہارے لباس کے اندر چھپ سکتا ہے۔“ کرشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ مارٹینا نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ناروف ایسے دل زہر دے کہ سپیشل گیٹ کھلوا کہ مارٹینا کو باہر بھجوا دو۔“ راسکوف نے کہا اور ناروف اچھڑ کر مارٹینا کو چٹنے کا اشارہ کر کے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ مارٹینا بھی مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چلی پڑی۔

”میں دو باتوں کے لئے ناواشنگو کو اہمیت دے رہا ہوں۔ ایک تو یہ کہ ناواشنگو کے لئے انہوں نے لازماً موت کے جنگل میں کوئی خاص راستہ رکھا ہوگا کیونکہ ناواشنگو پر یہ اس قدر اختیار نہ کریں تو پھر ان کا اڈہ خفیہ نہیں رہ سکتا جہاں تک اس ناواشنگو کو میں سمجھا ہوں۔ یہ پڑھا لکھا تعلیم یافتہ فوجی ہے۔ اس کی کمزوری صرف سفید فام عورتیں ہیں کیونکہ یہ گریٹ لینڈ میں پلا ہے اس لئے اس کے فہمی میں ان کا نقشہ راسخ ہے۔ میں وہ راستہ چاہتا تھا جہاں ہوں ورنہ اگر ہم ویسے ہی اس جنگل میں گھس گئے تو جیسا کہ کسی درخت اور کسی جھاڑی میں سے ہم پر کوئی خوفناک سانسی حربہ پھیل ہو سکتا ہے جس سے بچنا نکلنا ناممکن ہے۔ کیونکہ کئے جنگل میں بچاؤ ناممکن ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے کیسے کیسے اگرت جنگل میں فوج کر رکھے ہیں۔“ گمران نے کہا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے اس طرح اندھاوند جنگل میں داخل ہونا واقعی خودکشی کے مترادف ہے۔ لیکن اگر ناواشنگو بھی ایسا راستہ نہ چاہتا ہو تو واقعی ان لوگوں نے اس کے لئے کوئی ایسا راستہ نہ بنایا ہو تو پھر۔۔۔“ صند نے کہا۔

”پھر یہی ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ یہیں بٹھرمیں اکیلا یا کہ صورت حال کو چیک کر دیں گا۔“ گمران نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ممکن ہے گمران صاحب۔“ صند نے ٹھکراتے ہوئے کہا۔

”یاد رکھیں کیوں نہیں ہے۔ تم سب سیکورٹ سرویس کے فبر ہو۔“

تہاری تو واقعی ملکی لیول پر اہمیت ہے۔ میں تو جہاں کہے کا سپاہی۔“

اس بار ہماری لائق آف ایکشن بڑی طرف ابلج گئی ہے گمران صاحب۔
— صند نے گمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت پیشے والے جھنڈے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہاں صند تم درست کہہ رہے ہو۔ میری خود سمجھ میں نہیں اگر ہاں کہ ہم اس دلدل سے کیسے نکلیں۔ میرا آئیڈیا تھا کہ ہم ناواشنگو کو حکم دے کہ اس سے اڈے کے متعلق معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر اس جنگل میں داخل ہو کر اس اڈے پر ریڈ کر دیں گے لیکن یہاں پہنچتے ہی حالات کچھ اس قدر تیزی سے اور خلاف توقع طور پر بدلے ہیں کہ واقعی کوئی صحیح فائن آف ایکشن کھ میں نہیں آ رہی۔“ گمران نے بھی بوجھ لائے میں کہا۔

”گمران صاحب دراصل اس بار آپ نے ناواشنگو کو بھاد بنایا ہے حالانکہ میرا خیال ہے کہ ناواشنگو کو ان لوگوں نے اس قدر اہمیت نہ دی کہ گئی کہ وہ اڈے تک پہنچ رہی رہنائی کر سکے۔“ صند نے کہا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفد بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
 ”میرا تو خیال ہے کہ ہم اگر سبلی کا پٹر کے ذریعے براہ راست اس جنگلی
 والے جنگل میں اتر جاتے تو زیادہ آسانی رہتی۔“ تمیز نے پہلی بار اس
 گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات سو فیصد درست ہے۔ واقعی بے پناہ آسانی رہتی۔
 لیکن ہمیں نہیں ان اڈے والوں کو۔ وہ ایک میزائل سے سبلی کا پٹر اڑا
 دیتے۔ اور ہم بڑے اطمینان سے منکر نیکر کو حساب کتاب دیتے ہیں صرف
 ہو جائے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفد ہنس پڑا جب
 کہ تمیز نے ہونٹ پیچھنے لگے اس کا چہرہ ہنسا رہا تھا کہ واقعی اسے اپنی بات
 کے مضحکہ خیز ہونے کا احساس ہو گیا ہے۔

”اگر میں کوئی تجویز بتاؤں تو کیا تم عمل کرو گے۔“ اچانک زمین پر
 لیٹی ہوئی مورچی نے کہا۔

”بالکل عمل کریں گے۔ جنگل ہو۔ اور تم جیسی سینہ تجویز جتنی کہے تو
 کس کا فرق کا دل عمل کرنے کو نہ چاہے گا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے
 لہجے میں کہا تو مورچی کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”تم مردوں میں رہی مہیبت ہے کہ تم نور توں کو صرف ایک ہی نقطہ نظر
 سے دیکھتے ہو۔“ مورچی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہماری مجبوری ہے کہ نور توں کو دیکھتے ہی ہنگامہ خود بخود نقطہ بن کر ایک
 جگہ جمٹ جاتی ہے۔ بہر حال تم تجویز تو بتاؤ شاید نقطہ قریش میں بدل جائے۔“
 عمران نے کہا اور اس بار مورچی کے ساتھ ساتھ صفد بھی ہنس پڑا۔
 ”میری تجویز یہ ہے کہ ہم کل جنگل کو آگ لگا دیں۔ جنگل کی آگ ایک بار

پہل جائے تو کسی سے نہیں سنسکتی۔ اس طرح انہوں نے جو بھی شیشی
 بٹ کھڑکی ہوگی ساری ناکارہ ہو جائے گی۔“ مورچی نے کہا۔

”بہت خوب واقعی تمہاری تجویز ایسی ہے کہ نگاہ نقطہ کی بجائے قریش
 بلکہ قتل لائن بن سکتی ہے۔ غرض مورچی یہ جنگل خطہ استوا پر واقع نہیں ہیں
 لہذا ان کو آگ لگ سکے۔ اس مرحلوں آب و ہوا کے جنگلوں کو خود بخود
 آگ نہیں لگا کرتی۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ پورے جنگل پر پہلے
 ٹوں کے حساب سے پٹرول سپرے کیا جائے اور ان پر مسلسل سپرے کیا جائے
 تو شاید کوئی کامیابی ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”مگر جنگل کو تو آگ لگ جاتی ہے کس کو کیوں نہیں لگے گی۔“
 نورچی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہنس مورچی عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں آگ صرف ان
 جنگلوں کو لگتی ہے جہاں کا موسم خشک ہو تا ہے لیکن یہاں ماحول میں
 بے پناہ رطوبت موجود ہے اس لئے یہاں آگ آگے پھیل ہی نہیں
 سکتی۔“ صفد نے مورچی کو سمجھاتے ہوئے کہا اور مورچی سر ہلا کر
 ہونٹ ہو گئی۔

اُسی لمحے دُور سے کھٹکھا سا ہوا اور عمران اور صفد دونوں چونک
 اُٹے۔

”میرا خیال ہے جو آنا وغیرہ آئے ہیں۔“ صفد نے کہا اور عمران
 سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں بھی اُٹھ کر ٹھنڈے باہر آ گئے۔ اور
 انہیں ایک درخت کے نیچے سے جولا، جو آنا اور کیٹی شکل
 تھے دکھائی دیے۔ عفا سمر جھکاتے ان کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا جو آنا

نہا پر پڑے ہوئے ناوا خشکو پہ جھک گیا۔

”معا سو تم میرے ساتھ آؤ۔“ عمران نے معاسو سے کہا اور اُسے لے کر عمران جھنڈ سے باہر آ گیا۔

”معا سو تجھے بتاؤ کہ موت کا جنگل یہاں سے کس سمت سے شروع ہوتا ہے اور کتنے فاصلے پر ہے اور تم کبھی اس جنگل میں سے گزرنے ہو۔“ عمران نے معاسو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ اس طرف ہے اور اگر گھوٹا دوڑا لیا جائے مقدس اوتار تو گھوٹا اتنی دیر بعد موت کے جنگل میں داخل ہو جائے گا جتنی دیر اہطل سے یہاں تک اُسے پہنچنے میں لگتی ہے۔“ معاسو نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جھک ہے میں کچھ گیا اب تم بتاؤ کہ اس جنگل میں کبھی گئے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”مقدس اوتار پہلے تو ہم کہا سارے جنگل میں گھومتے رہتے تھے سوائے لکڑی کے مقدس جنگل کے جہاں صرف ناوا خشکو خاص طور پر نہیں لے جاتا ہے لیکن پھر میں ناوا خشکو نے بتایا کہ ہم اب موت کے جنگل میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ باقی جنگل میں آ جا سکتے ہیں کیونکہ وہاں دیوتاؤں نے اپنا گھر بنا لیا ہے اور واقعی ناوا خشکو کی بات سچ تھی کیونکہ یہاں تک ایک روز اہطل سے موت کے جنگل میں داخل ہو گیا میں اُسے روکنے کے لئے آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ

فلوٹ ایک درخت میں سے آگ کا شعلہ نکلا اور میرا بھائی جینا ہوا بچہ بڑا۔ اس کے پورے جسم میں خوفناک آگ بھڑک اٹھی اور میں

کے کندھے پر بے ہوش ناوا خشکو لدا ہوا تھا۔ غمزدی دیر بعد وہ اس جھنڈ میں پہنچ گئے اور جو انا نے ناوا خشکو کو گھاس پر پٹن دیا۔

”کوئی مسدود نہیں ہوا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں ماسٹر یہ معاسو کے ساتھ بھاگتا ہوا اُس غارتگ آیا اور میں نے اسے چھاپ لیا۔ نتیجے میں یہ یہاں موجود ہے۔“ جو انا نے شکر اے ہوئے کہا۔

”مقدس اوتار جب میں نے جا کر اس سفید غوربت جس کا نام ہوا کہتے ہو کا کپڑا اُسے دکھایا اور یہ بتایا کہ تم سب جنگل میں ہونے والے لڑائی میں ہلاک ہو چکے ہو اور تمہارے ساتھ لڑتے ہوئے میری بھانجری ہوئی ہے لیکن میں سفید غوربت کو پھر بھی زندہ اٹھا لیا ہوں تو یہ خوف سے پاگل ہو گیا اور اس نے اس کپڑے کو بار بار بار سونگھا اور پھر دنا پچنے لگا۔ اس کے بعد وہ اُس طرح اڑتا ہوا میرے ساتھ آیا جیسے اس کو پتہ لگ گئے ہوں۔“ معاسو نے بڑے سادہ سے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ ٹھیک ہے۔ جو انا ایسا کر کہ اسے درخت سے اس طرح جکڑ دو کہ یہ حرکت نہ کر سکے۔“ عمران نے کہا۔

”اس کے لئے مجھے اُسے سے رتی لے آنا پڑے گی یہ بھاری جہ کا آدمی ہے بیلٹ سے نہ بیکڑا جائے گا۔“ جو انا نے کہا۔

”جاؤ لے آؤ اور سوتو وہاں سے ایک رپو اور بھی لیتے آنا۔“ دیوتا وہاں موجود ہیں۔“ عمران نے کہا اور جو انا سر ملاتا ہوا اٹھ گیا۔

”صنذر اس کی مکمل تلاشی لو۔“ عمران نے صنذر سے کہا اور صنذر

دیکھتا ہی رہ گیا وہ پہلے جیل کو کونہ ہو گیا اور دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ہم میں سے کسی کی جبرأت نہ ہوئی کہ ہم دیوتاؤں والے جنگل میں قدم رکھ سکیں۔ — معاسو نے کہا۔

”کیا ناواشنگو اس موت کے جنگل میں کبھی گیا ہے؟“ گمران نے بڑے سفیدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں مقدس اوتار، ناواشنگو صرف اس اڈے میں رہتا ہے۔ اس سے آگے نہیں جاتا جب ککڑی کاٹنے کا وقت ہوتا ہے تب دیوتا اسے اجازت دیتے ہیں اور یہ ہم کھیا کو وہاں لے کر جاتا ہے ہم ککڑیاں کھاتے ہیں اور پھر ان ککڑیوں کو گھوڑوں پر لا کر ذبح کر کے پکڑ لیا کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں بدراپا ان جاتا ہے ککڑیوں کا۔ جیسے شریا گاڑیوں میں لا کر ناواشنگو کے ساتھ پہاڑوں کے پار تباہ پہنچے جاتے ہیں اور وہ وہاں آتے ہیں تو ان کی گاڑیاں غالی ہوتی ہیں اور پھر شرپا پور سے سات دیوتا اور راکوں کا جشن مناتے ہیں اور ہم کھیا اس دوران پہاڑوں میں چڑھ رہتے ہیں کیونکہ جشن کے دوران اگر کوئی کھیا شرپا کو نظر کھائے تو کھیا کو مقدس سزا دی جاتی ہے۔ اُسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ معاسو نے تفصیل دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بستیال کہاں ہیں؟“ گمران نے پوچھا۔

”مقدس اوتار ہماری بستیال یہاں سے بہت دور کالے جنگل کے کنارے پر ہیں لیکن وہاں صرف کھیا عورتیں اور کھیا بچے رہتے ہیں کھیا مرد وہاں شریا کی مزدوری کرتے ہیں اور اس مزدوری کے بدلے میں انہیں کھانے پینے کا کچھ سامان مل جاتا ہے ورنہ ہم جنگل کے چتے اور

پہل کھاتے ہیں اور یہی ہماری خوراک ہے۔“ معاسو نے تفصیل دیتے ہوئے کہا۔

”خیک ہے آؤ۔“ گمران نے کہا اور وہ اُسے کر واپس اس جڈ میں آگیا جہاں جوانا نے پیلوں کی بنی ہوئی مضبوط رسی سے ناواشنگو کو ایک درخت کے تنے سے اچھی طرح جکڑ دیا تھا۔

”یہ دیوتا۔“ اس میں گویاں بھی بھردی ہیں میں نے۔“ جوانا نے ایک بھاری دیوتا اور گمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔“ گمران نے کہا اور جوانا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ناواشنگو کے چہرے پر پتھر ٹوں کی بارش کر دی لیکن ہر بے باقہ اس نے ہلکا ہی رکھا تاکہ کم از کم ناواشنگو بولنے کے قابل نہ جائے ورنہ اس کے جڑے ٹوٹ جاتے تو وہ بولنے کے بھی قابل نہ رہتا۔ چند ہی ٹوں بعد ناواشنگو نے کڑواہٹ ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہانا پیچھے بیٹھ گیا۔ ناواشنگو نے ہوش میں آتے ہی اپنے آپ کو چیرنے کا شعوری کوشش کی لیکن اس طرف سے دیوتا ہونے کے بعد وہ مرادھر دیکھنے لگا اور پھر اس کی نظریں گھومتی ہوئیں معاسو پر غمگین ماکہ آنکھوں میں ٹپکتے ٹپکتے کے چہرے جل اُٹھے۔

”تم تم کچھ کھیا تم نے اپنی فطرت کے مطابق دھوکہ دیا ہے۔“ ماکہ نے کم پر اٹھنا دیکھا لیکن آخر تم کھیا ہی ثابت ہوئے۔“ ناواشنگو بڑے زہریلے انداز میں کہا۔

”تک تباہی کے بڑے لاما کے مقدس اوتار کی غلامی اختیار کر چکا ہوں۔ اگلے جو اس کا حکم تھا میں نے پورا کرنا تھا۔“ معاسو نے بڑے

”معاذ“ — عمران نے ٹیکٹ مڑا کر معاذ سے کہا۔

”حکم کرو مقدس اوتار“ — معاذ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔
 ”اس ناواشنگو کے پر سے جرتے آمار اور پہلے خود پہنوں کیونکہ
 ہمارے پیروں میں جوتا نہیں ہے اور پھر اس جرتے کو اس ناواشنگو
 کے پر پر اس وقت تک مارنے رہو جب تک میں تمہیں دردوں
 پر آگے بڑھو اور حکم کی تعمیل کرو“ — عمران نے اہمائی کرخت لہجے
 میں کہا۔

”تم تم مگر یہ تو ناواشنگو ہے“ — معاذ نے بڑی طرح ہلکلاتے
 ہوئے آواز میں کہا۔

”ہم نے اسے ناواشنگو کے منصب سے ہٹا دیا ہے۔ اسے ناوا
 نگو نہیں ہے جلدی کرو حکم کی تعمیل میں دیر کی تمہیں بھی سزا دی جاسکتی
 ہے“ — عمران نے کڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور معاذ تیزی سے آگے
 بھاڑا اور اس نے بندھے ہوئے ناواشنگو کے پر سے جرتے آمار نا شروع
 دیتے۔

”معاذ جانتے ہو تم کیا کر رہے ہو۔ تم پر مقدس بدھ کا ہر ٹوٹ پٹے
 ناواشنگو نے چیخ کر کہا۔

”ہماری موجودگی میں ہر نہیں ٹوٹ سکتا چلو جلدی کرو“ — عمران
 تیز لہجے میں کہا اور معاذ نے جھٹے تو آمار فیسے لیکن وہ اسے آمار کر
 س طرف ہٹ کر گھڑا ہو گیا۔

”مقدس اوتار میں مجبور ہوں نہیں ناواشنگو کے جوتے پہن سکتا ہوں اور
 اسے مار سکتا ہوں میں مجبور ہوں“ — معاذ نے اعتراضاً روہیتے والے

سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

بڑے لاکھ مقدس اوتار کو تہہ و دو کو فریب۔ مقدس لاکھ کی جنیوں
 کو اپنا اوتار نہیں بنا کر تا“ — ناواشنگو نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”یہ مقدس اوتار میں ناواشنگو۔ انہیں کٹائی زہر کا توڑ معلوم ہے
 اور انہوں نے میرے سامنے یہ توڑ کیا ہے“ — معاذ نے لے لے لے لے
 دلاتے ہوئے کہا۔

”کٹائی زہر کا توڑ نا کٹیں۔ کٹائی زہر کا کٹائی توڑ نہیں ہے۔ تم جیونا
 بول رہے ہو“ — ناواشنگو نے چیخ کر کہا۔

”میں تمہیں ضرور بول ناواشنگو لیکن میں جیوت نہیں بول سکتا“ — معا
 ذ نے جواب دیا۔

”تم نے بات جیت کر لی معاذ سے یا کچھ اور بھی کرتی ہے“ —

عمران نے سر دھجے میں کہا۔
 ”تم“ کاش میں تمہیں دیکھنے ہی گولیوں سے اڑا دیتا۔ تم نے یہ
 معاذ کو بھی درغلا دیا ہے۔ اور یہ سید حساد دھاکھا تمہاری وجہ ہے

پھر ناواشنگو سے بھی دھوکا کر گیا ہے۔ اور اب اسے ہر صورت
 مقدس سزا دی جائے گی“ — ناواشنگو نے تیز لہجے میں کہا۔

”فی الحال تو میں نے تمہارے لئے مقدس سزا تجویز کی ہے“ —
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے لئے۔ میں تو ناواشنگو ہوں جبکہ کوئی سزا دے سکتا ہے
 ناواشنگو نے اس طرح جرات ہوتے ہوئے کہا۔ یہی معاذ نے عمران کے کڑے
 اہمائی بات کر دی ہو۔

پوری قوت سے ناولاشنگو کے سر پہ جوتا مارا اور اس کے بعد تو اس کا ہاتھ
اس قدر تیزی سے چلنے لگا کہ ناولاشنگو کا جسم رسیوں میں بندھے بندھے
بڑی طرح ٹپٹپٹنے لگا اور اس کے حلق سے نیچیں نکلے گئیں۔

”بس اب ٹرک جاؤ۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔“ عمران
نے کہا اور معاسو بھی ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک وقت حیرت
اور شہرت کے بلے نکلے تاثرات تھے۔ وہ اس طرح اپنے آپ کو دیکھ رہا
تھا جیسے اچانک اس کا عقلمند ہو گیا ہو۔ اسے شاید اپنے آپ پر یقین نہ
آ رہا تھا کہ ایک کبھی بھی ناولاشنگو کے سر پہ جوتے مار سکتا ہے، اور جوتے
مارنے کے باوجود عین سلامت اور زندہ کھڑا ہے۔

”اب تمہارے دماغ سے ناولاشنگو بخار ہٹ گیا ہوگا۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لپکا اور کا جیبر ناولاشنگو کے
ماتھے کھول دیا۔

”دیکھو ناولاشنگو تم پٹھے دکھتے ہو ہی ہو۔ اس نے میں تمہارے ساتھ
ایک کیل کیل کیسا چاہتا ہوں۔ اب تمہاری جسمت کو تم اس کھیل میں جیتے
ہو نہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے جیبر میں سے ساری
دواں نکال لیں۔ پھر باقی گولیاں اس نے جیب میں ڈالیں اور ایک گولی
ببر کے ایک خانے میں ڈال کر اس نے جیبر بند کر کے اسے مسلسل گھمانا
شروع کر دیا۔

”تمہارے پاس ہذا نکلنے کے سات چانس بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی
نہیں ہو سکتا۔“ عمران نے کہا۔

”تم تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“ ناولاشنگو نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے میں کہا، اس کی حالت ایسی تھی کہ عمران کو اس پر رحم آ گیا اور وہ
ایسے لوگوں کی نفسیات جانتا تھا۔ صدیوں سے پہلے ہوتے یہ لوگ فاش
اس قدر جرأت نہ کر سکتے تھے۔“

”جوتان تم پہ جوتا اٹھاؤ اور اس ناولاشنگو کے سر پہ دس جوتے
تا کہ معاسو خود دیکھ لے کہ ناولاشنگو کے سر پہ جوتے پٹنے سے کئی کئی
ٹرکس۔“ عمران نے جوتان سے کہا اور جوتان نے آگے بڑھ کر پٹنے
کا بنا ہوا بھاری جوتا اٹھایا اور دوسرے لے ناولاشنگو کے سر پہ
نے تڑا اڑھ جوتے پر اس نے شروع کر دیتے۔ ناولاشنگو کے حلق سے
بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

”بس ٹرک جاؤ۔“ عمران نے کہا اور جوتا ہاتھ سے ہٹ گیا۔
”تم نے دیکھا معاسو جہاں معاسو اتنا موجود ہو وہاں ناولاشنگو
کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ جوتاب اٹھاؤ جوتا اور شروع ہو جاؤ۔“
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ معاسو جھکتا ہوا آگے بڑھا اور اس
نے جوتا اٹھایا اور اس طرح مرے مرے قدموں سے ناولاشنگو کی طرف
بڑھنے لگا جیسے وہ موت کے دہانے میں جا رہا ہو۔

”ہماری موجودگی میں کچھ نہیں ہوگا۔“ عمران نے اسے حوصلہ دینے
ہوئے کہا۔

”ٹرک جاؤ۔“ ناولاشنگو نے جس کی ناک اور منہ سے جوتا کی جوتا
کی وجہ سے خون بہہ نکلا تھا جیتے ہوئے کہا لیکن معاسو نے ڈرتے ڈرتے
اس کے سر پہ آہستہ سے جوتا مار دیا۔

”نور سے مارو۔“ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر معاسو نے پکڑنا

بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر انہوں نے موت کا جھگل بنا کر تمہیں کیوں روک دیا“ —

عمران نے کہا۔

”انہوں نے کہا تھا کہ وہ جو کچھ بنانا چاہتے ہیں وہاں اگر کسی کالے رنگ والے آدمی کا سایہ لگھی بننے وقت بڑی گی تو پھر یہ سارا جھگل خود بخود تباہ ہو جائے گا اور شرابا فروش بھی مر جائیں گے“ — تاواشنکو نے جواب دیا۔

”تم نے سائنس بڑھی ہے“ — عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”سائنس۔ نہیں میں نے سائنس نہیں پڑھی۔ میں نے اٹی جانے کی پڑھی ہیں۔ اس کے بعد میں واپس آ گیا تھا کیونکہ میرا باپ تاواشنکو بیمار ہو گیا تھا۔ اور میں نے اس کی جگہ تاواشنکو بننا تھا“ — تاواشنکو نے جواب دیا۔

اسی لمحے باہر سے کسی عورت کی بیخ ستانی دی اور وہ سب بڑی طرح چونک پڑے۔ ہونا بجلی کی سی تیزی سے باہر کو پلکا۔ کچن میں ٹھیک اور مقاصد بھی باہر کی طرف بھاگ پڑے۔

”یہ کون ہو سکتی ہے“ — عمران نے سوچنا چاہتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ باہر سے ایک بار پھر عورت کی جھنجھٹ چلانے کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی عورت کبھی کبھار میں پھنس جانے کی وجہ سے بڑی طرح بیخ رہی ہو۔ اگلے پھر یہ آوازیں قریب آتی گئیں اور چند لمحوں بعد ایک روسیاتی نوجوان

کچے نہیں تھیں یا نس دینا چاہتا ہوں۔ اگر تمہاری قسمت ملنا ہوا۔ میرے سوال کا جواب دو کہ موت کے جھگل سے لکڑی کے مقدس جھگل تک کون سا ایسا راستہ ہے جہاں سے خطرے سے بچ کر پہنچا جاسکتا ہے۔ — عمران نے سر دھبے میں کہا اور دیر لوری نال تاواشنکو کی کپڑی سے لگا دی۔ ”وہاں کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہاں موت کا جھگل ہے“ — تاواشنکو نے یہ اختیار ہوتے ہوئے کہا۔

”میں صرف یہی تک کہوں گا“ — عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

”تین پنا بھر دیا ہوں مقدس بدھ کی قسم میں پنا بھر رہا ہوں“ — تاواشنکو نے ہڈیاں انداز میں پیچنے ہوئے کہا۔ اور عمران نے بے اعتنا رویہ اور ہٹا لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مقدس بدھ کی قسم کھا کر یہ لوگ بھی جوت نہیں بول سکتے۔ اس کے چہرے پر پہلی بار ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

”تم نے ان سفید خاموں کو لکڑی کے جھگل میں اٹھ بنانے کی اجازت کیوں دی تھی“ — عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”انہوں نے مجھے سفید خام عورتیں دی تھیں اور تجھے یہ اٹھ بنا کر دیا تھا۔ مجھے مشین مین اور دوسرا اسلوا دیا تھا اور قد سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اگلی لکڑی کاٹنے کے موسم تک یہاں رہیں گے۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ اس جنگل کی زمین کے نیچے وہ جو کچھ بتائیں گے وہ میرے لئے تھوکر چلے جائیں گے اور پھر میں تاابات کا بھی حاکم بن جاؤں گا۔ تاابات کا اس پریمو بھی قد سے خوفزدہ پہچے گا“ — تاواشنکو نے فوراً ہی

”جوانا اس کو بھی ناواشنگو کے ساتھ باندھ دو۔“ عمران نے جوانے کہا اور جوانے جیپٹ کر مارٹینا کو پکڑا اور اسے اٹھا کر درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ مارٹینا بڑی طرح ترپٹنے لگی اور ساتھ ساتھ ہڈیانی لہذا میں چیخ رہی تھی لیکن خاہر سے جوانا کی گرفت میں تو وہ ایسے تھی جیسے شہباز کے پنجوں میں کوئی چھوٹی سی پرندہ۔ وہ اس پھر کوئی اور چھٹی ہوئی مارٹینا کو دونوں ہاتھوں میں جکڑے درخت کی طرف بڑھتا گیا لیکن اسی لمحے ایک پتلا لیکن مستطیل باکس مارٹینا کے جسم سے پیچھے گھاس پر گر گیا۔ عمران اس باکس کو دیکھتے ہی اس طرح اُچھلے جیسے باکس کی بجائے اسے ہیروں کی کالی نظر آئی ہو اور اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر وہ باکس اٹھایا جو انہوں نے مارٹینا کا سر درخت کے تنے سے مار دیا۔

”خبردار اب اگر زیادہ حرکت کی تو گردن توڑ ڈالوں گا۔“ جوانا نے انتہائی تفصیل سے لہجے میں کہا لیکن مارٹینا کا جسم اس کے سر ٹھکراتے ہی یکلخت ڈھیل پڑ گیا تھا۔ شاید جھجھلاہٹ میں اس کا سر جوانا نے زیادہ زور سے ٹکرا دیا تھا۔ عمران ٹخور سے اس باکس کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا پھر وہ اسے لئے ہوتے باہر روشنی میں آ گیا۔ اس نے باکس کے اوپر لکھے ہوئے روسیائی الفاظ کو ٹخور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ باکس بالکل نیا تھا اس نے اس پر الفاظ روشنی میں صاف پڑھے جاسکتے تھے اور دوسرے لمحے عمران کی آنکھوں میں یکساں ابھیر آئی۔ باکس پر جو تحریر تھی اس کا مطلب تھا کہ اس باکس سے منجھگم ریزنگ تھیں، اس پر ہلاکت ورج تھی کہ اسے توڑنا نہ جاسے۔ عمران ان ریزنگ پڑھ کر بے اختیار کھلکھلا دیا اب ساری صورت حال اس پر واضح ہو گئی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا

لوکی جنڈ میں داخل ہوئی۔ اسے جوانا نے بازو سے پکڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار تھے۔

”مارٹینا تم۔“ اچانک ناواشنگو بڑی طرح چیخ پڑا۔

”اوہ اوہ تم ناواشنگو۔“ مگر یہ سب کیا ہے۔“ اس نے بڑی طرح چیخنے ہوئے کہا۔ وہ اس طرح خوفزدہ تھی جیسے اچانک کوئی ہرنی شیروں کی کچھار میں داخل ہو گئی ہو۔

”تمہارا نام مارٹینا ہے۔ تم کہاں سے آئی ہو۔“ عمران نے کہا۔ وہ بڑے ٹخور سے مارٹینا کو دیکھ رہا تھا۔

”میں تو ناواشنگو سے ملنے جام شوراہی تھی۔ ناواشنگو سے مجھے قہمت ہے۔ مگر تم کون ہو۔“ مارٹینا نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم موت کے جھگ سے گزر کر آئی ہو لیکن تمہیں کچھ نہیں ہوا۔ کیوں کیا اس خوف نے تمہیں خاص طور پر مجھا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لاں میں اس خوف سے اجازت لے کر آئی ہوں اور جو اس خوف سے اجازت لے لے اُسے موت کا جھگ خود بخود راستہ دے دیتا ہے۔“ مارٹینا نے جواب دیا۔

”لیکن تمہیں کس نے بتایا ہے کہ ناواشنگو جام شو میں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اگر جام شو میں نہ ہوتا تو میں کسی بھی کہاں کو بھیج کر اُسے بلاتی۔ میں جانتی ہوں کہ ناواشنگو بھی مجھے پیار کرتا ہے لیکن تم کون ہو اور تمہ نے ناواشنگو کو کیوں باندھ رکھا ہے۔“ مارٹینا نے کہا۔

ہی اور پھر سب کچھ نازل ہو گیا۔

”ہاں بال بالی ہو جویا۔ اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس جگہ کے ساتھ قبیلہ ہی اٹھری بیچ بھی شامل ہوتی۔“ عمران نے کہا۔
 ”لیکن ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ ابھی پھٹ جائے گا۔“ جویا کے بچے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”اس کے اندر ہلکی سی لرزش پیدا ہوتی تھی۔ یہ پُریلاسٹ ڈکٹا فون ہے۔ انتہائی طاقتور ریموٹ کا۔“ عمران نے جواب دیا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہمیں کسی شین کے ذریعے دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے اس روشنی کو یہاں کسی خاص مقصد کے لئے بھیجا تھا۔“
 معذرت کرنے لگا۔

”مقصد تو یہی بتائے گی۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے مارٹینا کی تاک اور منہ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے ہندوئوں بعدی مارٹینا کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔

”اس کو مت مارنا یہ سفید نام ہے۔“ ٹاوا شنگو نے عمران کو نیب سے دی بیماری ریلوڈ نکالتے دیکھ کر کہا۔

”فکر نہ کرو ٹاوا شنگو۔ اگر اسے مارنا پڑ تو پہلی گولی قبیلہ ہی کھینٹ لے ماروں گا۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے مارٹینا نے کہا اے ہوتے انگلیں کھول دیں اور بڑی طرح کھسکے گی۔

”دیکھو مارٹینا اگر تم وعدہ کرو کہ ہمیں صبح سلامت اس اوٹے تک لے جاؤں گی تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں ورنہ ایک گولی ہمیشہ کے لئے

کر میگلیم ریز نفرت نہ آنے والی ایسی شعاہیں ہیں جو اپنے مرکز سے سو گز فاصلہ تک مکمل پاور رکھتی ہیں اور جہاں تک میگلیم ریز کی پاور ہو اس میں زولان ریز اثر نہیں کر سکتیں۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ یہاں موت کے جنگل میں ان لوگوں نے زولان ریز کے آلات قتل کئے ہوتے ہیں کیونکہ معاصو نے اپنے بھائی کی موت کا جو نقشہ کھینچا تھا وہ بالکل زولان ریز سے بہت ہونے کا نتیجہ ہی ہو سکتا تھا۔

عمران نے بائیں کوزیب میں ڈالا اور واپس جھنڈ میں آگیا۔ مارٹینا ابھی تک بے ہوش تھی لیکن جمران نے اسے درخت سے باغھ دیا تھا۔
 ”جویا اس مارٹینا کی مکمل تلاشی نو۔ ہو سکتا ہے اس کے پاس کوئی اور چیز بھی ہو۔“ عمران نے جویا سے کہا۔

”اس بائیں میں کیا تھا۔“ جویا نے پوچھا۔

”وہ میک اپ بائیں تھا تم فکر نہ کرو اسے منہ دکھانے میں دس دھن کا تمہیں۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا اور جویا ہونٹ چبائی ہوئی مارٹینا کی طرف بڑھنے لگی اور پھر چند لمحوں بعد وہ سُرنگی دھات کی بنی ہوئی مربع شکل کی ڈبیا اس کے بائیں سے برآمد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

”اوہ یہ تو شاید پشنگ ہے۔“ عمران نے آگے بڑھ کر وہ ڈبیا جویا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی اس نے ڈبیا ہاتھ میں لیا اس نے اسے اس بڑی طرح جھنڈ سے باہر اچھال دیا جیسے غلطی سے اس کے ہاتھ میں کوئی زہریلا سانپ آگیا ہوا اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح ایک لمحے کے لئے بجلی سی

ایچے میں کہا۔

”لیکن.....“ عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

”کوئی لیکن ویسے نہیں چلے گا“ — تنویر نے جھلٹے ہوئے ایچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے تمہاری مرضی — جوزف اور مس ممدی آپ کا کیا پروگرام ہے“ — عمران نے زمین پر بیٹھے ہوئے جوزف اور ممدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا یاں“ — جوزف نے ایک ہنسنے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا زہر ختم ہو چکا تھا ادب صرف پہلو پر زخیم تھا جس پر پینڈیٹ کا ہونٹ بھی تھا۔ اس نے خابہر سے اب جوزف کہاں رہتے رہتے والا تھا۔

”ٹھیک ہے ہمارے کو کوئی مار دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ — عمران نے فرماتے ہوئے کہا۔

”اے اے اے جیسے منت مارو۔“ — فخر پر دم کو۔ — میں مقدس بدھ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اب تمہارے خلاف کوئی سازش نہ کروں گا۔“ — ناراٹھ کو نے بنیانی انداز میں بیچتے ہوئے کہا۔

”دو شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ تم نے ماسو کو مشرپا بنانا ہے اور دوسرا اسے اپنا نائب بھی بنانا ہے۔ اگر تم مقدس بدھ کے گیان کی قسم کھا کر لوگوں میں آواز اڑا کر کے واپس جانے کی اجازت دے سکتا ہو۔“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ ایچے میں کہا۔

”جیسے منظور ہیں، مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم میں ماسو کو مشرپا

تمہارے اس خوبصورت جسم کو لاش میں تبدیل کر دے گی۔“ — عمران نے سر ہلچے میں کہا۔

”اڈھ کون سا اڈھ“ — مارٹینا نے چونک کر کہا۔

”جہاں تمہارا باپ اس کو فیزائل فنٹ کر رہا ہے۔“ —

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو کیا تم واقعی مجھے تنہا چھوڑ دو گے اگر میں تمہیں اس اڈھے تک پہنچا دوں۔ لیکن ایک بات یادوں میں تمہیں اڈھے کے اندر نہیں لے جاسکتی۔ یہ میری مجبوری ہے۔ ورنہ وہ مجھے ہلاک کر دیں گے۔“ — مارٹینا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”لیکن راستے میں تو موت کا جنگل آتا ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”ہاں آتا ہے لیکن انہیوں کے لئے ہمارے لئے نہیں۔“ — ہمارے لئے ایک راستہ ایسا ہے جس پر کوئی خطرہ نہیں اب تم دیکھو میں موت

کے جنگل سے ہی گزر کر آتی ہوں۔“ — مارٹینا نے جواب دیا۔

”او کے لیکن میں تمہارے بازو پر پشت پر باندھ کر لے جاؤں گا

تمہیں۔“ — مجھے خطرہ ہے کہ تم کسی جگہ اپنا ٹک کسی پھنسے ہوئے ہیں کو دبا دو

اور ہم ہلاک ہو جائیں۔“ — عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔“ — مارٹینا نے فوراً سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہونا مارٹینا کو کھول کر اس کے ہاتھ پر پشت پر باندھ دو اور سنو

زخمی نہیں رہیں گے صرف میرے ساتھ وہ لوگ جائیں گے جو صمیم ہوں

— عمران نے چمانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں ہم بھی ساتھ جائیں گے۔“ — تنویر نے دیکھتے بھڑکتے ہوئے

پہلے چھپا۔

”میں نے تمہاری باتوں سے جو اندازہ لگایا ہے اور راسخوف نے اس طرح غلطی نہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہٹانے کا کہا تھا۔ اس نے مجھے اب اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ سفید فام یہاں کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس سے تمہارے ملک کو تو خطرہ ہو سو ہو۔ لیکن ہمارے جنگجو اچھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ان سفید فاموں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ جنگل میں پانی پانے والی ایک خاص جڑی بوٹی کو کوڑھنے اور پھر اس سے کوئی دوا بنانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ لیکن اس دوا کی یہ ہامیت ہے کہ اگر اس پر کسی کالے آدمی کا سایہ پڑ جائے تو پھر یہ دوا بکار ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس سے میرے جنگجو کو کوئی خطرہ نہ تھا اور ہمارے لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ ان کی یہ تحقیق آئندہ لکڑی کاٹنے کے موسم تک مکمل ہو جائے گی اور وہ جاتے ہوئے مجھے چار سفید فام عورتیں مستقل طور پر دے جائیں گے اور چار سفید فام عورتیں انہوں نے پہلے مجھے ایک دکان سے دی تھیں۔ ماریٹن بھی ان عمارتیں شامل تھیں۔ ان چاروں سفید فام عورتوں نے واقعی میری بے حد خدمت کی اور میں پورے ایک ماہ تک عام دوسے باہر نہ نکل سکا تھا۔ اس کے بعد یہ عورتیں واپس چلی گئیں پھر بنایا گیا کہ اس آڈے کے متعلق شراب بالامالوں یا کسی ایسی ہی کو ہرگز معلوم ہو سکے۔ مجھے پھر کیا ضرورت تھی کہ میں خود کسی کو پتا تاکہ میں نے مقدس جگہ میں سفید فاموں کو داخل کیا ہے۔ لیکن اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے سفید فاموں نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے۔ اور ہو سکتا ہے ان کی وجہ ہمارے جنگجو تباہ ہو جائیں۔ اگر ہمارے جنگجو تباہ ہو گئے تو پھر میں

بنانے اور اپنا نائب بنانے کا اعلان کرتا ہوں اور سنو تجھے مقدس جگہ کے مقدس جگہ کی قسم! آج سے میں تم سب کے ساتھ کوئی دشمنی نہ رکھوں گا۔“ ناولٹنگو نے بڑے پر غصہ سے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔ ”جو ہمارے کھول دو اور سنو مقاصد اب تم اس کے ساتھ جاؤ۔ جب ہم واپس لوٹیں گے تو پھر میں تم کو دیکھوں گا کہ کیا اس نے مقدس جگہ کی قسم کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں اگر اس نے خلاف ورزی کی ہوگی تو پھر پوری دنیا میں اسے جبری جگہ نہ مل سکے گی۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ جواب دیا۔ ”مقدس اوتار۔ مجھے یقین ہے کہ ناولٹنگو مقدس جگہ کے مقدس جگہ کی قسم کھا کر خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس پر مقدس موت خود بخود نازل ہو جائے گی۔“ مقاصد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”تمہارا نام عمران ہے۔“ ناولٹنگو نے آزاد ہوتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”ہاں کیوں؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔ ”تم میرے ساتھ اکیلے باہر آؤ میں تمہارے ساتھ ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں۔“ ناولٹنگو نے کہا اور عمران سہلے ہوا آئے ساتھ لے کر پھرتا ہوا باہر گیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد ناولٹنگو گنگ گیا۔ ”ایک بات بتاؤ۔ ان سفید فاموں کے اس آڈے سے ہمارے جنگجو کو کیا خطرہ ہے۔“ ناولٹنگو نے ہونٹ چباتے ہوئے پتہ نہ سنجیدہ جواب دیا۔ ”کیوں؟ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ عمران نے حیرت بھرے جواب

کیا پورے شریا قبال سب ختم ہو جائیں گے۔" ناواشنگو نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں تفصیلی بابت کہتے ہوئے کہا۔
"اگر میں کہوں کہ واقعی ایسا ہو رہا ہے۔ تو پھر تم کیا کرو گے۔"
عمران نے مشکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں ناواشنگو ہوں۔ ان جنگلوں کا تحفظ۔ مجھ سے ان جنگلوں
کا ایک ورثہ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں اکیلا ان کا پھل اٹھانے کا حق رکھتا
ہوں۔" ناواشنگو نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو سنو ناواشنگو تم واقعی میرے ساتھ چھوٹے
آؤنی ہو۔ تمہارے اس جنگل کے اندر دوسریا اور کارفرسان وارا
ہل کر ایسا خوفناک میزاںوں کا اڈہ بنا رہے ہیں جس سے وہ یہاں
ہزاروں میل دور میرے ملک پاکیشیا پر خوفناک آگ برسات سکتے ہیں
تم خود اندازہ کر لو کہ جس قدر خوفناک ہتھیار وہ استعمال کریں گے۔
ہزاروں میل دور آگ برسات سکتا ہے۔ پورے ملک کو تباہ کر سکتا ہے۔
یہ گناہ افراد کو ہلاک کر سکتا ہے۔ وہ جس جگہ سے چلنا چاہتے گا وہاں
کوئی اثر نہ ہوگا۔ یقیناً ہوگا اور یہ لکڑی کا جنگل کیا یہ پورے جنگل چل
راہک ہو جائیں گے لیکن تم فکرت کرو۔ تم معاسو کو لے کر واپس جاؤ۔ ہم
اور یہ اڈہ۔ ہم اسے تباہ کر کے ہی واپس جائیں گے اس طرح کے معاملہ
بھی بڑے جانتے گا اور تمہارے جنگل بھی۔" عمران نے کہا۔

"اؤہ کیا تم یہ کہہ رہے ہو۔" ناواشنگو کا چہرہ خوف
ساترات سے بھڑک اٹھا۔
"جبے کیا ضرورت پڑی ہے تم سے جھوٹ بولنے کی۔" عمران۔

بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔
"ہو نہ ہو جنگل سے تم واقعی بچے آؤنی ہو۔ میں نے تمہیں دیکھ
لیا ہے۔ سنو میں تمہیں ایک ایسا راستہ بتا سکتا ہوں جہاں سے اس
بڑے جنگل کی طرح پہنچا جاسکتا ہے کہ ان سفید فاموں کو علم تک نہ
دلا۔" ناواشنگو نے کہا۔
"کیا وہ راستہ موت کے جنگل سے گزرتا ہے۔" عمران

نے پوچھا۔
"نہیں موت کے جنگل سے کچھ دور بڑے جنگل کے اندر ایک
بڑی سرنگ بنی ہوئی ہے۔ جو سیدھی اس لکڑی کے جنگل
کا پینٹھنیتی ہے۔ یہ سرنگ بنانے کب بنائی گئی تھی اور کس نے بنائی
لیکن اس کا علم صرف ناواشنگو کو ہوتا ہے۔ ناواشنگو اس
جگہ کے راستے لکڑی کے جنگل میں جاتا ہے اور وہاں سے لہاؤں کے
اللہ اپنے لئے اور شریا کے چار بڑوں کے لئے خاص خاص لکڑی
ٹا کر لے آتا ہے اور پھر یہ لکڑی انتہائی فنی طور پر فروخت کر دیتی
ہے۔ یہ اس قدر قیمتی لکڑی ہے کہ اس کے چند بڑے تنوں کی
ت دوسری لکڑی کے لاکھوں تنوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے
دن کا ایک ہیں جو ایک مخصوص موسم میں نیلی پہاڑی کے پاس پہنچ
تے ہیں۔ اور پھر اس رقم کو جو بہت بھاری تعداد میں ہوتی ہے صرف
بل، شریا کے چار بڑوں اور ناواشنگو کے خرچ کے لئے استعمال
ہے باقی شریا کو کبھی اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔ یہ سرنگ بہت
فی ہے اور اس میں ہوا کے لئے مخصوص راستے بھی ہیں ہم اس

جنگل تک پہنچوں گا نہ وہاں کا مکمل ماحول دیکھ کر میں اپنے ساتھیوں کو بلاؤں اور اس دوران میرے ساتھیوں کے زخم بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔“ قرآن نے کہا۔

”زخموں کی تم فکر نہ کرو۔ وہ تو ایک روز میں ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ بڑے لامار کے پاس ایسا مرہم ہے جو بڑے بڑے زخم ٹھیک کر دیتا ہے۔“ ناواشننگو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”اوس کے آؤ میرے ساتھ۔ میں اس مارٹینا کو بھی ساتھ لے جاؤں گا کیونکہ اس سے اس آؤ سے کی اندرونی تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اگر تم رٹا نہ مارو تو میں درخواست کروں گا کہ مارٹینا کو پوچھنے کے بعد میرے حوالے کر دینا۔ میں اُسے گالوں میں ایسی جگہ رکھوں گا جہاں سے وہ کسی صورت بھی بھاگ نہ سکے گی اور جب تم واپس چلے جاؤ گے تب میں اُسے اپنے پاس رکھوں گا۔“ ناواشننگو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔“ عمران نے کہا اور ناواشننگو کے چہرے پر چمک سی ابھرا ہوتی۔

مرنگ کے واسطے آسانی سے اس لکڑی کے جنگل تک پہنچ سکتے ہیں اور تم جاؤ تو ہم گھوڑوں پر چڑھ کر بھی جا سکتے ہیں۔ وہاں لکڑی کے جنگل بھی ایک ایک چپہرہ پرادیکھا جھالا ہے۔ میں وہاں بھی تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔“ ناواشننگو نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے پھر اس کی ایک صورت ہے کہ ہم تمہارے ساتھ پر مشر یا گاؤں کی طرف جائیں گے اور پھر وہاں سے گھوم کر ہم اس بڑے جنگل تک جائیں گے کیونکہ نئے قبیلے سے کہ ان لوگوں نے اس سارے جنگلوں میں ایسے آلات نصب کر رکھے ہیں جس سے ہماری ساری حرکت وہاں آؤ سے میں نیٹھے دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں اس مرنگ کا علم ہو گیا تو پھر وہ ہمیں آسانی سے مار ڈالیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا یہ بات ہے۔ تو پھر ایک اور راستہ بھی ہے۔ بڑے سے پارٹینلی پہاڑی کے اندر سے بھی ایک راستہ اس مرنگ تک جاتا ہے۔ ہم لکڑی اس راستے سے وہیں پہنچا سکتے ہیں۔ ہم وہاں سے ہو سکتے ہیں۔“ ناواشننگو نے کہا۔

”لیکن اس کیلئے ہمیں پہلے تمہارے گاؤں جانا ہو گا۔ کیونکہ اتنی دور سفر ہم چھپ کر تو نہیں کر سکتے۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری مرضی ہے۔ میں ناواشننگو ہوں۔ کوئی فیصلہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر تم گاؤں میں رہنا چاہو تو رہ سکتے ہو۔ سب سے تمہاری حفاظت کریں گے۔“ ناواشننگو نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں جاؤں گا۔ اس کے میں اکیلا یا ایک آدمہ ساتھی کے ساتھ اس مرنگ کے راستے لکڑی

”باس میرا خیال ہے کہ اب ہمیں دفاع کی بجائے خود ان پر حملہ کر دینا چاہیے؟“ — کرشن نے کہا۔
 ”کیا مطلب — کیسا حملہ؟“ — راسکوف نے چونک کر پوچھا۔
 ”میشل ایئر مشینوں کے ذریعے ٹیم اس گھاؤں کی سرحد تک بھی جاسکتی ہے۔ ان پر مقامی میک اپ کیا جاسکتا ہے اور پھر یہ اڑ گھاؤں میں جہاں بھی موجود ہوں ان پر خوفناک بم برسا کر ان کا خاتمہ کر دیا جائے؟“ — کرشن نے کہا۔
 ”لیکن اس طرح راز ٹیک آؤٹ ہو جائے گا؟“ — راسکوف نے کہا۔

”باس اگر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا فوری خاتمہ نہ کیا گیا تو یہ سارا اڈہ تباہ ہو جائے گا۔ آپ راز ٹیک آؤٹ ہونے کی بات کر رہے ہیں۔ عمران اب تک اس لئے ٹانگ ٹوٹیاں مار رہا ہے کہ وہ اس اڈے تک پہنچ نہیں پا رہا لیکن اب مارٹینا کے اس لمحے قہقہے میں جانے کے بعد ہمارے لئے حقیقی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ارٹیا کو اڈے کی لوکیشن اور اندرونی نظام کے بارے میں مکمل تفصیلات کا علم ہے اور لازماً عمران نے اس سے سب کچھ دریافت کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے مارٹینا سے ریج ایریا میں عیب مشینری کی تفصیلات بھی حاصل کر لیتی ہیں؟“ — کرشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ تم ٹھیک کر رہے ہو۔ میرے ذہن میں واقعی یہ پہلو نایا تھا لیکن مارٹینا کو جیسے بے پلان تم نے بنایا تھا اور تمہاری دہر

ایک بار پھر دفتر نما کرے میں راسکوف ناروف اور کرشن اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ راسکوف کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔
 ”اس ساری چکر بازی کا آخر مطلب کیا ہوا؟ اس عمران نے مارٹینا سے اے ون زیر دہی حاصل کر لیا اور ایس ون ون بھی۔ ایس ون ون چھپنے سے بھی کوئی زخمی نہیں ہوا لیکن پھر یہ لوگ موت کے جنگل میں اُسنے کی بجائے گھاؤں واپس کیوں چلے گئے ہیں۔ وہ ناوا شکر بھی ان کے ساتھ اس طرح جا رہا تھا جیسے وہ ان کا دشمن نہ ہو، دوست ہو۔ مارٹینا کو بھی وہ ساتھ لے گئے ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ انہیں تو واپس جانے کی بجائے ریج ایریا میں اُنا چلیے تھا۔ اے ون زیر دہی وجہ سے اگر ٹی ایون کام نہ کر لیتی تو میں لیکن ایون نام کر دیتا لیکن وہ تو واپس چلے گئے ہیں؟“ — راسکوف نے جھلٹے ہوئے انداز میں میز پر گتے برساتے ہوئے کہا۔

سے اڈہ حقیقی خطرے سے دوچار ہو گیا ہے۔ — راسکوف کا دل
یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

”وہ پلان جس طرح بنایا گیا تھا بالکل درست تھا لیکن مارٹینا
احتمول کی طرح ان کے پاس دو ٹوکی گئی۔ حالانکہ اسے اس طرح سامنے
آنا چاہیے تھا کہ جیسے اچانک سامنے آگئی ہو۔ پھر اس نے اسے دن
زیر کی حفاظت بھی نہ کی۔ اس لئے یہ الٹ چکر چل گیا ہے۔ —
کرشن نے جواب دیا۔

”میرے ذہن میں ایک اور تجویز آئی ہے جس سے سانپ بھی
مر جائے گا اور لاش بھی نہ ٹوٹے گی۔ — اچانک ناداف بول پڑا
وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”کیسا پلان؟ — راسکوف نے چونک کر اس کی طرف دیکھ
ہوئے کہا۔ کرشن بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

”یاس ہم خواخوہاء اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو اتنی آہستہ
دے رہے ہیں۔ کیوں نہ ہم اڈے کو جی دن سے مکمل طور پر گھیر لیں
اس طرح اگر وہ یہاں اڈے کے اوپر بھی آجائیں گے تب بھی وہ کسی عورت
اڈے میں داخل نہ ہو سکیں گے اور ہم اطمینان سے اپنا کام کرتے رہیں
گے۔ ہمارا مشن اب تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے۔ زیادہ سے

زیادہ دو ہفتوں کا کام باقی ہے۔ دو ہفتوں کے بعد ہم مشن مکمل کر کے
سارا سیٹ اپ کلوز کر کے یہاں سے نکل جائیں گے۔ وہ بے شک ان
دو ہفتوں میں یہاں ٹھہریں مارتے پھریں۔ بس یہی ہو گا کہ ہم میں سے
کوئی باہر نہ جائے اور ہمارا باہر کی دنیا سے رابطہ یکسر کٹ جائے؟

لیکن اس کی ہمیں پروا نہ تھی کیا ہو سکتی ہے۔ ہمارے پاس دو ماہ کا
مکمل راشن پانی ہر چیز موجود ہے۔ اس طرح مارٹینا والا خطرہ بھی ختم
ہو جائے گا۔ — ناداف نے کہا۔

”اودہ تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن اس میں ایک ترمیم
ہو سکتی ہے کہ ہم کرشن کی سرکردگی میں ایک ٹیم پلانٹ دو
دیں۔ وہاں ریجن پاور کو کنٹرول کرنے کی ٹیم مینٹینی موجود ہے۔

کرشن سے ہمارا رابطہ مسلسل ٹرانسمیٹر کے ذریعے رہے گا۔ اگر عمران
اور اس کے ساتھی ریجن ایریا میں داخل ہوں تو کرشن ان کا خاتمہ
آسانی سے کر سکتا ہے اور اگر وہ یہاں تک بھی پہنچ جائیں تب بھی
کرشن اپنی ٹیم کے ساتھ جنگل میں آسانی سے ان پر قبضہ کر سکتے
ہے۔ اس طرح ہم اندھیرے میں نہ رہیں گے۔ — راسکوف نے کہا۔

”یاس یہ بالکل درست ہے۔ اس طرح ہم واقعی ہر لحاظ سے
محفوظ بھی ہو جائیں گے اور ان کا خاتمہ بھی کر سکیں گے اور مشن پلانٹ
کو بھی کسی بات کا پتہ نہ چل سکے گا۔ — کرشن نے بھی ناداف کی
تجویز اور پھر راسکوف کی ترمیم کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

”اد۔ کے پھر تم ایسا کرو کہ ضروری اسلحہ اور اپنے چار ساتھیوں
کو لے کر پلانٹ دو پر چلے جاؤ۔ ہم تمہارے جانے کے بعد اڈے
کو مکمل گھیر لیں گے۔ پیش ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤ۔ پلانٹ
دو میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کا راشن چار پانچ ماہ کے لئے
موجود ہے۔ — راسکوف نے فیصلہ کن ہلے تیس کہا اور کرشن
مصرطاً ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی سے جانے کی تیاری شروع کر دیتا ہوں۔ جنگل میں میرے چار آدمی پوری فوج کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ہماری توڑ پھینگ بھی اسی مخصوص انداز میں کی گئی ہے جس مخصوص انداز کے لوگ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں اگر عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں دوبارہ داخل ہوئے تو کسی صورت بھی پک کر نہ جاسکیں گے۔“ کرشن نے عقاد بھرے ہاتھ میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”او۔ کے میں تمہارے متعلق ہنگامی آرڈر دے دیتا ہوں۔“
 لاسکوف نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا ریسورسٹا لیا۔

سرننگ واقعی قدیم زمانے کی بنی ہوئی لیسکن اس کے باوجود انتہائی اچھی حالت میں تھی۔ اس کی چوڑائی اور اونچائی اس قدر تھی کہ اس کے اندر باقاعدہ کوئی بڑا سا ٹرالا چلایا جاسکتا تھا۔ تازہ ہوا کے لئے مخصوص راستے بنے ہوئے تھے۔ اس وقت عمران اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار اس سرننگ میں سے گزر رہے تھے چونکہ سرننگ پہاڑی پتھروں کی بنی ہوئی تھی اور قدیم ہونے کی وجہ سے اس کے فرش پر گئے ہوئے پتھر گیس گیس بالکل پلین ہو چکے تھے۔ اس لئے گھوڑے بغیر ٹوکے گھائے اس طرح چل رہے تھے جیسے وہ پختہ سڑک پر چل رہے ہوں۔ ناداشکو بھی ان کے ہمراہ تھا۔ عمران نے مارٹینا سے اڑنے، اس کے اندر کو مکمل نظام اور اندر موجود تمام افراد کے بارے میں نہ صرف تفصیلات حاصل کر لی تھیں بلکہ اس نے اس موت کے جنگل کے بارے میں بھی اس سے تفصیلات حاصل

وہ سمجھ گیا تھا کہ نانا واشنگٹن یہ بات کیوں پوچھ رہا ہے۔ عمران نے مارٹینا سے معلومات حاصل کرنے کے لئے یہی نسخہ آزمایا تھا کہ اسے درخت کے ایک تنے کے ساتھ باندھ کر اس نے اس کے پیروں تلے آگ جلادی تھی اور جب آگ کی گرمی مارٹینا کے پیروں تک پہنچی مڑھوٹ ہوئی تو وہ کسی ٹیپ کی طرح مسلسل بجنے لگی تھی درز پہلے اس نے عمران کے ہر سوال کا جواب انکار میں ہی دیا تھا۔

سفید فام عورتوں کا ولی برف کی طرح سفید ہوتا ہے اور برف پگھلاتے کے لئے آگ ہی جلائی جاتی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے نانا واشنگٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہیے عمران صاحب۔ اگر میں نے مقدس بدھ کی قسم نہ کھائی ہوتی تو جس طرح آپ نے مارٹینا کے پیروں تلے آگ جلا کر اسے جینے پر مجبور کر دیا تھا میں یقیناً آپ کو گوتی مار دیتا۔ کیونکہ سفید فام عورتوں کو پہنچنے والی معمولی سی تکلیف بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔“ نانا واشنگٹن نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ نانا واشنگٹن اس معاملے میں پائٹل پن کی حد تک پہنچ چکا ہے۔

”یہ سرننگ ابھی اور کتنی درد تک جائے گی؟“ عمران نے موضوع بدھ لینے کے لئے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کڑی کے جھٹک تک پہنچنے میں ابھی ایک گھنٹہ گئے گا۔“ نانا واشنگٹن نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلادیا۔ پھر واقعی تقریباً ایک گھنٹہ تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ سرننگ کے ایسے حصے

کوئی تھیں کیونکہ ہو سکتا تھا کسی بھی وقت کسی ہنگامی طوفان پر انہیں سرننگ سے باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنا بچاؤ مکمل طور پر سرننگ لیکن اب تک انہیں ایسی کسی ہنگامی صورت حال سے واسطہ نہ پڑا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے سرننگ کے اندر گھوڑوں کو بھکی رفتار سے چلاتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ نانا واشنگٹن عمران کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ عمران کے باقی ساتھی پیچھے آ رہے تھے۔ مقاصد اور موافق کو عمران وہیں گاؤں میں ہی چھوڑ آیا تھا۔ اس کے زخمی ساتھی اس وقت بالکل صحت مند حالت میں تھے۔ کیونکہ بڑے لاما کے مخصوص مرہم نے واقعی حیرت انگیز طور پر ان کے زخم مندمل کر دیئے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ کو سفید فام عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ اچانک نانا واشنگٹن نے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سے اس طرح مڑھتا رہا تھا جیسے کوئی بات کرنا چاہتا ہو لیکن جھجک کی وجہ سے کہ نہ پارہ ہو لیکن آخر کار وہ بولی ہی پڑا تھا۔

”کیوں دلچسپی نہیں ہے۔“ میں جوں کی تو میرے ساتھ دیکھ کر بھی پوچھ رہے ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ سفید فام عورتوں کو مجھ سے دلچسپی نہ ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جوں کی تو کافیا پیچھے تھی اس لئے عمران نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں جواب دیا تھا۔

”تو آپ ان کے پیروں تلے بھی آگ جلاتے رہتے ہیں؟“ نانا واشنگٹن نے بڑی طرح چوک کر پوچھا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

میں پہنچ گئے جو آگے جا کر مر جاتا تھا اور یہ موڑ اس طویل سڑک پر
میں پہنچا بار آیا تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کہ اب باہر نکلنے کا راستہ
قریب آگیا ہے لیکن موڑ مڑتے ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ
موڑ کے بعد سڑک پھر دو ٹک جاتی دکھائی دے رہی تھی چونکہ جہاں
سے ہوا آ رہی تھی وہیں سے دم سمی روشنی بھی آ رہی تھی۔ لیکن درخت
بلے جہ دم تھی اس لئے سڑک میں خاصا اندھیرا چھایا ہوا تھا لیکن
بہر حال اتنا اندھیرا بھی نہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے۔
موڑ مڑنے کے بعد وہ ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے
کہ یککٹ ایک طرف سے اس طرح روشنی چمکی جیسے بجلی کو نہتی ہے
اور دوسرے لمحے عمران کے ذہن پر تاریکی کا دیز پر وہ پھیل گیا۔ یہ
تاریکی اس قدر تیزی سے پھیلی تھی کہ عمران کے ذہن میں آخری
احساس اس جھک کا رہ گیا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کے متعلق
کچھ معلوم نہ تھا لیکن پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے
اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا ایک لفظ چمکا اور پھر اُسے
آہستہ یہ لفظ پھیلتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ ہوش میں آگیا اور اُس
کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلی گئیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے لڑ
اؤھر دیکھا اور پھر وہ بڑی طرح چونک پڑا کیونکہ وہ اس وقت پتھروں
سے بنے ہوئے ایک بڑے سے کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ بندھا
ہوا کھڑا تھا۔ پتھروں میں ہر گھبراہٹ سے جن کے ساتھ موٹی موٹی
زنجیریں منسلک تھیں اور ان زنجیروں کے آخر میں لوہے کی ہتھکڑیاں
تھیں جن میں اس کی دونوں کھانیاں پھنسی ہوئی تھیں۔ ہر چونکہ اس

کے سر سے کافی بلندی پر تھے اس لئے اس کے دونوں بازو اوپر کو
اٹھے ہوئے تھے۔ پتھروں میں بھی اسی طرح کی زنجیریں بندھی ہوئی تھیں
اور پیر بھی ہاتھوں کی طرح قدرے فاصلے پر جکڑے ہوئے تھے۔ عمران
نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے منہ سے حیرت کے مارے سیٹی سی
نکل گئی کیونکہ اس کے سارے ساتھی اس کی طرح دیوار سے جکڑے
کھڑے تھے۔ البتہ ان سب کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں وہ بیہوش
تھے۔ البتہ ناواشکو قیدیوں میں شامل نہ تھا اور ناواشکو کو ساتھ
نہ دیکھ کر عمران کے ہونٹ بڑی طرح پھن گئے کیونکہ اس کی عدم
موجودگی بتا رہی تھی کہ ناواشکو نے کوئی سازش کی ہے یا پھر ناواشکو
نے کسی کا آلہ کار بن کر ان کے ساتھ دھوکہ کیا ہے حالانکہ ناواشکو
نے مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھائی تھی اور اگر اس قسم کے
باوجود بھی اس نے عبادی کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ناواشکو کا کوئی
دین مذہب نہیں ہے۔ وہ انتہائی دھوکہ باز کمینہ اور شاطر آدمی ہے اور
عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ ناواشکو کو ایسی عبرت تک منوائے
گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک لیلیا تی رہے گی۔ عمران سمجھ گیا تھا
کہ کسی مخصوص ریز سے انہیں بیہوش کیا گیا ہے اور ظاہر ہے یہ ریز
ناواشکو کے بس سے باہر تھی۔ اس لئے ظاہر ہے ناواشکو ان آؤسے
والوں سے ملا ہوا تھا اور اس نے ان کی کس ایسی حمایت پر عمل
کیا تھا جو کسی پراسرار طریقے سے اس تک پہنچی اور جس کا عمران کو
خبر تک علم نہ ہو سکا۔ عمران یہ بات بھی حقائق تھا کہ اپنی مخصوص
انسانی قوت کی وجہ سے وہ جلدی اور خود بخود ہوش میں آگیا ورنہ

نے آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لمحے میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تہارے جیسے سپرائیٹ کے استقبال کے لئے کسی رکسی کو تو ہوش میں آنا ہی چاہیے تھا؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اے تو تم مجھے پہچانتے ہو؟“ کرشن نے چونک کر پوچھا۔

”اچھی طرح تمہارا نام کرشن ہے اور تم کا فرستانی ملٹری انٹیلی جنس کے ایجنٹ ہو اور اب میں تمہارے پیچھے کھڑے ہوئے اس ناواشنکو کو بھی اچھی طرح پہچان گیا ہوں حالانکہ اس نے مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھا کر وعدہ کیا تھا کہ برہم سے غداری نہ کرے گا۔“ عمران نے بڑے طنز یہ لمحے میں کہا۔

”میں نے تم سے کوئی غداری نہیں کی ہے۔ مجھے تو خود معلوم نہیں تھا کہ ان لوگوں کو اس سرنگ کے بارے میں معلوم ہے۔ جب اچانک بجلی چمکی تو میرا ذہن بھی تاریک ہو گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو انہوں نے مجھے ایک جگہ باندھ رکھا تھا۔ پھر انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اگر میں وہ سب باتیں بتا دوں جو تم نے مارٹینا سے کی ہیں تو یہ مجھے نہ صرف چھوڑ دیں گے بلکہ مجھے سفید فام عورتیں بھی دیں گے اور تمہاری سفید فام عورت لڑکیا کو بھی میرے حوالے کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے انہیں ساری

وہ بھی اپنے ساتھیوں کی طرح ابھی تک بے ہوش ہی ہوتا۔ عمران نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور ان ہتھکڑیوں سے اپنی کلاسیاں آزاد کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن ہتھکڑیوں کے رنگ اس کی کلاسیوں میں اس بڑی طرح پھنسے ہوئے تھے کہ جیسے موٹی عورت کی کلائی میں تنگ چڑھی پھنس جاتی ہے اس لئے ان میں سے تو کلاسیاں کسی طرح بھی نکل نہ سکتی تھیں۔ عمران نے اس طرف سے مایوس ہونے کے بعد اپنے بازوؤں کو زور دے آگے کی طرف جھٹکا دیا تاکہ وہ ان کہوں کو دیوار سے نکال سکے لیکن کپ پتھروں میں اس مضبوطی سے جڑے ہوئے تھے کہ باوجود کافی کوشش کے وہ انہیں ذرا بڑا بھی بلا نہ سکا لیکن عمران نے کوشش ترک نہ کی اور وہ مسلسل بانوؤں کو جھٹکے دیتا رہا۔ زنجیروں کے ہلنے کی وجہ سے کردہ ان کی کھڑکھڑاہٹ سے گونج رہا تھا کہ اسے یکلخت دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے کوشش ترک کر دی۔ سامنے والی دیوار میں دروازے کی بجائے ایک خلا تھا اور خلا کی دوسری طرف دیوار سرنگ نظر آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ اس سرنگ کے اندر ہی کسی خاص مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ دوڑتے ہوئے تھوڑا کی آوازیں قریب آ گئیں اور پھر دروازے پر ایک کا فرستانی نمودار ہوا اور اسے دیکھ کر عمران چونک پڑا کیونکہ وہ اسے جانتا تھا کہ یہ کا فرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کا ایجنٹ کرشن تھا۔ کرشن کے پیچھے ناواشنکو تھا جس کے چہرے پر بڑی طنز یہ سی مسکراہٹ تھی۔

”تمہیں خود بخود دیکھے ہو؟“ ایک عمران؟“ کرشن

باتیں بتا دیں؟ — ناوا واشنگو نے جواب دیتے ہوئے کہا:
 "ناوا واشنگو درست کہہ رہا ہے عمران۔ اسے واقعی غم
 نہ تھا کہ ہم نے اس سرنگ کا پتہ نکال لیا تھا اور پھر ہم نے
 اس سرنگ کے ایک حصے کو اپنے پوائنٹ نمبر ٹوکے طور پر
 استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس ٹکڑے کے ساتھ اس سے
 بھی بڑے بڑے چار ٹکڑے موجود ہیں جنہیں شاید ٹکڑی کو ٹاکر
 کرنے کی غرض سے تعمیر کیا گیا تھا۔ بہر حال حفاظت کی غرض
 سے ہم نے سرنگ میں ہر قسم کے حفاظتی انتظامات کر لئے تھے۔
 نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے ہی تم سرنگ میں داخل ہوئے ہمیں تمہاری
 آمد کا علم ہو گیا اور نتیجے میں تم اس حالت میں موجود ہو۔ باقی را
 یہ ناوا واشنگو تو یہ ایک معصوم اور سیدھا سادھا آدمی ہے، جو
 پاگل پن کی حد تک سفید عورتوں میں دلچسپی لیتا ہے اس لئے
 اسے ہینڈل کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے اور ہم اسے زندہ
 رکھنے پر مجبور اس لئے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ جب تک ہمارا
 مشن مکمل نہ ہو جائے مرنے یا قبائلی گوبھاری یہاں موجودگی کا علم
 ہو سکے اور ان کے ذریعے بات تا بات اور شکران کے اعلیٰ حکم
 کے فرائض میں آجائے؟ — اس بار کرشن نے مقامی
 کا فرستانی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا تھا
 ایسا وہ اس لئے کر رہا ہے تاکہ ناوا واشنگو سمجھ نہ سکے۔
 "ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آگیا ہے کہ ناوا واشنگو نے سارے
 نہیں کی لیکن اب تم کیا چاہتے ہو؟ — عمران نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہرچ بتا دوں تمہیں عمران۔ میں چاہتا تو تمہیں اس
 ہوشی کے عالم میں گولیوں سے اڑا دیتا لیکن اس طرح مجھے ہرگز
 لطف نہ آتا۔ میں تم جیسے مشہور ایجنٹ کو جس سے ایک دنیا
 خنزدہ ہے اپنے سامنے ایڑیاں دگر دگر کر دے گا اور گھٹکیا گھٹکیا
 کرتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں تمہارے حلق سے نکلنے والی جینیں
 سنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے سے رحم کی بھیک مانگتا دیکھنا
 چاہتا ہوں اور ہاں یہ بھی سن لو کہ اگر تم میرے سامنے جھک جاؤ
 اور مجھ سے رحم کی بھیک مانگو تو ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ
 دوں لیکن میں تمہاری دونوں آنکھیں ضرور نکال دوں گا تاکہ تم
 آئندہ کبھی کا فرستان کے خلاف حرکت میں نہ آسکو۔ بلوکیا
 ہاتھ ہو اور یہ بھی سن لو کہ میں اس وقت یہاں کا مکمل انچارج
 ہوں۔ یہاں صرف میرے ساتھی ہیں۔ دو سیاہی ٹیم کا انچارج
 ایکوف سپر میزائلوں کے اڈے میں ہے اور اس اڈے کو ہر
 اڈے سے مکمل طور پر کیمرہ غلاج کر دیا گیا ہے۔ اب مشن کی تکمیل
 سارے کوئی آدمی اڈے کے اندر جاسکتا ہے اور نہ کوئی باہر
 نکلتا ہے اس لئے تمہاری موت اور زندگی کے فیصلے کا مکمل
 اختیار میرے پاس ہے؟ — کرشن نے جس انداز میں
 لعل بولتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بچے اور چہرے پر اس
 ٹکڑے دوران جو تاثرات ابھرے تھے اس سے عمران نے
 غلط طور پر سمجھ لیا تھا کہ کرشن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اس پر

”تم شاید ناواشکو کو ہمارے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہو لیکن تم سے زیادہ میں اس کی نفسیات جانتا ہوں۔ اسے جنگلوں سے زیادہ سفید خام عورتوں سے دلچسپی ہے اس لئے بے فکر رہو۔ کیونکہ ناواشکو میں درست کہہ رہا ہوں۔“

کرشن نے مڑ کر خاموشی کھڑے ناواشکو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو کرشن۔ یہ مقدس جنگل ہیں یہ نہیں جلی سکتے۔“ ناواشکو نے سیاٹ بچے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ہونٹ بچھین گئے۔ اب تک اس نے یہ ساری باتیں اس لئے کی تھیں کہ شاید ناواشکو حرکت میں آجائے لیکن ناواشکو پاگل تھا اور پاگل سے کیا امید رکھی جاسکتی تھی۔

”جاؤ اور میرے ساتھیوں کو بھی یہیں بلا لاؤ اور انہیں کہو کہ وہ خاردار کوڑا ابھی ساتھ لے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ عمران کتنی قوت برداشت رکھتا ہے۔“ کرشن نے بڑے فائنڈامینڈ میں کہا اور ناواشکو مرمجھکائے دروازے والے قفل کی طرف مڑا گیا۔ قفل میں سے گزرتے ہوئے اس نے مڑ کر ایک بار عمران کی طرف دیکھا اور پھر تیزی سے اگے بڑھ گیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم جس طرح کھڑے ہوئے ہو۔ اس صورت میں تم مکمل طور پر بے لیس ہو چکے ہو ورنہ تم سے کچھ

پوری طرح عمل درآمد کر کے ہی رہتے گا۔“

مجھے معلوم ہے کرشن کہ تم جس ٹولے سے تعلق رکھتے ہو وہ اس طرح بندھے ہوئے پر سیر بن جایا کرتے ہیں درز تمہاری جو اوقات ہے وہ سب جانتے ہیں، ٹھیک ہے۔ تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ ہم لوگ کسی ذاتی مشن پر یہاں نہیں آئے کہ میں تم سے اپنی جان بچانے کے لئے رحم کی بھیج مانگتا رہوں۔ ہم اپنے ملک کی سلامتی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اہلکی سلامتی کے مقابلے میں ہماری جانوں کی اہمیت نہیں ہے ہم تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ان خوفناک میزائلوں سے بچ جائے۔ اس طرح دوہرا فائدہ ہو گا کہ یہ جنگل بھی راکہ ہونے سے بچ جائیں گے اور ہمارا ملک بھی۔“ عمران نے سیاٹ بچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ تم شاید سمجھ رہے ہو کہ تم ضرورت سے زیادہ مضبوط اعصاب کے مالک ہو اس لئے تم تشدد برداشت کر جاؤ گے لیکن تم کرشن کو اچھی طرح نہیں جانتے۔ میں تمہیں اپنے پیروں پر جھکا کر ہی دم لوں گا۔“ کرشن نے چپختے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں بھی اچھی طرح جانتا ہوں اور اس ناواشکو کو بھی، جو صرف سفید خام عورتوں کے چکر میں سارے جنگل کے لئے جلوانا چاہتا ہے۔ بہر حال تم سے جو ہو سکے وہ کر عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اس نے مارٹینا کے پاؤں کے نیچے آگ مچائی تھی اور اس وقت سے میرے دل میں اس کے خلاف آگ بھری ہوئی ہے۔۔۔۔۔
ناداشنگو نے جواب دیا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ تم شروع ہو جاؤ لیکن سنبھلنا یاد رکھو۔“
نہیں رگنا چاہیے۔۔۔۔۔ کرشن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بالکل نہیں رگے گا صاحب۔۔۔۔۔ ناداشنگو نے کہا اور پھر اس نے مضبوطی سے کوڑے کا دستہ مٹھی میں جکڑا اور ایک قدم آگے بڑھا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ وہ واقعی ان زنجیروں کی دھڑ سے بے بس ہو کر رہ گیا تھا لیکن اس ناداشنگو نے باہر جاتے ہوئے جن نظروں سے مراد اسے دیکھا تھا اس سے عمران کے ذہن میں ایک امید پیدا ہوئی تھی کہ اس کی باتیں اپنا اثر کر چکی ہیں لیکن اب اس ناداشنگو کی حرکتیں اس امید سے قطعاً برعکس نظر آ رہی تھیں اور عمران سوچنے لگا کہ کیا واقعی اب اسے انسان کو اس کی انفعیات کے مطابق ڈال کر ناجائز سمجھا گیا ہے یا پھر یہ ناداشنگو میرے سے انسان ہی نہیں ہے۔

”اجازت ہے جناب۔۔۔۔۔ ناداشنگو نے ایک قدم پیچھے کھڑے ہوئے کرشن کی طرف رخ موڑتے ہوئے کہا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ کرشن کوئی جواب دیتا ناداشنگو کا وہ ہاتھ جس میں اس نے کوڑے کا بھاری دستہ پکڑ رکھا تھا۔ کبلی کی سی تیزی سے حرکت کر گیا اور دستہ پوری قوت سے کرشن کی پیشانی پر پڑا اور کرشن الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ ضرب اس قدر اچانک اور زوردار

بعید نہ تھا کہ تم کسی بھی دقت سے چوٹیں بردہ دیتے لیکن اب چاہے تم کتنی بھی طاقت استعمال کرو ان زنجیروں سے کسی طرح بھی آزاد نہ ہو سکو گے اور ابھی تمہاری چیخوں کی موسیقی اس کمرے میں گونجنی شروع ہو جاوے گی؟۔۔۔۔۔ کرشن نے بڑے طنز پر بولے میں کہا۔

”سپر ایکٹ صاحب۔۔۔۔۔ سپریشن بدلنے کے لئے صرف طاقت ہی کام نہیں آتی اور بھی طریقے ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے ہمیں کسی طریقے کا تجربہ سترڈی دیر میں ہی ہو جائے۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے طنز پر بولے میں کہا۔

”نکدہ کو دیہاں تمہارا کوئی طریقہ کام نہیں آ سکتا؟۔۔۔۔۔ کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لئے ناداشنگو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا تھا۔

”میرے ساتھی ہمیں بلالائے؟۔۔۔۔۔ کرشن نے چمک کر ناداشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ جناب کچھ کھاپی رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہم ابھی آجاتے ہیں۔“
ناداشنگو نے موہ بانہ بولے میں کہا۔

”ہونہ ٹھیک ہے۔ میں تو صرف انہیں اس عمران کی چیخیں سنانا چاہتا تھا۔ وہ اس سے پہلے صد خوفزدہ تھے۔ بہر حال چیخیں تو یہاں سے بھی ان تک پہنچ جائیں گی۔ ادھر لاؤ کوڑا؟۔۔۔۔۔ کرشن نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”صاحب اگر آپ اجازت دیں تو میں اس یر کوڑے پر مسائل

میں نے انہیں بڑی مشکل سے یقین دلایا تھا کہ میں ان کے ساتھ ہوں، اس کرکشن کے ساتھ چار ساتھی تھے، میں جب کوڑا لینے گیا تو میں نے ان سے کہا کہ کرکشن صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنے گھر سے باہر نہ آئیں لیکن مسئلہ یہ تھا کہ کرکشن کو میں نے جیب میں یہ مشین پیش ڈالتے دیکھ لیا تھا اور اس کا ہاتھ بھی مسلسل جیب میں تھا۔ اگر کرکشن بیچ پڑتا تو لازماً اس کے ساتھی آجاتے اور میں مارا جاتا۔ اس لئے میں نے اس کی پیشانی پر دھتے کی زور دار چوٹ لگائی تاکہ یہ چیخے بغیر بیہوش ہو جائے اور مشین پیش بھی استعمال نہ کر سکے۔ جب میرا مقصد پورا ہو گیا تو میں نے اس کے ساتھیوں کو مار دیا۔ ناواشنگٹون نے بڑے اطمینان سے عمران کو ساری صورت حال بتائی مشرّع کردی اور عمران خاموشی سے اس کا یہ کارنامہ سناتا رہا۔

مجھے پہلے ہی یقین تھا ناواشنگٹون کو تم بچید ذہین اور عقلمند آدمی ہو۔ اس لئے میں مطمئن تھا، پھر حال اب خاتمہ کر کے میری زنجیریں توڑ دو تاکہ میں اس جکڑ بند سے تو آزاد ہو سکوں۔ عمران نے صرہ جاتے ہوئے کہا۔

سنو میں نے یہاں کرکشن کے ساتھیوں کی جو باتیں سنی ہیں ان کے مطابق میرے جنگجوؤں کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے اور یہ بھی سنسن لو کہ میں نے تمہارے خلاف کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھائی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں سے لڑوں گا، مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے جنگجوؤں کی

لگی تھی کہ وہ جرح بھی نہ سکا تھا اور بیچے گرتے ہی لڑی بے حس و حرکت ہو گیا جیسے زندہ آدمی کی بجائے کوئی لاکش بیچے گری ہو، اور ناواشنگٹون گفت اس پر چیخا اور اس سے کرکشن کے کٹ کی دائیں جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک مشین پیش موجود تھا، اور مشین پیش اٹھائے وہ پہلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس خلا سے باہر نکل گیا، کوڑا اس نے وہیں فرش پر پھینک دیا تھا اور عمران کے لمبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی، اس کا خیال آخر کار درست ہی ثابت ہوا تھا اور اس کا مظلوم تھا کہ ناواشنگٹون انسان بھی ہے اور خاصا سمجھدار بھی ہے کیونکہ اگر نہ جس انداز میں یہ سارا کام کیا تھا اس سے عمران سمجھ گیا کہ وہ نہ صرف کرکشن کی جیب سے وہ مشین پیش حاصل کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ کرکشن کے حلق سے کوئی آواز بھی نکل نہ سکے، لہذا اس نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا تاکہ کرکشن کے ساتھیوں کی توجہ کرکشن کا علم نہ ہو سکے، اسی لمحے مشین پیش کی نافرمانی اور انسانی چیخوں کی آوازیں دور سے سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد خاموشی طاری ہو گئی، قدموں کی تیز آوازیں سرنگ میں ابھرا اور ناواشنگٹون ہاتھ میں مشین پیش پکڑے واپس خلا میں داخل ہوا، تم نے دیکھ لیا کہ میں نے غداری نہیں کی اور میں کیسے کر سکتا تھا، میں نے مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھائی تھی اور پھر مجھے معلوم ہے کہ ان کے خوفناک ہتھیار سے ہمارے ساتھ جنگل جل کر راکھ ہو جائی گے لیکن میں موقع کی انتظار میں تھا۔

تھی اور اس وقت میں نے اپنی جان بچانے کے لئے قسم کھائی
 تھی لیکن تم نے ایک کھبا کے ہاتھوں مجھ ناناوشنگو کے سر پر حجرہ
 مردائے ہیں۔ میں اس بات کو زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔ میرا دل
 تو کہہ رہا ہے کہ میں تمہارے جسم پر کرکشن کی خواہش کے مطابق
 کوڑے برساؤں لیکن چونکہ میں نے قسم کھائی ہے اس لئے میں
 مجبور ہوں۔ اب میں یہاں سے واپس جا رہا ہوں اور تم نے کھبا
 کے ہاتھوں میری جو بے عزتی کرائی ہے اس کے بدلے میں تمہاری
 سفید عورت کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ جب
 تک نیلی بوتل میں موجود دوا کے قطرے منہ میں نہ ڈالے جائیں، یہ
 عورت ہوش میں نہ آئے گی کیونکہ انہوں نے میرے منہ میں بھیجی
 قطرے ڈالے تھے۔ میں وہ بوتل ساتھ لے جا رہا ہوں۔ واپس جا کر
 میں مارٹینا اور تمہاری سفید عورت جولا کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں
 گا اور اگر تم یہاں سے زندہ بچ کر آئے تو پھر میں تم سے اپنا اختیار
 لوں گا ورنہ تمہاری لاشیں یہیں پڑی رہیں گی۔ ناناوشنگو نے
 بڑے سرد ہنسنے میں کہا اور تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جدھر جولا
 اسی طرح زنجیروں میں جکڑی ہوئی موجود تھی۔
 ” اچھا ایک کام تو کرتے جاؤ۔ وہ بوتل لا کر میرے ساتھ لے
 کو تو ہوش میں لائے جاؤ۔“ عمران نے ہونٹ چباتے
 ہوئے کہا۔
 ” جس طرح تم بغیر اس دوا کے ہوش میں آ گئے ہو اسی طریقے
 سے تمہارے ساتھی بھی آجائیں گے۔“ ناناوشنگو نے

لب دیا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر ناناوشنگو کے ہاتھ میں موجود
 اینٹیشن پشیل کی نائزنگ سے گونج اٹھا۔ زنجیروں کے ٹوٹنے کی آوازیں
 بھی اس نائزنگ کی گونج میں شامل تھیں۔ دوسرے لمحے جولا بازوؤں
 کی زنجیریں ٹوٹنے کی وجہ سے نیچے فرسکش پر جاگری۔ ناناوشنگو اب اس
 کے پیروں میں بندھی ہوئی زنجیریں ٹوٹنے کے لئے اس پر جھک گیا۔
 لڑاں کا ذہن اب تیزی سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کے بارے میں
 سوچ رہا تھا کیونکہ ناناوشنگو کا کردار واقعی عجیب و غریب ثابت ہو رہا
 تھا۔ وہ ہر وقت قلا بازیاں کھاتا رہتا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب
 اگر یہ ناناوشنگو بیہوش جولا کو اٹھا کر واپس چلا گیا تو بیہوش بڑا ہوا
 کرکشن ہوش میں آئے ہی ان سب کو گولیوں سے اڑا دے گا لیکن
 بس انداز میں وہ بندھا ہوا تھا وہ انداز ایسا تھا کہ آزاد کی کوئی
 فریب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور حقیقتاً وہ اس بار اپنے آپ
 کو بے بس محسوس کر رہا تھا اسی لمحے گولیاں چلنے کی آواز دوبارہ سنائی
 دی اور اس بار جولا کے پیروں کی زنجیریں بھی ٹوٹ گئیں۔ دوسرے
 لمحے ناناوشنگو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اینٹیشن پشیل اپنی جیب میں ڈالی اور
 جھک کر بیہوش جولا کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر لا دیا۔
 ” سنو ناناوشنگو۔ کیوں نہ ہم نیا معاہدہ کر لیں۔“ عمران
 نے اس کے منہ میں ہاتھ ڈالا۔
 ” معاہدہ؟ کیسا معاہدہ؟“ ناناوشنگو نے دروازے کی
 طرف بڑھتے بڑھتے رک کر حیرت بھرے ہنسنے میں پوچھا۔
 ” سنو! میں جانتا ہوں جولا کو جیسے ہی ہوش آئے گا وہ

اس بات کا اشتعال سکول لگا کر تم نے ایک حق رکھیا ہے ہاتھوں
 لہنا و ناشکو کے سر پر جوتے برس کر میری توہین کی تھی؟ —
 ناشکو نے بڑے مسرت بھرے ہلچے میں کہا اور پھر اس نے
 بلی کو فرش پر بٹخ دیا۔

اس عورت کی مجال ہے کہ نا و ناشکو کے مقابلے میں آ سکے۔
 دیکھنا یہ کس طرح بھیڑ ہوتی ہے۔ میں ابھی جا کر وہ دو اسے
 تا ہوں۔ — نا و ناشکو نے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا
 رواڑہ نما خلا سے باہر چلا گیا۔ عمران اب یہی دعا کر رہا تھا کہ
 دلیا کے ہوش میں آنے سے پہلے یہ کرشن نہ ہوش میں آ جائے
 سے معلوم تھا کہ جولیا کے ہوش میں آنے کے بعد صورت حال
 بدیل ہو جائے گی لیکن کرشن صرف پیشانی پر چوٹ کھانے کی
 بد سے بیہوش ہوا تھا۔ وہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتا تھا۔
 اس وقت اسے بھی اس کرشن کی طرف سے ہی خطرہ تھا۔

نہ لمحوں بعد ہی نا و ناشکو واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک
 سی بوتل تھی جو گہرے نیلے رنگ کی تھی اس پر جریبل لگا ہوا
 نا اسے دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس پر سائینائیڈ
 برکے الفاظ اور موت کا مخصوص نشان صاف نظر آ رہا تھا۔

”ارے ارے نا و ناشکو یہ تم فلفلہ بوتل لے آئے ہو۔ یہ تو زہر
 — قاتل زہر؟ — عمران نے لکھت چیتے ہوئے
 نا۔ نہیں یہی ہو کش میں لانے والی بوتل ہے۔ مجھے معلوم ہے

تہمارے لئے ایک مشکلی عورت بن جائے گی۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں
 ہے کہ جولیا اپنی رضا مندی سے ساری عمر تمہارے پاس رہنے کے
 لئے تیار ہو جائے؟ — عمران نے کہا۔

”اس کی تم فکر نہ کرو عورتوں کو سیدھا کرنا میں جانتا ہوں۔
 سفید نام عورتیں تو بے حد بزدل ہوتی ہیں۔ میں نے تو شرابا اور کھیا
 کی بڑی بڑی سخت مزاج اور انتہائی لڑاکا عورتوں کو بھیڑی بنایا ہے
 ہے۔ — نا و ناشکو نے بڑے غریبے ہلچے میں کہا۔

”تمہیں اپنے متعلق شدید غلط فہمی ہے نا و ناشکو۔ جولیا تم سے
 ہرگز سیدھی نہیں ہو سکتی۔ یہ ہمیشہ فیڈھی ہی رہے گی۔ اگر تمہیں میری
 بات پر شک ہو تو بیلے شک آدھا کر دیکھ لو؟ — عمران نے
 ایسے ہلچے میں کہا جیسے اسے چیلنج کر رہا ہو۔ وہ جس حد تک بھی
 نا و ناشکو کو سمجھا تھا اس حد تک اس کی نصیحت کو استعمال کرنے
 پر مجبور تھا۔

”تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔ مجھے نا و ناشکو کو — ٹھیک ہے
 مجھے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں ابھی تمہارے سامنے اس
 عورت کو بھیڑ بنا سکتا ہوں لیکن ایک مشروط ہے کہ اگر میں کامیاب
 رہا تو پھر میری مقدس بدعہ والی قسم ختم؟ — نا و ناشکو نے
 تیز ہلچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظر ہے؟ — عمران نے فوراً
 ہی اثبات میں سر جلاتے ہوئے کہا۔

”واہ اب مزہ آئے گا۔ اب میں تم پر کوڑے برس کر تم —

نہیں اُسکتی۔۔۔ عمران نے اسے زور سے پیچھے ہٹنے سے روک کر اس کی آواز بھرا گئی۔

”تم خواہ مخواہ پیچھے جا رہے ہو۔۔۔ بیوقوف آدمی جب بے رحم رہا ہوں کہ یہی بولتا ہے تو پھر یہی بولتی ہوگی۔۔۔“

ناوا شنگو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا کرکشن پر تجر بہ کر لو۔۔۔ وہ بھی تو بیہوش پڑا ہے اگر وہ بیہوش ہیں آگیا تو میں مان جاؤں گا اور اگر وہ مر گیا تو تم مان جانا۔۔۔“ عمران نے فوراً ہی کہا۔

”ارے ہاں یہ کرکشن تو واقعی بیہوش پڑا ہے۔ یہ مرا تو نہیں مجھے تو خیال ہی نہ رہا تھا۔ بہر حال ابھی تو بیہوش پڑا ہے۔ اس عورت کو ہوش میں لانے کے بعد اسے جس مار دلیں گا۔۔۔“

ناوا شنگو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر جولیہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ مسلسل اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا اور عمران کی دائمی بان پر مبنی تھی۔ اس قدر خطرناک صورت حال سے واقعی زندگی میں پہلے اس کا واسطہ نہ پڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک قطرہ

نقیقہ جولیہ کی جان لے لے گا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے۔ جولیہ کا اس کے سامنے اس طرح موت کے منہ میں چلا جانا اس کے لئے ناقابل برداشت تھا لیکن وہ بے بس اور مجبور

فرا تھا۔

ابھی دیکھو یہ عورت کیسے ہوش میں آتی ہے؟۔۔۔ ناوا شنگو نے مطمئن انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شیشی کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔ اب تو عمران کی جان پر مبنی کیونکہ یہ پاگل ناوا شنگو اس طرح جولیہ کو یقیناً موت کے منہ میں دھکیل دیتا۔

”ارے ارے رک جاؤ ناوا شنگو۔۔۔ یہ زہر ہے۔ قاتل زہر۔۔۔“ عمران نے بے اختیار چیخے ہوئے کہا۔

”کچھ بھی ہے۔ بہر حال اس سے یہ لڑکی ہوش میں آئے گی۔“ ناوا شنگو اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔ اس نے ڈھکن کھلا اور پھر اس نے بوتل جولیہ کے منہ کی طرف بڑھائی اور عمران کے

ہونٹ پہنچ گئے۔ اس کی آنکھوں سے غصے کی شدت سے شعلے سے نکلنے لگے۔ اس نے لاشعوری طور پر اپنے بازوؤں کو زور سے اُگے کی طرف جھٹکا دیا لیکن زنجیریں صرف کھڑکھڑا کر رہ گئیں۔

ناوا شنگو نے جو اس دوران سائینائیڈ زہر کے قطرے جولیہ کے منہ میں ڈالنے کے لئے ایک ہاتھ سے اس کے جبڑے پیچھے میں مصروف تھا نا کر بیہوش جولیہ کا منہ کھل سکے۔ زنجیروں کی

کھڑکھڑاہٹ سن کر چونک کر عمران کی طرف گردن موڑ کر دیکھا۔

”رک جاؤ۔۔۔ ہمیں مقدس بدھ کی قسم رک جاؤ۔ یہ وہ شیشی نہیں ہے۔ تم غلط شیشی لے آئے ہو۔ اس کا ایک قطرہ ہی اگر جولیہ کے منہ میں گیا تو جولیہ دس برسے لمبے مردہ ہو

جاسے گی اور ظاہر ہے مردہ سفید نام عورت تمہارے کسی کام

سے اگر ٹیڑھا کر رہا تھا۔

• رنگ جاؤ — رنگ جاؤ : — عمران بے اختیار چیخ پڑا۔ لیکن اس بار ناداشکو نے اس کی بات ہی نہ سنی۔ وہ آہستہ آہستہ کشیشی کو ٹیڑھا کر رہا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ صرف چند قطرے ہی ڈال چاہتا تھا اور اب بے اختیار عمران کے دل سے کرکشن کے جوش میں اُٹنے کی دعا نکلتے گئی۔ پہلے تو وہ یہ دعا مانگ رہا تھا کہ جولیا کے ہوش میں اُٹنے سے پہلے کرکشن جوش میں نہ اُٹے لیکن اب اس کے دل کی گہرائیوں سے خود بخود دعا نکلتے ملے تھی کہ کاش کرکشن فوراً جوش میں اُجھائے۔ بعد میں جو ہوگا سو ہوگا لیکن کم از کم جولیا فوری طور پر تو اس پانگل کے ہاتھوں اور عمران کے سامنے موت کے منہ میں جانے سے تو بچ جائے گی لیکن یہ ضروری تو نہیں ہوتا کہ ہر دعا قبول ہی ہو جائے۔ نہ ہی کرکشن جوش میں آیا اور نہ ہی ناداشکو کا ہاتھ رکا۔ وہ مسلسل ہاتھ کو ٹیڑھا کرتا گیا اور اب کشیشی اس پوزیشن میں آگئی تھی کہ جولیا کی موت ہر صورت میں یقینی ہو گئی تھی۔ عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ذہن میں جولیا کی موت کے تصور سے جیسے اُلٹش فشاں سے مسلسل چھٹ رہے تھے بے لیں اور بے چارگی کے شدید ترین احساس کی وجہ سے اس کا پورا جسم پسینے میں اس طرح ڈوب گیا تھا کہ جیسے وہ ابھی نہا کر باہر نکلا ہو لیکن بہر حال حقیقت حقیقت ہی ہوتی ہے اور کیفیات کسی بھی ہونے بہر حال حقیقت کو نہیں بدل سکتیں اور جولیا کی موت اب

حقیقت کا روپ دھار چکی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ اب جبکہ کرکشن آنکھیں کھولے گا تو جولیا کی لاش ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اُٹے گی۔ اس کے ہونٹ اس طرح پھینگ گئے تھے کہ جیسے جولیا کی روح اس کے جسم کے اندر موجود ہو اور وہ اس روح کو اپنا ہر نیکٹے سے روکنا چاہتا ہو۔ عمران کی اپنی بے بسی اور جولیا کی یقینی موت دونوں انتہائی خوفناک حقیقتوں کے بیک وقت وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے عمران کے ذہن میں جو خوفناک کشمکش پیدا ہوئی اسے عمران کا ذہن بھی زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا۔ اور قدرتی رد عمل کے طور پر عمران کے ذہن پر تاریکی چھانے لگی۔ یہ بھی قدرت کا بدامنی نظام تھا اور نہ جو حالت عمران کے ذہن کی اس وقت ہو رہی تھی اگر وہ بیہوش نہ ہوتا تو لازماً اس کے ذہن کی کوئی نہ کوئی رنگ چٹ جاتی۔ بہر حال بیہوشی سے عمران کو اس فوری حذاب سے فوری طور پر یہی سہی چھٹکا کا ضرور حاصل ہو گیا لیکن ظاہر ہے عمران کے بیہوش ہو جانے سے حقیقت تو نہ بدل سکتی تھی۔ وہ جولیا کو تو موت سے نہ بچا سکا۔ البتہ خود اس کی گردن ڈھک گئی۔

ساتھی مارے گئے ہیں۔ کیا وہ ریجن ایریا میں آگئے تھے اور؟
 راسکوف نے شدید حیرت بھرے ہلچے میں پوچھا۔
 "انہیں باکس۔ یہ لوگ مرنگ سے اندر داخل ہونے
 تھے اور؟" — کرکشن نے جواب دیا۔

"اودہ پوائنٹ ٹو والی مرنگ سے — اودہ ویری ہیڈ۔ اس
 کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس مرنگ کا انہیں کیسے پتہ لگ
 گیا۔ میں سمجھ گیا یہ اس ناواشنکو کی وجہ سے ہوا ہوگا۔ پھر کیا ہوا
 تفصیل بتاؤ اور؟" — راسکوف نے تیز تیز ہلچے میں بات
 کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اندازہ درست ہے باس۔ واقعی ناواشنکو انہیں
 لے آیا تھا لیکن اب ناواشنکو سمیت سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور؟
 کرکشن نے جواب دیا۔

"کس طرح کرکشن — آخر کس طرح — پوری تفصیل بتاؤ۔
 یہ لوگ اتنی آسانی سے تو مرنے والے نہ تھے اور؟ —
 راسکوف نے یقین نہ کرنے والے ہلچے میں کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے باس۔ یہ واقعی آسانی سے
 مرنے والے نہ تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرے چاروں ساتھی
 بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں اور میں بھی مرتے مرتے بچا
 ہوا اور؟" — کرکشن نے جواب دیا۔

"اودہ تم تفصیل کیوں نہیں بتاتے — کیا چیز چھپا رہے ہو
 اور؟" — راسکوف نے غلج کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسے

دیتے ہی اس ٹکسٹرکونی کے ٹرانسمیٹر کا ایک بلب جل اٹھا۔
 یہ سبز رنگ کا بلب تھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈائل پر موجود سرف
 بھی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی دوسری طرف موجود ہند سے پر
 پہنچ کر رک گئی۔ راسکوف نے دوسرے بین کو پرسیس کیا اور پھر
 بلن مشروخ کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — باس راسکوف کانگ کرکشن اور؟ —
 راسکوف نے تیز ہلچے میں کہا۔ وہ بار بار بین کو پرسیس کر کے یہی فقرہ
 دوہرا رہا تھا۔ کافی دیر تک تو کال آؤٹ نہ ہوئی لیکن پھر اچانک
 دوسرا سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ سرف
 رنگ کا بلب بج گیا۔
 "لیسن کرکشن آؤٹنگ اور؟" — کرکشن کی آواز ٹرانز
 سے ابھری۔

"تم نے کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی کرکشن
 اور؟" — راسکوف نے سچا پٹ کہا۔ اسے ہلچے میں پوچھ
 کر کہہ دیتی دیر کرکشن نے کال رسیو نہ کی تھی راسکوف کا ذہن
 کسی اندیکھے خطرے کے احساس سے بھرا رہا تھا۔ اسے لوں صرا
 ہوتا رہا تھا جیسے کوئی ہونک خطرہ اس کے اوڑے کو اپنی پیٹ
 میں لے چکا ہو۔

"صورت حال ہی ایسی ہو گئی تھی۔ بہر حال کامیابی مبارک
 ہو باکس؟" — کرکشن نے مسرت بھرے ہلچے میں کہا۔ ا
 "کیا مطلب — کیسی کامیابی۔ کیا وہ عمران اور اس کے

کرشن کے اس پہیلیاں بکھوانے والے انداز سے شدید کوفت جو رہی تھی

اچھے بہوش کر دیا۔ پھر اچانک مجھے بہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ برے ساتھ فرش پر عمران کی ساتھی سفید نام عورت مردہ پڑی تھی اور ناواشنگو انتہائی پریشانی کے عالم میں کھڑا اس مردہ سفید نام روت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں مانیٹائیڈ زہر کی شیشی تھی۔ بہر حال بہوش میں اُسے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے ڈالا کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ عمران اور اس کے ان ساتھی یہوش تھے۔ میں نے یہوشی کے عالم میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ پھر جب وہاں سے خارج ہو کر مشین روم میں آیا تو وہاں برے چاروں ساتھی مردہ پڑے تھے۔ ان کے جسم گولہوں سے چھلن آئے پڑے تھے۔ یقیناً یہ ناواشنگو کا کام تھا اور۔۔۔ کرشن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور تم نے بیک وقت دو متضاد خبریں دی ہیں۔ تمہارے اخیوں کے مرنے سے مجھے رنج ہے اور عمران اور اس ساتھیوں کی موت سے مجھے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے لیکن کیا کرنا ہے۔ اور؟۔۔۔ اسکوٹ نے کہا۔“

”جیسے آپ کا حکم باکس۔ اور۔۔۔ کرشن نے ب دیا۔“

”میں خود اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھنا ناہوں۔ تم ایسا کرو ان سب کی لاشیں مشین روم میں اکٹھی رہیں کیونکہ فٹا جنگ ختم کر دیتا ہوں۔ ظاہر ہے اس میں گتہ بگ جائے گا۔ اس کے بعد میں آسٹریلوشین کے

”بتا رہا ہوں باکس۔ آپ سے میں کی چھپاؤں گا اور کیوں چھپاؤں گا۔ ہوا یہ کہ جیسے ہی یہ لوگ سرنگ میں داخل ہوئے ہیں اطلاع مل گئی اور ہم ان کے استقبال کے لئے تیار ہو گئے۔ چونکہ نمبر نو کی شارٹ ریج میں ایٹان ریز چارجر کس تھا۔ اس لئے مجھے ان کا اس ریج تک آنے کا انتظار کرنا پڑا۔ پھر جب یہ لوگ اطمینان سے چلتے ہوئے ایٹان ریج میں آئے میں نے چارجر کو کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ پورا گروپ فوری طور پر بہوش ہو کر چرکنا واشنگو ان کے ساتھ تھا اور میں چاہتا تھا کہ ناواشنگو کو ہلاک کرنے کی بجائے اسے اپنے ڈھب پر لایا جائے۔ تاکہ شریا قبائل میں بے عینی پیدا نہ ہو جائے کیونکہ ناواشنگو کی موت زیادہ عرصے تک چھپی نہ رہ سکتی تھی چنانچہ میں نے بڑے کمرے میں موجود زنجیروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح جکڑ دیا۔ وہ ویسے بھی ایٹان ریز کی وجہ سے بہوش تھے لیکن پھر بھی میں کوئی دمک نہ لے سکتا تھا۔ ناواشنگو کو علیحدہ کمرے میں ہوش میں لایا گیا اور پھر تھوڑی سی بات چیت سے ناواشنگو مان گیا۔ میں نے اسے سفید عورتوں کا لالچ دیا جو اس کی کمزوری ہے۔ اس کے بعد میں ان لوگوں کے خاتمہ کے لئے بڑے کمرے میں گیا۔ ناواشنگو میرے ساتھ تھا لیکن اس کے بعد ایک عجیب تماشا ہوا۔ ناواشنگو نے اپنا ہیک مجھ پر حملہ کر دیا اور میری پیشانی پر زبردست چوٹ مارا۔

اس کے ساتھیوں کو پہلے ہی گولیوں سے چھلنی کر چکا تھا۔ سوال
جدا ہوتا ہے کہ اس ناداشکو نے کرسشن کو اس بیہوشی کے عالم
میں کیوں قتل نہ کیا۔ دو صریح بات اب میرے ذہن میں آ رہی ہے
کہ کرسشن نے یہ تو بتایا نہیں کہ اس نے کال دسیو کرنے میں دیر
کیوں کر دی؟ — راسکوف نے کہا اور ناروف بے اختیار
سر ہلانے لگا۔

”ہاس واقعی آپ کا ذہن سیکرٹ ایکٹوں کی طرح کام کرتا
ہے۔ میرے ذہن میں تو اس قسم کی کوئی بات آئی ہی نہیں حالانکہ
میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھا اس کی گفتگو سن رہا تھا؟ —
ناروف نے بڑے عجیب سے ہنسنے میں کہا۔

”ہاں سوچنے کی حد تک تو میں بھی سیکرٹ ایکٹ ہوں۔ بہر حال
تم کیمر فلانج ختم کرواؤ تاکہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی
لاشیں دیکھ سکوں؟ — راسکوف نے کہا اور ناروف سر ہلاتا
ہوا اٹھا اور مڑ کر بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا۔

ذریعے ان کی لاشیں دیکھوں گا۔ جب میری پوری طرح تسلی
جائے گی تب میں تمہارے لئے پیش دسے کھول دوں گا اور تم
ہمارے پاس آ جاؤ۔ اور؟ — راسکوف نے کہا۔
”ہاس آپ خود یہاں آ جائیں اور مشین کی بجائے براہ راست
اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھ لیں“ اور؟ — کرسشن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں اڈہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اسٹریو میں دیکھنے۔
ہی میری تسلی ہو جائے گی“ اور اینڈ آل؟ — راسکوف
نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا جمن آف کر دیا۔
”کیا آپ کو کرسشن کی بات پر یقین نہیں ہے ہاس۔ میر
تو خیال ہے وہ بے حد ذمہ دار آدمی ہے اور؟ — نارو
نے حیرت بھرے پہلے میں کہا۔

”وہ ہے تو ذمہ دار آدمی لیکن سچانے کیا بات ہے کہ
دل اس کی بات کو تسلیم نہیں کر رہا۔ اس کی ایک بات نے میر
ذہن میں کلنگ پیدا کر دی ہے۔ اس لئے بھی میں پوری طرح
کرنا چاہتا ہوں“ اور؟ — راسکوف نے منہ بناتے ہو
کہا۔

”کوئس بات ہاس؟ — ناروف نے بڑی طرح چڑ
ہوئے کہا۔

”اس نے بتایا ہے کہ ناداشکو نے اُسے بیہوش کر دیا۔
وہ جو کس میں آیا اور اس نے ناداشکو کو قتل کر دیا لیکن نہ

” میں تو تمہیں اس لئے ہوش میں لایا ہوں عمران کہ یہ شیشی
 فعال تھی۔ اس میں تو کچھ تھا ہی نہیں۔ اور اس طرح کی دوسری کوئی
 شیشی مجھے نظر نہیں آئی۔ اس لئے اب تم بتاؤ کہ تم کس طریقے سے
 ہوش میں آئے تھے تاکہ میں اس طریقے سے اس سفید عورت کو
 جوش میں لاؤں۔“ — ناداشکو نے تیز ہجے میں کہا۔

اس کی بات سن کر فوری طور پر عمران کے دل میں مسرت کی ایک
 نیرور ڈری اور ساتھ ہی اس کے حلق سے اطمینان بھری سانس
 نکلی تھی۔

” شیشی فعال تھی — اودھ دیا تو کتنا رحیم ہے۔ اگر شیشی فعال
 نہ ہوتی تو اب تک جریلا موت کی وادی میں داخل ہو چکی ہوتی؟ —
 عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

” بتاؤ اب میں زیادہ دیر تک یہاں رکتا نہیں چاہتا۔ جلدی کرو تاکہ
 اس سفید عورت کو ہوش دلا کر ساتھ لے جاؤں۔“ —
 ناداشکو نے تیز ہجے میں کہا۔

” ارے وہ کرشن — اس کا کیا ہوا۔ وہ ابھی تک ہوش میں
 ہیں آیا۔“ — عمران کو اچانک کرشن کا خیال آگیا۔

” وہ جوش میں آ رہا تھا۔ اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔ میں
 نے اس کے جوش میں آنے سے پہلے ہی اسے گولی مار دی۔“

داشکو نے کہا اور عمران نے گردن گھما کر دیکھا تو کرشن کی
 موڑ پر پردوں میں بکھری ہوئی تھی۔ ناداشکو نے گولیاں اس کی
 موڑی میں اتار دی تھیں۔

درد کی ایک تیز ہر عمران کے جسم میں پیدا ہوئی اور اس کا
 سوا جواز ذہن اچانک جاگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے
 کھلیں اور اس سے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ منظر خود بخود
 ابھرا یا جسے دیکھتے ہوئے وہ بہوش ہوا تھا۔ اس نے فوراً ہی
 نظریں گھما کر جریلا کی طرف دیکھا کیونکہ سامنے تو ناداشکو بٹاتے
 کوڑا اٹھائے کھڑا تھا اور یہ کوڑے کی ہی ضرب تھی جس کی وجہ
 سے عمران کی بیہوشی ختم ہوئی تھی۔ ناداشکو کو تو اس نے آنکھیں
 کھولتے ہی دیکھ لیا تھا جبکہ جریلا ایک سائیڈ پر تھی اس لئے اس
 کی طرف دیکھنے کے لئے اسے نظریں گھمانی پڑتی تھیں اور دوسرے
 لمحے اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھرائے کیونکہ جریلا
 کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ مردہ نہیں ہے حالانکہ سائنٹیفک کی کھلی
 ہوئی شیشی اس کے ساتھ ہی فرش پر پڑی ہوئی تھی۔

”ہاں میں بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن اس کے لئے تمہیں میرے ہاتھ ان زنجیروں سے آزاد کرنا پڑیں گے۔“ — عمران نے فوراً ہی ایک خیال کے تحت کہا،

”کیوں تم تو اس طرح بندھے بندھے جوش میں اگئے ہو۔۔۔ ناواشنگٹون تیز پیسے میں پڑھنا۔“

”سنو۔ یہ ایک مخصوص طریقہ ہے۔ میں خود تو مخصوص انداز میں بیہوش ذہن کو حرکت میں لکھو جوش میں آسکتا ہوں لیکن دوسرے کو جوش میں لانے کے لئے مجھے دونوں ہاتھوں سے کچھ دیر تک اس کی گردن کو مخصوص انداز میں حرکت دینی پڑے گی۔ سنو ڈراؤ! میرے پیر تو بہر حال بندھے ہوئے ہیں اس لئے تمہیں تو مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن تمہیں اپنی مشروط یاد ہے ناں عمران نے بڑے سرسری سے بیسے میں کہا،

”بہنیں تم خطرناک آدمی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کچھ کر گزرو۔ ناواشنگٹونے ہونٹ چباتے ہوئے کہا،

”میری تلاشی لے لو۔ خالی ہاتھوں سے میں کیا کر سکتا ہوں جبکہ تمہارے پاس تو مشین پشیل بھی موجود ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ناواشنگٹون کچھ دیر سوچا رہا،

”اگر میں ایسا نہ کروں اور بجائے اس کے تم سب کو اس عورت سمیت مادر کو الپس چلا جاؤں تو زیادہ بہتر نہیں ہے ناواشنگٹونے ہونٹ چباتے ہوئے کہا،

”یہ بہت ساری مرضی ہے۔ اگر تم اپنے ہاتھوں سفید عورت کو

مکھڑے ہو اور اس کے ساتھ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہونا چاہتے ہو تو جھیک سٹ میں کیا کر سکتا ہوں۔“ — عمران نے باب دیا اور ناواشنگٹون سر ہلاتا ہوا اُگے بڑھا اور اس نے وہ میں پکڑا جہاں مشین پشیل جیب میں ڈالا اور عمران کی تلاشی فی متروغ کر دی لیکن شاید انہیں باز نہ کرنے سے پہلے ہی ان کی اسی لی جا چکی تھی۔ اس لئے عمران کی جیبوں میں موجود سارا اسلحہ خالی تھا۔

جب ناواشنگٹون کی یوری طرح تسلی ہو گئی تو وہ پیچھے ہٹا۔ اس نے جیب سے مشین پشیل نکالا اور دوسرے لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے کمرہ کوچ اٹھا۔ چند لمحوں بعد عمران کے دونوں ہاتھ زنجیروں سے جیسے کی وجہ سے آزاد ہو چکے تھے۔ گولیاں چلا کر ناواشنگٹون بنائی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا،

”اب لے آؤ جوش میں اسے۔“ — ناواشنگٹون نے تقریباً اُس کے قریب رکتے ہوئے کہا۔ عمران اُگے کو جھکا اور پھر اس رخ جھکے جھکے انداز میں اس کے اپنے دونوں ہاتھ جویا کی طرف نکالے لیکن جویا چونکہ اس سے کافی فاصلے پر تھی اس لئے باوجود کوشش کے عمران کے ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکے،

”اسے قریب لے آؤ اور اس کا سر اور گردن کا رخ میری رت کر دو۔“ — عمران نے اپنے جسم کو سیدھا کرتے ہوئے کہا،

ناواشنگٹون تیزی سے اُگے بڑھا اور پھر اس نے جھک کر جویا

دینے کی وجہ سے اس کی انگلیاں خود بخود سیدھی ہو گئیں۔ مٹھن پٹیل کے درس پر گرنے کی آواز سننے ہی عمران نے یکھنت ایک زوردار جھٹکا دے کر تڑپتے اور زور لگاتے ہوئے ناواشو کو اگے کی طرف اچھال دیا۔ عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں وہ پیر مار کر مٹھن پٹیل کو دور نہ اچھال دے۔ اس طرح عمران کی اب تک کی ساری پلاننگ ہی ٹیل ہو جاتی۔ ناواشو زوردار جھٹکا لگنے سے بے اختیار اگے کی طرف دوڑتا چلا گیا اور عمران مٹھن پٹیل اٹھانے کے لئے تیزی سے پلکا لیکن جب تک وہ مٹھن پٹیل اٹھاتا ناواشو دوڑتا ہوا اس دروازے کا خلا سے باہر سرنگ میں پہنچ کر گھوم چکا تھا۔ عمران نے مٹھن پٹیل ہاتھ میں آتے ہی تیرکا سے اپنے پیروں سے بندھی ہوئی زنجیروں پر ناز کھولا۔ لیکن دوسرے لمحے طرح کی آواز سنائی دی اور عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ مٹھن پٹیل کا چمیر غالی ہو چکا تھا۔ عمران کے ہونٹ بڑی طرح بیچھ گئے۔ قسمت ہر لمحے ہر اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش اسے پہلے معلوم ہو جاتا کہ مٹھن پٹیل غالی سے تو وہ اس ناواشو کو تو زندہ نہ چھوڑتا کیونکہ اب ناواشو کسی بھی لمحے کوئی گن لے کر واپس آسکتا تھا اور ان زنجیروں کو توڑنے کے لئے کافی وقت چاہیے تھا۔ عمران کا ذہن یکھنت جیسے ماؤف سا ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر وہ کس طرح اپنے آپ کو آزاد کرائے کہ اسی لمحے خلا کی سائیڈ سے مٹھن گن کی نالی جھانکتی

کے ایک بازو کو پکڑا اور اسے گھسیٹا ہوا عمران کی طرف بڑھ لگا۔ عمران دلواری کے ساتھ پشت لگائے سیدھا کھڑا تھا۔ ناواشو کو لیا کو گھسیٹنے کے ساتھ ساتھ عمران کی طرف بھی بڑھے چونکہ وہ میں دیکھ رہا تھا لیکن عمران بڑے مطمئن انداز میں ڈھیل کھڑا رہے جیسے اس کا ارادہ حرکت کرنے کا بھی نہ ہو۔ ناواشو کو لیا کو گھسیٹتے ہوئے عمران کے قریب لے آیا اور پھر جیسے چیتا اپنے شکار جھپٹا سے اس طرح اچانک عمران کا جسم کھلی کی سی تیزی سے اگے کی طرف جھٹکا اور دوسرے لمحے ناواشو اس کے بازو اور میں پکڑا اس کے سینے سے لگا چکا تھا۔ عمران کا بازو ناواشو کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے اس کلائی پر جما ہوا تھا۔ میں ناواشو نے مٹھن پٹیل پکڑا ہوا تھا چونکہ سانس لینا آسان نہ تھا عمران براہ راست اس کے مٹھن پٹیل پر جھپٹ سکتا تھا کہ ناواشو نے جس ہاتھ میں مٹھن پٹیل پکڑا ہوا تھا وہ ہاتھ عمران کی طرف سے مخالف سمت میں تھا اس لئے عمران نے جھپٹ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور ناواشو گھوم کر اس کے سینے آگیا اور عمران کا ہاتھ اس کی کلائی پر جم گیا۔ ناواشو نے پکڑا اچھل کر اپنے آپ کو چھڑا دیا لیکن ظاہر ہے عمران کی گردن میں آجانے کے بعد اس کا شکل جانا ناممکن ہی تھا۔ عمران ایک جھٹکے سے اس کا مٹھن پٹیل والا بازو اوپر کو اٹھانا چاہا۔ اسی لمحے ناواشو کے ہاتھ سے مٹھن پٹیل نکل کر ایک جھٹکا سے پیچھے گرا۔ شاید عمران کی گرفت اس قدر طاقتور تھی کہ

ہوئی دکھائی دی۔ عمران کا خدشہ درست نکلا تھا۔

عمران نے مشین پٹیل کا ٹریگر بار بار دہانا شروع کر دیا اور مشین پٹیل سے مسلسل ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا تاکہ ناناواشنکو کو اطمینان ہو جائے کہ مشین پٹیل خالی ہے۔ ورنہ جس انداز میں اس مشین پٹیل کی موجودگی کی وجہ سے ڈر کر فائر کھولنا چاہتا تھا عمران لازماً اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو جاتا لیکن خالی پٹیل کی آواز سن کر ناناواشنکو لازماً سامنے آ جاتا اور وہی ہوا جیسے ہی کمرے میں خالی مشین پٹیل کی ٹرچ ٹرچ کی آوازیں گونجیں ناناواشنکو مشین گن اٹھائے اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید نفرت کے آثار نمایاں تھے۔

”ہا۔ ہا۔ دیکھا مقدس بدھ کی کرامات — تم نے مجھ سے دھوکہ کیا تو تمہارا پستول ہی خالی ہو گیا۔ ہا۔ ہا۔ اب جگمگو دھوکے کی سزا —“ ناناواشنکو نے مسرت سے ہنسنے لگے۔

”تم نے بھی مقدس بدھ کی قسم کھا کر دھوکہ کیا ہے اس لئے تمہاری مشین گن کا چیمبر بھی خالی ہے۔ ہشک دیکھ لو؟“ عمران نے بڑے پُرلقین ہنسنے میں کہا اور ناناواشنکو کی نظر اس بے اختیار مشین گن کے چیمبر کی طرف جھکی۔ اسی لمحے عمران کا وہ ہاتھ سجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ جس میں خالی مشین پٹیل موجود تھا۔ بھاری مشین پٹیل اڑتا ہوا لورڈی قوت سے ناناواشنکو

کی ناک پر پڑا اور ناناواشنکو چیخ مار کر نپشت کے بل اُلٹ کر گرا۔ اس کے جسم نے چونکہ انعطاری طور پر پیچھے کی طرف جھٹکا کھایا تھا اس لئے اس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر قدرے اگے کی طرف گری اور پھر اس سے پہلے کہ ناناواشنکو نیچے گر کر کھڑا ہوتا عمران اٹھنے کی طرف جھک کر مشین گن پر قبضہ کر لیا۔ اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور سنو اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔“ عمران نے عزائم سے بولے کہا اور ناناواشنکو ضرب کھا کر کھڑا ہو گیا۔ مشین پٹیل کی ضرب اس کی ناک پر اتنی قوت سے پڑی تھی کہ وہ پچک گئی تھی اور اس کی ناک سے خون نکل کر ان کے منہ اور ٹھوڑی سے بہتا ہوا نیچے گردن تک جا رہا تھا۔ ناناواشنکو کی آنکھیں بیک وقت تکلیف اور خوف سے سکڑ سکی تھیں۔

”مجھے مت مارو۔“ مجھے مت مارو۔“ تمہیں مقدس بدھ کی قسم مجھے مت مارو۔ میں اب تمہارے ساتھ کبھی کوئی دشمنی نہ کروں گا۔“ سامنے اٹھی ہوئی مشین گن دیکھتے ہی ناناواشنکو نے ادنیٰ آواز میں روتے ہوئے بلکے لگا کھیاتے ہوئے ہنسنے میں کہا اور عمران اس آدمی کی عجیب و غریب ذہنیت پر حیران رہ گیا کہ خطرے کا احساس ہوتے ہی وہ روئے، ٹھٹھکیانے اور قہقہے اٹھانا شروع کر دیتا ہے لیکن موقع ملتے ہی طوطے کی طرح آنکھیں بدلی لیتا ہے۔

”کوئی نہیں جاکر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ“

کے قطرے اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لاسکتے تھے کیونکہ اب تک وہ یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ بجلی کی طرح چمکنے والی ایسی کونسی چیز تھیں جن کی وجہ سے وہ پلک جھپکنے میں بیہوش ہو گئے تھے اور صرف بیہوش ہی ہوئے تھے۔ ان کے جسم مفلوج نہ ہوئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ناواشنگو نے یقیناً وہ شیشی دیکھی ہوگی جس سے اسے ہوش میں لایا گیا تھا لیکن اب اسے یہ شیشی ملی نہیں رہی۔ عمران چاہتا تھا کہ اپنے پیرا زاد کرار کو وہ ناواشنگو پر رسالات کر کے وہ شیشی ڈنڈہ لٹکائے ورنہ سارے ساتھیوں کی آکس قدر طویل بیہوشی ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

”میں غلاموں کی طرح تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔“ ناواشنگو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پھر چلو اس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ، جلدی کرو۔“ عمران نے تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا اور اسی بار اسی ناواشنگو اس کے حکم کی تعمیل میں دوڑتا ہوا دیوار کی طرف گیا اور دیوار سے لگ کر کسی بست کی طرح ساکت کھڑا ہو گیا۔ عمران نے مشین گن بیٹے کی اور ٹریگر دبا دیا۔ تو ٹرزا ہسٹ گی آواز کے ساتھ ہی زنجیر کے ٹکڑے ہو گئے۔ عمران نے ایک نظر ناواشنگو کو دیکھا لیکن وہ اسی طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ عمران نے مشین گن کا رخ بدلا اور ایک بار پھر تو ٹرزا ہسٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرے پیرے کے ساتھ بندھی ہوئی

چلو ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا؟ — عمران نے انتہائی سرور لہجے میں کہا۔

”پہلے وعدہ کرو کہ مجھے نہیں مارو گے؟ — ناواشنگو نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”جاؤ دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔“ عمران نے پہلے سے کہیں زیادہ غصیلے لہجے میں کہا تو ناواشنگو کا جسم لکھنت اس طرح کانپنے لگ گیا جیسے اسے چارے کا ہنکار چڑھ چکا ہو۔ دوسرے لمحے وہ گھٹنوں کے بل ویدیں فرش پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

”وعدہ کرو مجھے مت مارو گے۔ میں ہمیشہ تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ بڑے لاما کے اسٹوپے کی قسم میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔“ ناواشنگو نے انتہائی خوف سے کانپتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لکھنت عمران کے سامنے سجدے میں گر گیا۔

”اچھا وعدہ۔“ جب تک تم میرے ہر حکم کی تعمیل غلاموں کی طرح کرتے رہو گے میں تمہیں نہیں ماروں گا۔“ ناواشنگو کی حالت اس قدر ابتر ہو گئی تھی کہ عمران کو مجبوراً وعدہ کرنا پڑا۔ ظاہر ہے اب وہ خوف سے بڑی طرح کانپتے ہوئے شخص یہ تو گولی چلائے سے رہا۔ اس نے اسے فوری طور پر گولی بھی اس لئے نہ ماری تھی کہ وہ اس وقت تک اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا جب تک وہ اس کی مدد سے وہ شیشی نہ تلاش کر سکے جس

زنجیر کے ٹکڑے اڑے اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیئے۔ اس بار واقعی ان زنجیروں کی قید سے رہائی اس کے لئے مسئلہ بن کر رہ گئی تھی۔
 ”اب چلو میرے ساتھ اور مجھے دکھاؤ کہ کون سی شیشی سے انہوں نے تمہارے حلق میں قطرے ڈالے تھے؟“ — عمران نے ناداشکو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ تو یہ ہے — فرش پر پڑی نیلی شیشی — لیکن تو خالی ہے؟“ — ناداشکو نے فرش پر پڑی ہوئی سائیا نیلی کی شیشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تم چلو تو یہی — چلو آگے بڑھو؟“ — عمران نے کہا اور ناداشکو سر ہلانا ہوا آگے بڑھا اور جب وہ دروازے والے فلک تک پہنچا تو عمران مٹین گن اٹھائے اس کے عقب میں ہو گیا۔ وہ بے حد عجیبے انداز میں چل رہا تھا کیونکہ اب اسے اس ناداشکو کی کسی بات پر اعتماد نہ تھا۔

سرنگ کچھ دور آگے جا کر ایک ہال نما کمرے پر رخت ہو گئی تھی۔ اس کا دروازہ بھی اسی طرح فلک کی صورت میں تھا۔ عمران جب اس ہال میں داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ہال نا کمرہ ایک جدید قسم کے مٹین روم اور لیبارٹری کے انداز میں سمجایا گیا تھا۔ دیواروں اور چھت سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کمرہ سرنگ کی طرح انتہائی قدیم زمانے میں تیار کیا گیا ہے لیکن اس کے اندر موجود مشینری اور دوسرا سامان بے حد جدید تھا۔

”اس کرکشن کے ساتھ تو یہاں نظر نہیں آ رہے؟“ — عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر کمرے میں ہیں۔ وہاں بہت سا اسلحہ بھی ہے۔“ ناداشکو نے انتہائی دامن کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں دیسے ہی دروازے کا فلک نظر آ رہا تھا۔

”بتاؤ یہ نیلی شیشی تم نے کہاں سے اٹھائی تھی؟“ — عمران نے کہا اور ناداشکو تیزی سے ایک اٹاری کی طرف بڑھا جس میں کافی تعداد میں مختلف شیشیاں پڑی تھیں۔

”انہوں نے میرے سامنے یہیں رکھی تھی وہ شیشی — مجھے یہاں فرش پر ہوش کیا تھا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر سے باز رکھا تھا۔“ — ناداشکو نے کہا اور عمران عذر سے ان شیشیوں کو دیکھنے لگا لیکن ان میں کوئی نیلے رنگ کی شیشی نہ تھی۔

”کیا وہ شیشی نیلے رنگ کی تھی؟“ — عمران نے پوچھا۔

”ہاں ایسی ہی — بالکل ایسی ہی تھی، بلکہ وہی تھی شاید اس میں چند ہی قطرے تھے چہرہ خالی ہو گئی؟“ — ناداشکو نے کہا۔

عمران نے ایک شیشی اٹھائی اسے کھولا تو وہ چونک پڑا کیونکہ یہ شیشی بھی خالی تھی۔

”اُدھ اس میں تو ساری شیشیاں ہی خالی پڑی ہیں؟“ — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اوپر والے

ڈال دو۔۔۔۔۔ عمران نے کمرے میں پہنچ کر شیشی ناوااشنگو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یہ سخی وہ شیشی لیکن۔۔۔۔۔“ ناوااشنگو نے

ایسے ہلچلے میں پوچھا جیسے اسے اب تک یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی غلط شیشی اٹھا لیا تھا اور یہ واقعی جولیہ کی قسمت تھی کہ وہ شیشی خالی تھی ورنہ تو جولیہ اس غلط شیشی کے نتیجے میں لازماً اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔

”جو تک کہ رہا ہوں وہ کرو؟“ عمران نے سخت ہلچلے میں کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی اُٹا؟“ ناوااشنگو نے واقعی غلاموں

جیسے ہلچلے میں کہا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکنا کھولا۔ ایک ہاتھ سے جولیہ کے جڑے بھینچنے اور اس کا منہ کھلتے ہی اس نے شیشی کو ذرا سا ٹیڑھا کیا تو اس میں سے نیلگوں رنگ کے محلول کے قطرے جولیہ کے حلق میں گرنے لگے۔

”بس کرو؟“ عمران نے پانچ قطرے گرنے کے بعد کہا اور ناوااشنگو نے شیشی سیدھی کر دی۔

”اس پر ڈھکنا لگا دو؟“ عمران نے کہا اور ناوااشنگو نے خاموشی سے ڈھکنا بند کر دیا۔ عمران غور سے جولیہ کو دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو جولیہ اسی طرح سہلے جس طرح حرکت کرتی رہی جیسے پہلے تھی لیکن چند لمحوں بعد اس کے جسم میں کبھی کسی حرکت عمران کو محسوس ہونے لگی اور عمران نے اطمینان

ایک خانے کو دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کی نظریں ایک شیشی کی اوٹ میں پڑی ہوئی بالکل اسی طرح کی گمرے نیلے رنگ کی شیشی پر پڑ گئیں۔ اس پر بھی اسی طرح الفاظ تھے جیسے سانپائیڈ والی شیشی پر تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا۔ اس پر انہی الفاظ ریزے الفاظ درج تھے اور عمران کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھری سانس نکل گئی کیونکہ اب نام سامنے آنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ انہیں الٹان ریز سے ہی یہ پوشش کیا گیا ہے۔ الٹان ریز دماغی آپریشنوں کے لئے انتہائی اعلیٰ ترین ہسپتالوں میں استعمال کی جاتی تھیں۔ عمران نے اس کے متعلق پڑھا تو ضرور سمجھ سکتا تھا۔ اسے ان ریز کی اصل مامیت اور خصوصیت کے بارے میں تفصیل سے پڑھنے کا موقع نہ ملا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس ریز کو فوری طور پر نہ سمجھ سکا تھا۔ عمران نے شیشی کا ڈھکنا کھولا تو شیشی بھری ہوئی تھی۔

”اُو میرے ساتھ؟“ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مشین گن اب اس کے کانہ سے سے ٹپک رہی تھی کیونکہ اب وہ آزاد ہو چکا تھا اور اب ناوااشنگو چاہنے کے باوجود اس کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ ناوااشنگو کا وہ یہ بھی بالکل غلاموں جیسا ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود عمران نے اسے واپس سائیکلوں والے کمرے تک لے جاتے ہوئے اپنے سے اُگے ہی رکھا تھا۔

”یہ تو شیشی اور اس کے چند قطرے جولیہ کے حلق میں

ہتھکڑیوں کا حلقے ان سے منسلک زنجیروں کے ٹکڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا، اسی لئے عمران کو دور سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کوئی ٹرانسمیٹر کال ہو رہی ہو۔

”پوری طرح ہوشیار ہو جاؤ جولیا۔ ابھی ہم خطرے میں ہیں؟“ — عمران نے تیز بے میں کہا اور خطرے کا لفظ سن کر جولیا اضطرابی طور پر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”خطرہ — کیسا خطرہ؟“ — جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”یہ مشین گن سنبھالو۔ ناواشوگو کے پاس جو شیشی ہے اس میں سے ہر ساتھی کے حلقے میں پانچ پانچ قطرے ڈالتا کہ یہ ہوش میں آسکیں اور پھر مشین گن سے ان کی زنجیریں توڑ ڈالو۔ ناواشوگو سے ہوشیار رہنا، اس نے پہلے بھی دھوکہ دیا تھا۔ اب دوبارہ بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ کوئی ٹرانسمیٹر کال کر رہا ہے۔ میں ڈراما کر لوں، ایسا نہ ہو کہ کوئی اور مسئلہ سامنے آجائے؟“ — عمران نے تیز تیز بے میں کہا لیکن اپنی مقامی زبان میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ ناواشوگو سمجھ نہ سکے۔

”اوہ اچھا۔“ — جولیا نے مسرہلاتے ہوئے کہا اور مشین گن عمران کے ہاتھوں سے لے لی۔

”ناواشوگو اب تم نے جولیا کے احکامات کی تکمیل کر لی ہے۔ اور سنو اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں تو لحاف کر جاتا ہوں، یہ جولیا لحاف نہیں کرے گی۔“ —

بھرا، سانس لیا، اسے خطرہ بھی تھا کہ کہیں وہ کوئی غلطی دوا استعمال نہ کر دے لیکن اب جولیا کے جسم میں حرکت دیکھ کر ایسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اس کا خیال درست ثابت ہوا ہے واقعی انہیں ایٹان ریز سے بیہوش کیا گیا ہے، ویسے ایٹان ریز کا اس طرح کا استعمال اس کے لئے ایک نئی بات تھی۔ کیونکہ جہاں تک اس نے پڑھا تھا کہ ایٹان ریز انتہائی اثر والی ریز تھی اس سے واقعی غلبے سو جاتے تھے اور آپریشن اطمینان سے ہو سکتا تھا اور اس کے لئے بھی ایٹان ریز کے چارج کو انسانی کھوپڑی کے اندر ایک سوئی کی مدد سے فلیش کیا جاتا تھا لیکن یہاں تو ایک بڑے رقبے میں کتنے سارے افراد فوری طور پر بیہوش ہو گئے تھے، اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ درسیاہ نے ایٹان ریز کو مخصوص تجربات کی مدد سے انتہائی طاقتور بنا لیا تھا۔

اسی لمحے جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”جولیا اٹھو؟“ — عمران نے کہا اور جولیا کا شعور عمران کی آواز سن کر ایک جھٹکے سے جاگ اٹھا، اس نے چونک کر دیکھا اور پھر تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”اوہ یہ کیا — یہ سب بندھے ہوئے ہیں اور میرے ہاتھوں اور پیر دھاریں بھی زنجیروں کے ٹکڑے موجود ہیں؟“ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے اپنے باقی ساتھیوں کی طرف اور خود اپنے بازوؤں میں موجود

عمران نے سمٹ پہنچے میں ناوا واشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”حکم کی تعمیل ہو گئی آقا!۔۔۔ ناوا واشنگو نے سر جھکا کر
 ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا
 واپس اس مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کی آواز ان
 کسی کی کال اب بھی سنائی دے رہی تھی۔

”ہیلو ہیلو باکس راسکوف کاننگ کرشن اور!“
 عمران کے قریب جانے پر واضح آواز سنائی دی۔ یہ ایک کونے
 میں رکھے ہوئے باکس سے نکل رہی تھی جس پر سرخ رنگ کا بلب
 تیزی سے جل بج رہا تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ٹکسٹ
 فریکوئنسی کا پینل ٹرانسمیٹر ہے۔

”ہیلو ہیلو باکس راسکوف کاننگ کرشن اور!“
 کال مسلسل دی جا رہی تھی اور عمران نے اتنے بڑھا کر ٹرانسمیٹر
 کا بٹن اُن کر دیا۔

”لیس کرشن انڈنگ اور!“ عمران نے کرشن
 کے پہلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ”تم نے کال دیس کر کے میں اتنی دیر کیوں لگا دی کرشن
 اور!“ دوسری طرف سے راسکوف نے پھاڑ کھائے
 والے لہجے میں پوچھا۔

”موردت حال ہی ایسی ہو گئی تھی۔ بہر حال کامیابی مبارک ہو
 باس اور!“ عمران نے جان بوجھ کر مبہم سی بات کی البتہ
 کامیابی کا لفظ استعمال کر کے کی وجہ سے اس نے اپنے اپنے

میں مسرت کی مخصوص پکیپا ہٹ مزور پیدا کر لی تھی۔ باس راسکوف
 اس سے تفصیل پوچھ رہا تھا اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس قدر
 جدید مشینری کے استعمال کی وجہ سے وہ کیا جواب دے کیونکہ
 ہو سکتا تھا کہ وہ لوگ کسی مشین کے ذریعے چیکنگ کر لیں اور
 پھر اس نے بالکل اسی طرح تفصیل بتانی شروع کر دی جیسے
 کہ واقعات پیش آئے تھے۔ ایسا ان ریپارجر کا ذکر اس نے
 جان بوجھ کر کیا تھا تاکہ راسکوف کو کوئی شک پیدا نہ ہو سکے۔
 اور وہ اس کے کرشن ہونے کا مکمل یقین کر سکے۔ البتہ اس
 نے اپنے ہوش میں آنے کے بعد کی کہانی میں ذرا سی ترمیم کرتے
 ہوئے اسے بتایا کہ ناوا واشنگو بھی مرچکا ہے۔ پھر راسکوف نے
 جب یکموی فلاجنگ ختم کرنے اور اس میں ایک گھنٹہ لگ
 جانے اور آسٹریلوی پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی چیکنگ
 کی بات کی تو عمران کی ساری الجھن دور ہو گئی کیونکہ وہ اس
 یکموی فلاجنگ کی تکنیک جانتا تھا جس کے دور کرنے میں ایک
 گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ یہ فوٹی پروف یکموی فلاجنگ کہلاتی تھی کہ
 اس کے بعد کوئی چیز حتیٰ کہ کوئی ریپز اور ریڈیائی لہریں تک
 اس یکموی فلاجنگ کو کراس نہ کر سکتی تھیں۔ یہ ٹرانسمیٹر شاید کوئی
 خاص ایجاد تھی جو اس قسم کی یکموی فلاجنگ کے باوجود کام کر رہا
 تھا۔ اب عمران نے اطمینان بھرے انداز میں بات چیت شروع
 کر دی۔ کرشن اور اس کے سارے ساتھی مرچکے تھے۔ اس
 لئے عمران نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ راسکوف اڈے سے

تالا ہی ٹٹا اور کوئی خطر ناک صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ عمران نے مشین پٹل جیب میں رکھا اور الماری کے پیٹ ایک چھٹکے سے کھولی دیئے۔ بڑی الماری کے تین خانے تھے اور ان میں سے دو میں میزائلوں کے سپر پارٹس باکسز میں بند پڑے تھے جبکہ ایک خانے میں سرخ رنگ کا ایک بڑا سا باکس موجود تھا۔ عمران نے یہ باکس کھولی تو دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار مسرت بھری تلقاری سی ٹکل گئی۔ باکس کے اندر مخصوص قسم کے سیلفین میں لپٹا ہوا ایک چوکور ڈبہ پڑا ہوا تھا۔ جس کی سائیڈ میں اس کا ریوٹ کنٹرولر بھی تھا۔ یہ باکس دراصل دنیا کا سب سے تباہ کن ڈائنٹھ چارجر تھا۔ ڈائنٹھ کی دس ہزار لائزوں کی مجموعی طاقت سے بھی اس کی طاقت زیادہ تھی۔ باکس میں ایک اور خانہ بھی تھا لیکن وہ خالی تھا۔ اور اس کی خالی جگہ بتا رہی تھی کہ اس باکس میں صرف ڈائنٹھ چارجر تھے جن میں سے ایک استعمال کیا جا چکا ہے اور عمران سمجھ گیا تھا کہ اسے کہاں استعمال کیا گیا ہوگا۔ اس ڈائنٹھ چارجر جسے کوڈ میں ڈبلیو ڈبلیو کہا جاتا تھا کو اڈے کے لئے زمین کھودنے کے لئے استعمال کیا گیا ہوگا۔ اس کی رینج بیسہ ریس تھی اور گہرائی میں بھی یہ بہت دور تک کام کرتا تھا۔ اس لئے اڈے کے لئے وسیع اور انتہائی گہرا کھودنے کی بجائے زمین کا ایک چھوٹا سا حصہ کھود کر اس میں یہ ڈبلیو ڈبلیو لگا دیا ہوگا اور اس کے بعد ریوٹ کنٹرولر سے اسے چارج

نکل کر یہاں پہنچائے۔ پھر اس کے لئے اس اڈے میں گھس کر اس کی تباہی آسان ہو سکتی تھی لیکن یہ ناکوف ضرورت سے کچھ زیادہ ہی محتاط آدمی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ باہر نکلنے پر کسی طرح بھی تیار نہ تھا لیکن بہر حال اب عمران اپنے ذہن میں ایک منصوبہ تیار کر چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک گھنٹہ کے دوران ان کی سرگرمیوں کو بہر حال اڈے کے اندر موجود افراد کسی طرح بھی چیک نہ کر سکیں گے اور ایک گھنٹہ کی مدت اس کے لئے کافی ہو چنانچہ ٹرانسمیٹر کال آف ہوتے ہی وہ تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا جہر ناداشتگو نے بتایا تھا کہ کرشن کے ساتھیوں کی لائیش بھی موجود ہیں اور اسلحہ خانہ بھی ہے۔ یہ بھی ایک بڑا امرہ تھا اور اندر داخل ہوتے ہی عمران چٹک کر رک گیا۔ کیونکہ وہاں واقعی کرشن کے ساتھیوں کی لائیش بھی پڑی تھیں اور ان کے بیگ بھی موجود تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریکوں پر جدید ترین اسلحے کی خاصی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ ایک سائیڈ پر مخصوص ساخت کی ایک الماری بھی پڑی تھی جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ یہ تالا نمبروں والا تھا۔ عمران نے ایک ریک سے مشین پٹل اٹھایا اس کا میگزین نکل گیا اور پھر اس نے سائیڈ پر جو کہ تالے پر فائرنگ کھول دیا۔ تالے کے پرچھے اڑ گئے عمران نے اس زادیے پر رکھ کر فائرنگ کی تھی کہ نہ تو الماری کے اندر موجود کسی چیز کا نقصان ہو اور نہ ہی اسلحے کے ریکوں تک گولیاں جا سکیں۔ اس لئے اس کی فائرنگ سے صرف

نے اصرار اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 "فائرنگ نہیں آہوں کی آوازیں سنیں ہوں گی؟" — عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "آہیں — کیا مطلب؟" — جولیا نے حیران ہو کر
 پوچھا۔

"یہ وہ خامی آواز ہوتی ہے جو بیمارے دلِ عاشق سے
 ن طرح مسلسل نکلتی رہتی ہے کہ جیسے مشین گن کی فائرنگ
 رہتی ہے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور
 بے خبروں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔
 "نہیں اس حالت میں بھی مذاق سوچ رہا ہے؟" —
 دلپا نے غصیلے بچے میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا — کیا جنس بدل گئی ہے؟" — وہ پھر تو واقعی
 چارے تنویر کے لئے مسکد بن گیا؟ — عمران نے دائرے
 ناچورت میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔
 "میرے لئے تو اس وقت — مسکد بنے گا جب تمہاری جنس
 والا تو ایک طرف کوئی جنس رہے گی ہی نہیں اور وہ وقت اب
 بڑی سے قریب آتا جا رہا ہے؟" — تنویر نے خشک
 بچے میں کہا۔

"عمران صاحب آپ نے وہ واقعات نہیں بتائے جو بیمار
 یہوشی کے دوران پیش آئے تھے؟" — صفدر نے جلدی
 سے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

کیا کیا ہوگا تو وسیع رقبہ سے دس کنوؤں سے بھی زیادہ گہرائی
 تک کی مٹی اور اس کے اوپر موجود درخت فضا میں انتہائی
 بلندی تک جا کر بکھر گئے ہوں گے۔ اس طرح صرف چند گھنٹوں
 میں وہ کام ہو گیا ہوگا جس کے لئے کم از کم ایک دو سال کا عرصہ
 لگنا پڑتا تھا۔ چونکہ یہ اڈے کے لئے انتہائی خطرناک چیز بھی ثابت
 ہو سکتی تھی اس لئے اسے اڈے سے دور یہاں رکھا گیا تھا اور
 شاید اس لئے ڈبل سیٹ لگایا گیا تھا تاکہ اگر کسی بھی وجہ
 سے ایک سیٹ کام نہ کرے تو دوسرا کام کر سکے۔ بہر حال یہ
 ڈبلینڈو بلیو اس وقت عمران کے لئے ایک نعمت غیر مقررہ
 سے کم نہ تھا۔ اگر وہ اڈے کے اندر اسے کسی بھی جگہ جھپکا کر رکھ
 دیتا اور پھر دور سے اسے چارج کر دیتا تو پورا اڈہ بالکل اس
 طرح غائب ہو جاتا جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔ اس
 کی طاقت اس قدر زیادہ تھی کہ بڑے سے بڑے پہاڑ کو
 فضا میں قذو کی صورت میں بکھیر سکتا تھا۔ عمران نے ڈبلینڈو
 ڈبلینڈو اٹھا کر ایک جیب میں اور اس کا کنٹرولر دوسری
 جیب میں ڈالا اور پھر بانس اور الماری کے پٹ بند کر کے
 وہ جیسے ہی مڑا اس کے قدموں کی آوازیں تیزی سے مرنے
 سے متعین روم کی طرف آتی ہوئی سنیں۔ وہ تیز تر قدم اٹھاتا پیچ
 روم تک پہنچی تو جولیا سارے سا بھول سمیت مٹین روم میں
 داخل ہوئی، تاہم اشلوگ بھی ساتھ تھا۔

"میں نے فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں؟" — جولیا

ہو گیا اور اب وہاں ایک ڈھلوانی راستہ اوپر کو جاتا صاف دکھائی دے رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی باہر کی تازہ ہوا بھی کمرے میں داخل ہوئی۔
 ”اُسے۔۔۔ ناوا شنگو نے کہا اور اس ڈھلوانی راستہ بڑھنے لگا۔

”جوزف اور جونا اس کمرے میں جا کر اپنے بیگ اٹھائیں اور باقی ساتھی وہاں موجود اسلحے لیں۔“ — عمران نے بڑبچھ میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود تیزی سے ناوا شنگو کے پیچھے چلتا ہوا اس ڈھلوانی راستے کے ذریعے اوپر جنگل کے کھلے حصے میں پہنچ گیا۔ یہ جنگل واقعی انتہائی قیمتی عمارتی لڑی سے بھرا ہوا تھا۔ جنگل خاصا گھٹنا تھا۔ عمران ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔

”وہ کونسی جگہ ہے۔ جہاں اڈہ ہو سکتا ہے۔“
 عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ ڈبلیو ڈبلیو بکھنے کے بعد اس کے ذہن میں اڈے کی تعمیر کی جو تصویر بری تھی اس کے مطابق وسیع علاقے پر کوئی درخت نہ لگا کیونکہ ڈبلیو ڈبلیو کے چارچ ہونے کے بعد اس جگہ کسی درخت کے باقی رہ جانے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں تو گھٹنا جنگل تھا جو دور دور تک اسی انداز میں پھیلا نظر آرہا تھا۔

”میں نے ایک بار ایک سفید نام کو ایک جھاڑی سے

”بیہوشی کے عالم میں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ آپریشن ہو سکتا ہے اور میں نے سنا ہے آج کل ایسے آپریشن بہت کامیاب ہو رہے ہیں۔ ویسے تنویر کو تو تجربہ ہو گا۔ وہ زیادہ تفصیل بتا سکتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر اور جولیہ کے علاوہ باقی سب افراد کے صلیب سے ہلکے ہلکے ہتھکے نکل گئے کیونکہ وہ عمران کا لطیف اشارہ بکوبی سمجھ گئے تھے۔

”اُٹا۔ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے۔ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔“ — اچانک ایک طرف خاموشی کھڑے ناوا شنگو نے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔
 ”ابھی نہیں۔ ابھی تو تم نے ہمیں اس سرنگ سے باہر لے جانا ہے اور پھر اس جگہ کی نشاندہی کرنی ہے جہاں ان سفید ناموں نے اڈہ بنایا ہوا ہے۔“ — عمران نے ٹھیک سے سنجیدہ جوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں حکم کی تعمیل کر دوں گا۔“ اڈ میرے ساتھ۔ ناوا شنگو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس مشین روم کی دائیں طرف والی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ دیوار کے قریب جا کر اس نے دیوار کے ایک بڑے سے پتھر کی ایک سائڈ پر دونوں ہاتھ رکھ کر زور سے دبا دیا ہو تو دوسرے لمحے زور دار گڑ گڑاہٹ کے ساتھ دیوار کا درمیان کا ایک چٹان ٹا بڑا سا پتھر تیزی سے زمین کے اندر غائب

ہیں۔۔۔۔۔ ناروف نے اسی طرح تقریباً چیتے ہوئے انداز میں کہا۔

”کیا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے خود کرشن سے بات کی ہے؟“ راسکوف نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”اُسیے میرے ساتھ جلدی کیجئے۔“ ناروف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ راسکوف بھی جلدی سے اس کے پیچھے نکلے اور پھر وہ دونوں ایک راہداری میں تقریباً دوڑتے ہوئے باہر داری کے اختتام پر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی مشین دیوار کے ساتھ نصب تھی جس کے سامنے دو رو سیاہی کھڑے تھے۔

”یہ دیکھئے ڈبلیو ڈبلیو سپیشل چیکنگ مشین کیا دکھا رہی ہے؟“ ناروف نے مشین کے درمیان موجود بڑی سی سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور راسکوف کی نظریں جیسے ہی اس پر پڑیں اس کی آنکھیں تیزی سے پھیلنے لگیں۔ سکرین پر مکڑی کے بھنگل میں واقعی عمران اور اس کے ساتھی ناداشنگو کے پیچھے چلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”اوہ۔۔۔ اوہ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ کرشن اور اس کے ساتھی۔۔۔ اور اس کا مطلب ہے کہ ڈبلیو ڈبلیو اس عمران کے قبضے میں پہنچ چکا ہے۔“ راسکوف کے لہجے میں

نکلنے دیکھا تھا۔ میں آپ کو وہاں تک لے جا سکتا ہوں۔“ ناداشنگو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے ساتھی اسلحے سے لہجے پھندے باہر آئے تو عمران انہیں ساتھ لے کر ناداشنگو کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگا۔



خودواژہ ایک دھماکے سے کھلا اور ناروف پاگوں سے سے انداز میں دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور لوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

”باس بائس غضب ہو گیا ہے۔“ ناروف نے تقریباً چیتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا؟“ راسکوف اس کی پریشانی اور لوکھلاہٹ دیکھ کر خود بھی لوکھلا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بائس عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں اور کرشن اور اس کے ساتھی مارے جا چکے ہیں اور عمران اور اس کے ساتھی ناداشنگو کے ساتھ ہمارے اڈے کی طرف بڑھ رہے

گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

کے ساتھی اندر ہی رہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی باہر آگئے اور پھر وہ ناداشگو کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔ ناروت نے ایک جن دیا یا تو سکین پر چھماکے سے ایک بار پھر منظر بدلا اور عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں ایک جگہ ٹھہرے دکھائی دیئے۔

”یہ پیشل دسے کے دھانے پر کھڑے ہیں ہاں؟“
ناروت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ تم ایسا کرو فوراً کیونکہ جنگ اڑن کرنے کے آرڈر منسوخ کیے اب تک ختم ہونے والی موفلا جنگ کو دوبارہ شروع کرادو تاکہ یہ لوگ کسی بھی طرح سے کے اندر داخل نہ ہو سکیں؟“ راسکوف نے کہا۔

”ہاں ریز کیونکہ جنگ آف ہو جانے کی وجہ سے تو ان رمی باتوں کا علم ہوا ہے۔ اگر ہم نے دوبارہ مکمل کیونکہ جنگ ل کر دی تو پھر الفائن ریز بھی کام نہ کر سکیں گی۔ اس طرح ہم ل اندھیرے میں ہوں گے۔“ ناروت نے کہا۔

”تو پھر اس کا کیا حل ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے ڈبلیو یو کو ٹرن آف کر دیا ہے یا نہیں؟“ راسکوف نے کہا۔ وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھال چکا تھا۔

”جی ہاں۔ وہ تو اس مشین کے چلنے کی وجہ سے خود بخود آف ہو گیا ہے۔ اسی لئے تو اسے مشین سے مخصوص فاصلے دکھایا گیا تھا تاکہ ٹرن آف ہو سکے ورنہ تو اس قدر خوفناک

”ایس ہاس ڈبلیو ڈبلیو اور اس کے ریوٹ کنٹرولر اس وقت عمران کی جیب میں ہے۔ ڈبلیو ڈبلیو کا ہاں کھاتے ہی پیشل چینگ مشین نے کام شروع کر دیا اور اس میں موجود الفائن ریز نے پورے ماحول کو یہاں پیش کر دیا۔ میں فلم ریو اینڈ کرتا ہوں آپ دیکھ لیں۔“ ناروت نے کہا۔ پھر اس نے مشین کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دوسرا ہی کو اشارہ کیا تو اس نے مشین کے مختلف ٹین دہانے شروع کر دیا چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ ٹین دیا تو معنظر ایک جھمکے سے بدل گیا اور اب منظر میں عمران مخصوص ساخت کی المار کے سامنے کھڑا نظر آ رہا تھا اور کمرے میں بڑی ہوئی، کرکشن کے ساتھیوں کی لاشیں بھی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ڈبلیو ڈبلیو اور اس کے ریوٹ کنٹرولر کو ہاں سے اٹھا کر اپنی دو جیبوں میں رکھا اور مڑ کر وہ مشین روم کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے مشین روم کے اس دروازے پر جو سرننگ کی طرف سے آتا تھا، عمران کے ساتھی مشین روم میں داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن الفائن ریز آواز دل کو ٹراٹسمٹ نہ کر رہی تھیں۔ آہ لئے ان کے صرف لب ہلکے ہی نظر آتے تھے۔ آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ پھر ناداشگو نے آگے بڑھ کر راست کھولا اور ناداشگو اور اس کے پیچھے عمران جنگل سے باہر آگئے۔ البتہ اس

چار خمر کو اڈے سے دور رکھنے کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا۔
ناروٹ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ گو کرشن کی لاش تو نظر نہیں آئی لیکن جس طرح یہ لوگ پرائمنٹ ٹومیس گھومتے پھر رہے ہیں اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی ہلاک ہو چکا ہے۔“
راسکوف نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”پاکس میرے ذہن میں تو صرف ایک ہی تجویز آئی ہے۔ ناواشنکو کو اگر استعمال کیا جائے تو وہ ان کا خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے۔ ورنہ ہم خود تو باہر نکل کر ان ایکٹوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کرشن اور اس کے ساتھیوں کو یہاں رکھنے کا یہی مقصد تھا۔ وہ تو ناکام ہو گیا اور یہاں اب صرف الجھن سائنسدان اور ٹیکنیشن رہ گئے ہیں یا پھر عورتیں ہیں اور مکمل کیمو فلز جنگ ختم کرنے کا مطلب ہوا کہ یہ لوگ اندر آجائیں گے۔ اور میرا خیال ہے اگر ایک بار یہ خطرناک ترین لوگ اٹھ اٹھ گئے تو پھر صورت حال بے حد خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔“

ناروٹ نے کہا۔ کرشن کی موجودگی میں تو وہ خاموش رہتا ہے لیکن اس وقت تو وہ کرشن سے بھی زیادہ تیزی سے بولی رہا تھا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ ناواشنکو کو کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ وہی تو شروع سے ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔“

اس کی وجہ سے تو یہ لوگ مرنگ کے راستے یہاں تک پہنچے ہیں اور پھر ناواشنکو باہر ہے جبکہ ہم اندر ہیں۔۔۔۔۔۔
راسکوف نے کہا۔

”باس ناواشنکو کو جب شروع میں مشن کے آغاز کے لئے منتخب کیا گیا تھا تو پروفیسر برسکی نے اس کے ذہن کو بین ٹروم سے کنٹرول کر کے اس کے لاشور میں مخصوص اشارات ڈال دیئے تھے اور اب جبکہ ناواشنکو اڈے کے تقریباً اوپر موجود ہے پروفیسر برسکی کا علم اسے یہاں سے ٹیلی پیٹھی کے ذریعے آسانی سے کنٹرول کر سکتا ہے۔“۔۔۔۔۔۔ ناروٹ نے کہا۔

”اوہ دیر کی گڈ۔ جلدی بلاؤ پروفیسر برسکی کو۔ ہمارے ذہن نے واقعی اوجاب ترکیب سوچی ہے۔“۔۔۔۔۔۔ راسکوف ناروٹ کی بات سن کر مسرت سے اچھل پڑا اور ناروٹ سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا۔ راسکوف دوبارہ سکریں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ سکریں پر عمران اور اس کے ساتھی ایک درخت کے ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے اور راسکوف سمجھ گیا کہ یہ شاطر عمران ان درختوں کے مصنوعی پن کو سمجھ گیا ہو گا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ عمران ایک درخت کو چھپتا رہا تھا۔ جس ایریے میں زیر زمین اڈہ تھا وہاں اوپر جنگل کی یکسانیت پیدا کرنے کے لئے روسیہا کی ایک ٹیکڑی نے خصوصی طور پر ایسے مصنوعی درخت تیار کئے تھے جو یہاں موجود اصل درختوں سے اس قدر

بڑا ایل سبکیٹ پر پوری دنیا میں اتھارٹی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ پروفیسر برسکی ایسے ماورائی علوم کا بھی ہر تھا کہ اسے روسیائی سائنسی حلقوں میں جا دو کر پروفیسر نام سے یاد کیا جاتا تھا اور شاید وہ دنیا کا واحد سائنسدان مادی سائنسدان کے ساتھ ساتھ غیر مادی امور کا بھی افسانہ تھا جسے اعلیٰ سائنسدان کہا جاتا ہے۔ یہ اڈہ حقیقت پر پروفیسر برسکی کی زیر نگرانی ہی تیار ہو رہا تھا اور ٹونک میزائل جسے اس کے نام پر برسکی میزائل کا نام دیا تھا پروفیسر برسکی کی ہی ایجاد تھے۔ اس قدر طویل فاصلے بھیج نشانے پر مار کرنے والے میزائل اس سے پہلے ایجاد نہ گئے تھے اس لئے باوجود اس کے کہ راسکوف اور ناروف انتظامی پر حریف تھے لیکن پروفیسر برسکی پر تو برتر نہ ہو سکتے تھے۔

کہا بات ہے راسکوف — ناروف بتا رہا ہے کہ اڈے کوئی خطرہ درپیش ہے ؟ — پروفیسر برسکی نے بے داری سے کہا۔

ایس پروفیسر — میں آپ کو مختصر حالات بتانا ہوں ؟ راسکوف نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے اہلکاروں کی آمد سے لے کر ان کے اڈے کے اوپر تک پہنچنے و تمام حالات مختصر طور پر بتا دیئے۔

» تو تم نے اب تک مجھے کیوں ان حالات سے بے خبر نہ کیا تھا۔ اگر یہ لوگ اندر آجاستے تو پھر «

مماثلت رکھتے تھے کہ جب تک انہیں خاص طور پر چیک نہ کیا جائے وہ اصل ہی لگتے تھے۔ اس طرح اڈے والی خالی جگہ بھی پڑ ہو گئی تھی اور جنگل بھی ایک جیسا لگتا تھا لیکن جس طرح عمران درخت کو تھپتھا رہا تھا اس انداز کو دیکھتے ہی راسکوف سمجھ گیا کہ اس نے ان نقلی درختوں کو چیک کر لیا ہے۔ گو صرف درخت ہی نقلی تھے کیونکہ جھاڑیاں تو خود بخود دوبارہ پیدا ہو گئی تھیں لیکن نظر سے دھانے کا علم ہو جانے کے بعد نقلی درختوں کو لگانے کا اصل مقصد ہی بیکار چلنا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ناوا شنگ ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ لوگ کبھی بھی اڈے کو ٹریس نہ کر سکتے تھے۔ ویسے بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کا اڈہ تک پہنچو عافیت پہنچ جاتا ایک لحاظ سے اڈے کے تمام حفاظتی انتظامات کی مکمل ناکامی تھی۔ اگر ڈبلیو ڈبلیو کا باکس نہ کھلتا اور عمران اسے اپنی جیبوں میں نہ رکھ لیتا تو پھر واقعی اڈے کا خاتمہ یقینی تھا کیونکہ یہ ناوا شنگ مکمل طور پر ختم کر دی جاتی اور یہ خطرناک لوگ لازماً اندر داخل ہونے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے اور یقیناً انہیں ان کی آمد کا اس وقت علم ہوتا، جب وہ لوگ موت کا فرشتہ بن کر ان کے سروں پر پہنچ جاتے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ناروف ایک بوڑھے روسیائی کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ بوڑھا خاصا بارعب شخصیت کا مالک تھا اور یہ روسیاء کا مشہور سائنسدان پروفیسر برسکی تھا جو

بلے سے مشین کے سامنے موجود تھے بے حس و حرکت کھڑے
 رہے تھے لیکن ان کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ ناواشلکو
 ب عمران کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ عمران کے ساتھی بھی
 اُھر اُھر کھڑے تھے۔ اچانک ناواشلکو ایک جھٹکے سے مڑا۔
 ا کا انداز میکانیکی سا تھا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا قریب
 دسے عمران کے ایک ساتھی کے پاس گیا جس کے ہاتھ میں
 ب مشین گن موجود تھی اور ایک مشین گن اس کے کاندھے سے
 لی ہوئی تھی۔ اس نے اس سے کچھ بات کی تو اس آدمی نے
 مذھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ناواشلکو کے ہاتھ میں
 ادا دی اور ناواشلکو مشین گن لئے تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف
 بڑا ایک گھنے درخت کی طرف بڑھتا گیا۔ باقی سب افراد
 ہوش کھڑے اسے اس درخت کی طرف جاتا دیکھ رہے
 تھے۔ درخت کے پاس پہنچ کر ناواشلکو ایک لمبے تک درخت
 کے کی طرف منہ کئے خاموش کھڑا رہا پھر وہ تیزی سے
 ا۔ اب اس کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف
 لیا تھا اور پھر کبلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اس کی
 مین گن سیدھی ہوئی اور دوسرے لمبے مشین گن سے شعلے
 نکلنے لگے اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی
 بے ہوش ہوتے ہتھیروں کی طرح بیٹھے گرے دکھائی دیئے لیکن
 سرے لمبے ناواشلکو بھی اچھل کر نیچے گرا اور جھاڑی کے
 ایک لمحہ تڑپ کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

پروفیسر برسکی نے غصے سے لرزتے ہوئے لمبے میں کہا۔ اس
 کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔

”پروفیسر آپ انتہائی اہم کام میں مصروف تھے۔ اس
 لئے میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں
 قطعاً اس بات کی توقع نہ تھی کہ یہ لوگ رینج ایریا کو اس طرح
 سرنگ کے راستے کو اس کر کے یہاں پہنچیں گے اور پھر کرکشن
 اور اس کے ساتھیوں جیسے منجھے ہوئے انجینئروں کو ختم کر دیں
 گے اور صبح بات تو یہ ہے کہ مجھے تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ آپ
 نے ناواشلکو پر کوئی خاص عمل کیا ہوا ہے۔ یہ تو نارووف نے
 مجھے ابھی بتایا ہے۔“ — راسکوف نے کہا۔

”ہو ہنس اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا تو میں اس ناواشلکو
 کنٹرول میں کر کے ان کا خاتمہ دہیں ضرور قبائل میں ہی کر دیتا
 یہاں تک ان کے پیشینے کی فوجت ہی نہ آتی۔ بہر حال اب ہم
 تم لوگوں نے بردقت مجھے بتا دیا ہے۔ اب ان لوگوں کا تھما
 دیکھو۔“ — پروفیسر برسکی نے کہا اور پھر اُسے بڑھ کر
 وہ مشین کے درمیان موجود سکریں کے سامنے کھڑا ہو گیا
 سوز سے ناواشلکو کو دیکھ رہا تھا۔ ناواشلکو کی سکریں کی طرف
 پشت تھی لیکن پھر وہ مڑا اور پھر جیسے ہی اس کا چہرہ سکریں
 پر نظر آیا پروفیسر برسکی نے ایک لمحے کے لئے اسے غور سے
 دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ تیزی سے
 تمٹنے لگا تھا۔ راسکوف، نارووف اور وہ دوسرا ہی ج

”وہ مارا۔۔۔ سب ختم ہو گئے، دیکھا پرو فیئر برسکی کا کمال۔۔۔ یکلاخت پرو فیئر برسکی نے آنکھیں کھول کر چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے وہ چونک پڑا جب اس نے جھاڑی میں پڑے ہوئے ایک آدمی کو اٹھ کر ناواشنگو کی طرف بڑھتے دیکھا۔

”یہی عمران ہے پرو فیئر اس خطرناک گر وپ کا اچھا راسکوف نے چیختے ہوئے کہا۔

”اوه یہ بچہ کیا ہے۔۔۔ ٹھیک ہے میں اسے ابھی خوراک کرنے پر مجبور کر دوں گا۔“ پرو فیئر برسکی نے کہا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ناواشنگو کی طرف بڑھتے ہوئے عمران کے قدم یکلاخت لڑکھڑائے اور پھر وہ بڑی طعنا کر بچے گرا اور پھر اس طرح پھڑکنے لگا جیسے اسے کم سے گولیوں سے بھون ڈالا ہو اور پھر چند لمحے توڑ پھرنے کے بعد اس کے جسم نے ایک زرد وار جھٹکا کھایا اور وہ ساکت ہو گیا۔ پرو فیئر برسکی نے ایک بار پھر آنکھیں کھول کر فاسٹانہ متہتہ لگایا۔

”دیکھا میں نے اس کے ذہن پر اس قدر دباؤ ڈالا اس کے ذہنی خلیات کسی ہم کی طرح پھٹ گئے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریک ہو گیا ہے۔“ پرو فیئر نے مرہ کر کہا۔

”کمال ہے پرو فیئر۔ آپ تو انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں۔“ راسکوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے واقعی کانوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہاں کھڑے کھڑے پرو فیئر اس طرح ان خطرناک لوگوں کا بچہ ایک انگلی ہلانے ہی خاتمہ کر سکتا ہے۔ اگر یہ سب کچھ اس کے سامنے نہ ہوا ہوتا تو وہ مر کر بھی اس بات پر یقین نہ کرتا۔

”پرو فیئر برسکی لا محدود قوتوں کا مالک ہے راسکوف۔ یہ تو میں سائنسی تجربوں میں مصروف ہو گیا ہوں درنہ میں چاہوں تو پوری دنیا پر حکومت کر سکتا ہوں۔“ پرو فیئر برسکی نے بڑے فخرانہ لہجے میں کہا اور سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سکین پر اب جھاڑیوں میں پڑے ہوئے بے حس و حرکت افراد کے کچھ حصے ہی نظر آ رہے تھے۔

”ناروف تم سے پرو فیئر برسکی کا کمال دیکھا، جن لوگوں کا خاتمہ ہم اس قدر زبردست سائنسی نظام کے باوجود نہ کر سکے تھے انہیں پرو فیئر برسکی نے یہیں کھڑے کھڑے چند لمحوں میں ختم کر دیا۔ واقعی پرو فیئر برسکی درست کہہ رہا تھا۔ وہ اگر چاہے تو واقعی پوری دنیا پر حکومت کر سکتا ہے۔“ راسکوف نے ناروف سے مخاطب ہو کر کہا اور ناروف نے انہماک میں سر ہلایا۔

”اب کیا کرنا ہے باس؟“ — ناروف نے کہا۔

”بیس کرنا کیا ہے — مشین آف کر دو۔ کیونکہ جنگ بھی ختم کر دو۔ ارے ہاں اس طران کے پاس ڈبلیو ڈبلیو بھی موجود ہے وہ تو لازماً حاصل کرنا ہے۔ ٹھیک ہے تم کیونکہ جنگ ختم کر کے پیشل سے کھلو اور ہم دونوں ساتھ ہی باہر جا کر ڈبلیو ڈبلیو بھی حاصل کریں گے اور پوائنٹ ٹو کا رائونڈ بھی لگا آئیں گے۔“ — راسکوف نے کہا اور ناروف نے سر ہلادیا۔

”بیس باس؟“ — ناروف نے کہا اور راسکوف فاختہ انداز میں چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے سے اب گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔ ناروف نے ان دونوں روسیائیوں کو مشین آف کرنے کا حکم دیا اور پھر وہ بھی راسکوف کے پیچھے چل دیا تاکہ آپریشن روم میں جا کر کیونکہ جنگ کے مکمل خاتمے کے احکامات دے سکے۔

ناواشنکو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور دوسرے لمحے وہ بری طرح کراہتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لیکن اٹھ کر بیٹھے ہوئے اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں مئی دہڑنے لگیں۔ اس کی ایک ران سے خون تیزی سے نکل رہا تھا اور یہ درد اور تکلیف اسی زخم کی وجہ سے تھا۔ اس نے حیرت سے اپنی ران کے زخم کو پھر ادھر ادھر جھاڑیوں میں اونڈھے میوے پر سے جوئے طران کے ساتھیوں کو دیکھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر دوبارہ گر پڑا۔

”اوہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ لوگ مر گئے ہیں۔ شاید میں بھی زخمی ہوں مگر کیسے! میں تو طران سے باتیں کر رہا تھا! — ناواشنکو نے سوچا اور اس سوچ کے ساتھ ہی اس کا ذہن

حیرت کے جھٹکوں کی زد میں آگیا۔ اُسے بس اتنا یاد تھا کہ وہ
عمران سے اُدسے کے متعلق بات کر رہا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا
وہ کیسے زخمی ہوا، یہ لوگ کیسے مرے یہ سب کچھ باوجود سوچنے
کے اس کے ذہن میں نہ آ رہا تھا۔ اس نے زخم پر ہاتھ توڑ کر دیا
تھا تا کہ خون نہ نکلے لیکن اس کا ہاتھ اپنے ہی خون سے لٹھڑ گیا۔
اور اس کے باوجود خون بند نہ ہوا۔

”اُدہ اس طرح تو میں بھی مر جاؤں گا۔ ناداشکو بھی مر جائے
گا۔ نہیں میں ناداشکو ہوں، میں جھلا کیسے مر سکتا ہوں؟“
ناداشکو نے کہا اور اسی لمحے اسے ایک خیال آیا تو اس نے چونک
کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کی نظریں
ایک جھاڑی پر پڑ گئیں جس کے بیٹے بڑے اور چوڑے پتے تھے
ناداشکو کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ چونکہ ناداشکو تھا اور
لئے اسے جنگل میں پانی جانے والی خاص خاص جڑی بوٹیوں کی
خصوصیت کا بخوبی علم تھا۔ یہ علم قدیم زمانے سے ہر ناداشکو
تک اس کے باپ کے ذریعے باقاعدہ پہنچایا جاتا تھا۔ ناداشکو
زمین پر گھسٹا ہوا اس جھاڑی تک پہنچا اور پھر اس نے جلدی
جلدی اس کے کئی پتے توڑے اور انہیں منہ میں ڈال کر جھانے
لگا۔ وہ ان کا رس پی رہا تھا۔ جیسے ہی ان پتوں کا رس اس کے
حلق سے نیچے آتا اس کا زخموں سے نکلتا ہوا دمرف خون رک گیا
بلکہ پورے جسم میں موجود شدید درد بھی ہلکا ہونے لگ گیا۔ ناداشکو
نے اپنی پتوں کی مدد سے اپنا زخم صاف کیا اور پھر وہ حور سے

اس زخم کو دیکھنے لگا پھر اس نے دونوں انگلیوں سے زخم
کے کناروں کو دبایا تو اسے عسوس ہوا کہ گولی اس کی ٹانگ کا
گوشت چھاڑ کر سائیڈ سے نکل گئی ہے کیونکہ زخم ایک نالی کی
صورت میں تھا۔ اس نے اور پتے توڑے اور انہیں چبانے شروع
کر دیا۔ چند لمحوں بعد درد آہستہ ہوتے ہوئے ختم ہو گیا۔ اب
خون نکھانے کی طرح پر بند ہو گیا تھا لیکن بہر حال زخم موجود تھا۔
اسی لمحے اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے
اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا اور پھر ایک جڑی بوٹی نکال لی۔
یہ ڈبیا وہ جنگل میں جاتے وقت اکثر اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس
ڈبیا میں وہ مخصوص مرہم تھا جو بڑے بڑے زخموں کو فوری طور
پر مندل کر دیتا تھا اور زہریلے سے زہریلے سانپ کے زہر
کو بھی ایک لمحے میں ختم کر دیتا تھا۔ اس نے ڈبیا کھولی اور
اس میں سے ذرا سا مرہم نکال کر اس نے زخم پر لگایا اور
پھر انگلی سے اسے پورے زخم پر پھیلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی
وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ کسان سے کھڑا ہو سکتا تھا۔
اپنی تکلیف دور ہونے کے بعد اسے عمران کا خیال آیا تو
اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے عمران ایک جھاڑی کے
پچھلے بے حس و حرکت پڑا نظر آ گیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف
بڑھا۔

”آقا عمران — آقا عمران!“ ناداشکو نے
قریب پہنچ کر عمران کو بڑی طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہا اس نے

دیکھ لیا تھا کہ عمران کے جسم پر کوئی زخم نہ تھا، وہ اسے مسلسل جھنجھوڑتا رہا اور پھر کچھ دیر بعد عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں لیکن اس کی آنکھیں اس طرح خالی خالی تھیں جیسے وہ پہلے نور ہوں۔

”آقا عمران — آقا عمران“ میں ناواشنکو ہوں؟ —
ناواشنکو نے دوبارہ پوری قوت سے عمران کو جھنجھوڑا تو عمران کی آنکھوں میں یکایک چمک سی ابھری اور وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

”آقا عمران یہ سب کچھ کیا ہو گیا ہے، میں تو آپ سے باتیں کر رہا تھا پھر سنبھانے کیا ہوا، پھر مجھے ہوش آیا تو میں زخمی پڑا ہوا تھا؟ — ناواشنکو نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر یکایک چونک پڑا، اسی لمحے اسے اپنے ساتھیوں کا خیال آیا تو وہ پاگلوں کے سے انداز میں ان کی طرف دوڑ پڑا، قریب ہی جو لیا اور دھڑے منہ پڑی ہوئی تھی، عمران نے اسے سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے مایوسی بھری آواز نکلی، جو لیا کے پیٹ میں ایک قطار کی صورت میں زخم سے اور ان زخموں سے ابھی تک خون نکل رہا تھا، جس جگہ جو لیا پڑی تھی وہاں خون کا ایک تالاب سا بن گیا تھا، عمران نے جلدی سے جو لیا کی نبض دیکھی، نبض بالکل مدھم ہو رہی تھی، ایسے جیسے کسی بھی لمحے ڈوب جائے گی، عمران کے ہونٹ جھنجھ گئے۔

”ناواشنکو وہ تھیلے اٹھا لاؤ — ادھر جھاڑی کے نیچے پرٹے تھے؟ — عمران نے چیخ کر ناواشنکو سے کہا اور ناواشنکو بجلی کی سی تیزی سے جھاڑی کی طرف دوڑ پڑا، عمران تیزی سے اُٹھ بڑھا اور پھر اس نے صفدر، تنویر، کیشن شکیل، جوزف اور جوانا کو چمک کرنا شروع کر دیا، ان سب کے جسموں کے مختلف حصوں میں گولیاں لگی تھیں، لیکن بہر حال وہ ابھی زندہ تھے لیکن ان سب کی حالت انتہائی عمدہ نہ تھی خاص طور پر تنویر کی حالت زیادہ خراب تھی کیونکہ اس کے سینے میں چار گولیاں لگی تھیں اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔

”ادھر لے آؤ جلدی کرو؟ — عمران نے چیخ کر ناواشنکو سے کہا اور ناواشنکو جو تھیلے اٹھائے اُڑ رہا تھا دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

”یہ سب کیا ہو گیا ہے آقا عمران — یہ سارے لوگ کس طرح زخمی ہو گئے ہیں؟ — ناواشنکو نے بگ بگ رکھتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیزی سے بگ بگھولا اور پھر اس کے اندر رکھا ہوا ایمر ہنسی میڈیکل باکس باہر نکال لیا، باکس کھول کر اس نے انتہائی چھرتی سے اس میں موجود چند سیلڈ انجکشنز باہر نکالے۔ سرخس مملو سی بھری ہوئی تھیں، اور اسی طرح پکیڈ تھیں عمران نے ایک انجکشن کی سیل توڑی اور دوسرے لمحے اس نے سوئی تنویر کے بازو میں گھونپ دی، چند لمحوں بعد مرزج

ہے۔ اگر تم حکم دو تو میں تمہارے ساتھیوں کے زخموں پر اسے مل دوں۔ زخم جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ گو یہ مرہم صرف ناواشکو ہی استعمال کر سکتا ہے لیکن میں اب تمہارا غلام ہوں جیسے تم حکم کرو؟۔ ناواشکو نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ لیکن زخموں کے اندر جو گولیاں موجود ہیں انہیں تو باہر نکالنا پڑے گا ورنہ اندر زہر پھیل جائے گا۔“ عمران نے انتہائی پریشان ہجے میں کہا۔

”زہر۔۔۔ اوہ زہر بھی اس مرہم سے ختم ہو جائے گا۔ اس مرہم کی خاصیت ہے کہ زہریلے سے زہریلے سانب کا زہر ایک لمحے میں ختم کر دیتا ہے اور پھر یہاں ٹانگوں کی لونی کی جھاڑیاں ہیں ان کے پتوں کا رس جیسے ہی تمہارے ساتھیوں کے جسموں میں جائے گا ان کا درد بھی ختم ہو جائے گا اور خون نکلنا بھی بند ہو جائے گا۔“ ناواشکو نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”اوہ کہاں ہے یہ ٹانگوں کی لونی؟۔“ عمران نے کہا۔ وہ۔۔۔ وہ چوڑے پتوں والی؟۔ ناواشکو نے

کچھ غاصلے پر موجود ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ وہی جھاڑی تھی جس کے پتوں کا رس اس نے پایا تھا اور اس سے اس کے زخم سے خون بہنا بھی بند ہو گیا تھا اور جسم میں موجود بے پناہ درد بھی ختم ہو گیا تھا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ

خالی ہو چکی تھی۔ عمران نے دوسرا انجکشن کھول کر اسے بھی تنویر کے دوسرے بازو میں لگا دیا۔ پھر ڈبہ اٹھا کر وہ پاس پڑے ہوئے جوان کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا بھی شدید زخمی تھا۔ اور اس کے زخموں سے بھی خون نکل رہا تھا۔ اس نے ایک انجکشن لگایا پھر وہ صدر کی طرف بڑھا۔ اس طرح اس نے باری باری سب کو ایک ایک انجکشن لگایا اور آخر میں اس نے جولیا کو بھی تنویر کی طرح یکے بعد دیگرے دو انجکشن لگا دیئے۔ ان انجکشنوں کی وجہ سے ان سب کی ڈوبتی ہوئی نبضیں وقتی طور پر تو بحال ہو گئی تھیں لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ ان کا مکمل علاج نہیں ہے اور نہ ہی اس جگہ ایسا ماحول تھا کہ وہ ان کا باقاعدہ علاج کر سکتا تھا۔ یہاں پانی بھی موجود نہ تھا۔ اسی لئے اسے پلانٹ ٹو کا خیال آ گیا۔ ٹین پلانٹ ٹو وہاں سے کافی دور تھا اس لئے اس نے یہیں ان کے زخموں سے گولیاں نکالنے اور زخموں کا آپریشن کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اب مسئلہ تھا پانی کا کیونکہ زخموں کو صاف کرنے بغیر وہ نہ ہی گولیاں نکال سکتا تھا اور نہ ڈرائنگ کر سکتا تھا۔

”پانی مل سکتا ہے یہاں ناواشکو؟۔“ عمران نے بڑے بے چین سے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ پانی۔۔۔ اوہ نہیں آتا۔ یہاں تو پانی نہیں ہے۔ البتہ کافی دور ایک چشمہ ہے۔ لیکن وہ کافی دور ہے۔ بہت دور عمران میرے پاس خاص مرہم ہے۔ دیکھو میرا زخم کتنا ٹھیک ہو گیا

جی تو نہیں۔ تم ان کے زخموں پر مرہم لگاؤ میں پتے توڑ کر اس کا رس ان کے حلق میں ڈالتا ہوں؟ — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے وہ اس جھاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے پتے توڑ توڑ کر ان کا ڈھیر لگانا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں میں اس نے چوڑے چوڑے پتوں کا کافی ڈھیر اکٹھا کر لیا۔ پھر وہ ڈھیر اٹھائے تیزی سے واپس اپنے ساتھیوں کی طرف آیا۔

ناواشنکو اس دوران جویا کے زخموں پر مرہم لگانے کے بعد اب صدر کے زخموں پر مرہم لگانے میں مصروف تھا۔
 "کتنے قطرے ڈالتے ہیں اس بوٹی کے رس کے؟" —
 عمران نے ناواشنکو سے پوچھا کیونکہ اس بوٹی کے متعلق اسے نہ صرف کوئی علم تھا بلکہ اس نے یہ بوٹی اپنی زندگی میں پہلی بار ہی دیکھی تھی۔

"پانچ چھ قطرے کافی ہیں آقا عمران؟" — ناواشنکو نے کہا اور عمران نے دس بارہ پتے مٹی میں رکھ کر دوسرے ہاتھ سے جویا کے جڑے بیخ دیئے۔ جویا کا منہ کھل گیا تو عمران نے مٹی میں موجود پتوں کو مٹی سے ملنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کی مٹی سے سبز رنگ کے اس کے قطرے نکل کر جویا کے حلق میں گرنے لگے۔ عمران مسلسل مٹی کو بیچنے چلا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ انگلیوں کی مدد سے انہیں مزید دبا بھی رہا تھا۔ پتوں میں قدرتی طور پر کافی رس تھا اس لئے پانچ چھ قطرے نکل ہی آئے

عمران نے مٹی کھول کر مٹے ہوئے پتے بھینک دیئے اور پھر ان کا ڈھیر اٹھائے وہ دوسرے ساتھی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سارے ساتھیوں کے حلق میں اس بوٹی کے رس کے قطرے ڈال چکا تھا۔ ناواشنکو نے بھی سارے ساتھیوں کے زخموں پر دو عجیب سا مرہم لگا دیا تھا اور پھر عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو کام ان انتہائی قیمتی انجکشنز نے نہ کیا تھا وہ اس بوٹی کے چند قطرعوں نے کر دکھایا تھا۔ نہ صرف زخموں سے نکلنے والا خون بند ہو گیا تھا بلکہ ان سب کی بغضیں بھی تیزی سے کمال ہونے لگ گئی تھیں اور وہ سب انتہائی شدید خطرناک حالت سے نکلنے آ رہے تھے اور پھر ایک ایک کر کے ان کے منہ سے کراہی نکلیں اور وہ ہوش میں آتے گئے۔ عمران کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھرا تھیں۔

"ویسے یہ واقعی انتہائی عجیب صورت حال ہے کہ انہیں موت کے منہ میں پہنچانے والے ہی تم ہو اور ان کی زندگیاں بچانے کا کام بھی تم نے خود کیا ہے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے ناواشنکو سے کہا اور ناواشنکو عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا؟ کیا کہہ رہے ہو آقا عمران، میں نے انہیں موت کے منہ میں پہنچایا۔ میں تو تم سے باتیں کر رہا تھا۔ پھر مجھے معلوم نہیں کر لیا ہوا؟" — ناواشنکو نے انتہائی حیرت جبر سے کہنے میں کہا۔

میں نے اس کے سینے میں گولی مارنے کی بجائے اس کی ٹانگ میں گولی صرف اس لئے ماری تھی کہ میں اس کی فدااری پر اسے اُسان موت مارنے کی بجائے عبرتِ ناک موت مارنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک میرے ذہن پر خوفناک حد تک دباؤ پڑنے لگا اور اس سے پہلے کہ میں سہیلؔ میرا ذہن بلیک ہو گیا۔ اور اگر ناواشکو مجھے زور زور سے نہ جھنجھوڑتا تو میں شاید کبھی بھی شعور کی دنیا میں واپس نہ لوٹ سکتا۔ بہر حال ناواشکو نے مجھے ہوش دلایا اور پھر چپ میں نے تم سب کو چیک کیا تو تم سب کی حالت زخمی اور خون بہہ جانے کی وجہ سے انتہائی سیریس ہو چکی تھی اور یہاں حالات ایسے تھے کہ میں تم لوگوں کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ میرے پاس جوا انجکشن تھے وہ میں نے تم سب کو لگا دیے لیکن یہ انجکشن بھی وقتی سہارے کے لئے تھے لیکن تم لوگ تو مشین گن کے برسٹ کا شکار ہوئے تھے۔ ان انجکشنز کے باوجود ہمارا پانچ جانا ناممکن ہی نظر آتا تھا لیکن ناواشکو نے ایک نئی برنی کی خصوصیات بتائیں۔ اس کے پانچ پانچ قطرے ہمارے حلق میں اترتے ہی ہمارے زخموں سے خون نکلتا بھی بند ہو گیا اور درد بھی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ناواشکو نے جو مرہم لگا دیا ہے۔ اس سے ہمارے زخم اس حد تک مندل ہو گئے ہیں کہ تم اب اٹھ کر بیٹھے ہی ہو اور ناواشکو پر انکھیں بھی نکال رہے ہو۔" — عمران نے تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہوا کہ ہم زخمی بھی ناواشکو کی وجہ سے ہوئے اور پھر زندہ بچے ہیں اس کی وجہ سے

"میں سمجھ گیا ہوں کہ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ اگر مجھے شبہ بھی ہو جاتا کہ ہمارا قصور ہے تو اس بار تم زندہ نہ بچ سکتے۔ میرے ساتھ بھی وہی ہوا جو ہمارے ساتھ ہوا ہے لیکن اب ایسا کرنے والا بچ کر نہ جاسکے گا؟" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسی لمحے عمران کے ساتھی ایک ایک کر کے نہ صرف ہوش میں آ گئے بلکہ اب وہ اٹھ کر بیٹھنے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے لیکن وہ انتہائی حیرت سے اپنے جسموں پر موجود ہولناک زخموں کو دیکھ رہے تھے۔

"اوہ یہ زندہ کھڑا ہے۔ یہ ناواشکو؟" — یکلافت تنذیر کی انتہائی مفصلی اور آواز سناؤ دی۔ وہ انتہائی زہر بھری نظروں سے ناواشکو کو دیکھ رہا تھا۔

"اگر ناواشکو زندہ نہ کھڑا ہوتا تو تم اب تک منکر نکیر کو حساب کتاب دے کر فارغ بھی ہو چکے ہوتے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب اس ناواشکو نے اچانک مشین گن کا فائر ہم سب پر کھول دیا تھا۔ ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے؟" — صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں بھی پہلے ہی سمجھا تھا اور چونکہ مجھے اتنا وقت مل گیا تھا کہ میں ایک جھاڑی میں چھپانگ لگانے کی وجہ سے زخمی ہوئے سے بچ گیا تھا اور پھر اس پر فائر بھی میں سے ہی کیا تھا۔ لیکن

بہت خوب۔ ایسا اتفاق تو شاید پہلے کبھی نہ ہوا ہو؟
 صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہارے زخموں میں گولیاں موجود ہیں اس لئے مجھے ان کا باقاعدہ آپریشن کرنا پڑے گا لیکن یہاں ایک تو پانی میسر نہ تھا۔ اور پھر جن لوگوں نے پہلے آپ پر مارواں حمل کیا ہے وہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں فوراً یہاں سے اس مریض کو دالے حصے میں جانا پڑے گا؟“ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب آپ کے ذہن پر دباؤ اور ناداشتگو کے ذہن پر کمزوری کس نے کیا ہوگا اور کس طرح کیا ہوگا؟“ صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کوئی بہت ہی طاقتور ذہن کی مالک شخصیت کہیں قریب موجود ہے۔ میں آج تک بھی سمجھتا تھا کہ ذہنی طاقت کے لحاظ سے مجھ پر کوئی کمزور نہیں کر سکتا لیکن آج جس طرح میرے ذہن پر خوفناک دباؤ پڑا ہے اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مجھ سے بھی ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ طاقتور ذہن کے لوگ بھی موجود ہیں اور یہ واقعی میرے لئے ایک نیا تجربہ ہے اور میں اب ہر صورت میں اسی شخصیت کو تلاش کروں گا۔ اگر میرا ذہن معصوم در زخموں کی وجہ سے فوری رد عمل کا عادی نہ ہوتا تو جس قدر خوفناک دباؤ پڑا تھا لازماً میرے دماغ کی رنگیں پھٹ جاتیں لیکن فوری رد عمل کی وجہ سے دماغ بالکل ہو گیا۔ اس طرح رنگیں پھٹنے سے بچ گئیں۔ عمران نے اپنے

ساتھیوں کے ساتھ مریض کو دالے کمروں کی طرف واپس جاتے ہوئے کہا چونکہ وہ سب سب آہستہ آہستہ چل رہے تھے اس لئے انہیں مریضوں کو دالے کمرے میں پہنچنے میں کافی دیر لگ گئی۔ پھر عمران نے کیپٹن شکیل کی مدد سے سب سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ان زخموں کا آپریشن کیا جس میں گولیاں موجود تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کسی بھی لمحے اندر موجود گولیاں ان کے خون میں زہر پھیلانے کا موجب بن سکتی ہیں اور بارود کا زہر اگر ایک بار خون میں شامل ہو جائے تو پھر انسان کا بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیپٹن شکیل کے زخم اس نوعیت کے تھے کہ اس کے زخموں کے اندر گولیاں نہ تھیں اس لئے اس کے آپریشن کی ضرورت نہ تھی اس لئے اس نے ان آپریشنوں کے دوران عمران کی بھرپور مدد کی۔ ویسے بھی اسے امیر عیسیٰ آپریشن کی مکمل ٹریننگ حاصل تھی اس لئے اس کی مدد سے عمران کا کام آگیا۔ آسان ہو گیا تھا۔

”اب کیا کرنا ہے؟“ صفدر نے بیٹے بیٹے پوچھا۔ اس کے دو زخموں سے گولیاں نکالی گئیں تھیں۔ اس لئے وہ بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

”آقا عمران دور اسکوف وہاں موجود ہے۔ جنگل میں؟“ اچانک ناداشتگو نے دیوار کے خلا میں سے اوپر جاتی ہوئی ڈھلان میں سے اترتے ہوئے کہا۔ وہ ان آپریشنوں کے دوران باہر چلا گیا تھا۔ ناداشتگو کی بات سن کر سب بڑی طرح چونک پڑے۔ عمران تو اچھلی کر کھڑا ہو گیا۔

کہاں ہے۔ راسکوف؟ — عمران نے تیز لہجے میں پوچھا کیونکہ راسکوف کی اڑے سے باہر جنگل میں موجودگی کا مطلب تھا کہ اڑے کی کیونکہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور یہ کم از کم عمران جیسے شخص کے لئے انتہائی اہم خبر تھی، اس لئے وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”آقا عمران میں جنگل میں ایک اور بوٹی کی تلاش میں گیا تھا تاکہ اس بوٹی کی مدد سے آپ کے ساتھیوں کی کمزوری دور ہو سکے پھر میں نے راسکوف اور اس کے ساتھ ایک اور سفید فام کو ایک جھاڑی کے پیچھے سے نکلنے دیکھا۔ میں ان سے ذرا فاصلہ پر ایک جھاڑی کی اوٹ میں تھا۔ وہ دونوں باہر نکلے ہی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ انہیں شاید آپ کی تلاش تھی لیکن وہاں آپ کو نہ دیکھ کر وہ بے حد پریشان ہو گئے۔ ان کے پاس اسلحہ تھا اور میں بالکل خالی ہاتھ تھا۔ دہڑ میں انہیں وہیں گرا لیتا۔ اس لئے مجبوراً مجھے چھپنا پڑا۔ پھر میں نے ان کی باتیں سنیں۔ راسکوف نے کہا کہ کوئی گزربڑ ہو چکا ہے۔ پروفیسر برسکی کا علم پوری طرح کارآمد نہیں ہوا۔ اس پر دوسرے سفید فام نے کہا کہ انہیں مشین بند نہ کرنی چاہیے تھو وہ اس مشین کو کچھ عجیب سا نام بھی لے رہے تھے۔ ارے ہاں ڈبلیو ڈبلیو قسم کا نام تھا۔ پھر راسکوف نے کہا کہ وہ ڈبلیو ڈبلیو تو ابھی تک اس عمران کی جیب میں ہو گا۔ اس لئے فوراً چل کر مشین پر چیک کریں چنانچہ وہ واپس اسی جھاڑی کے پیچھے غائب ہو گئے اور میں آپ کو اظہار دینے یہاں آگیا۔“

بتا دی۔

”ہو ہند اب میں ساری بات سمجھ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر برسکی اس اڑے کے اندر ہے۔ ہاں وہی اس قدر طاقتور ذہن کا مالک ہو سکتا ہے کہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے اڑے کے اندر سے ناداشگو کے ذہن کو کنٹرول کر کے ہم پر فائر کھلا سکے اور پھر میرے ذہن پر دباؤ ڈال کر میرا فائر کر سکے۔ ٹھیک ہے، وہی ہو گا وہ میزائلوں کا ماہر سائنسدان بھی ہے اور مادیاتی علوم میں بھی دنیا بھر میں انتہائی ماہر سمجھا جاتا ہے۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے ڈبلیو ڈبلیو اور اس کا ریوٹ گنز و لرننگالا اور پھر دوڑتا ہوا وہ اسلحہ خانے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے الماری کے پرٹ کھولے اور پھر اس کے اندر موجود باکس کو کھول کر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو گئی۔ باکس کی اندرونی سطح پر کرومیم کی انتہائی پتلی سی تہ چڑھی ہوئی تھی۔ عمران نے دونوں چیزیں باکس میں دیکھیں اور باکس بند کر کے وہ اسلحے والے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہ پرائنٹ بھی اس کے ذہن میں واضح ہو گیا تھا کہ ان کی اڑے سے باہر موجودگی کا پتہ کس طرح چلایا گیا ہے۔ ڈبلیو ڈبلیو یا اس کے ریوٹ گنز و لرننگالا کوئی ایسا آلہ موجود ہے جس کی مدد سے اڑے کے اندر کسی مشین کے ذریعے ارد گرد کے ماحول کو سن کر پر دیکھا جاسکتا ہو گا۔ اس طرح انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی اڑے کے باہر موجودگی چیک کی

اور اس کے ریموٹ کنٹرول کو اس نے اٹھا کر کاغذ میں لپیٹ کر دوبارہ جیبوں میں منتقل کر دیا۔ اب وہ ان ویلوریز سے محفوظ ہو گیا تھا چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس مشین روم میں پہنچا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ناداشنگو اور جوزف دو فلی وٹل موجود نہ تھے جبکہ باقی ساتھی اب اٹھ کر بیٹھ چکے تھے لیکن وہ سب خاموش بیٹھے شاید عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ عمران نے گولیاں کھانے کے بعد ان کے زخموں پر چونک دوبارہ ناداشنگو والی مرہم لگا دیا تھا اس لئے اب زخم انہیں کوئی تکلیف نہ دے رہے تھے۔

”یہ جوزف اور ناداشنگو کہاں گئے ہیں؟“ — عمران نے چونک کر صغدر سے پوچھا۔

”جوزف اسے باہر لے گیا ہے۔ شاید باہر کھڑے ہوں گے۔“ — صغدر نے جواب دیا۔

”اب ایسا ہے کہ آپ لوگ یہاں آرام کریں کیونکہ ابھی آپ کے لئے تیز حرکت کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ صرف کیپٹن شکیل میرے ساتھ جائے گا۔ اس آڈے کے لئے ہم چار ہی کافی ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”ہائیں۔“ — میں صغدر ساتھ جاؤں گی؟ — جویا نے کہا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے جب تک ہم پرنسپر برکی کا فائدہ نہ کر دیا جائے آڈے میں داخل ہونا موت خرید کرنے

اور پھر پرنسپر برکی نے اپنے علم کی بنا پر ناداشنگو کا ذہن کنٹرول کر کے بیٹے ان پر فائر کھلوا دیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ عمران کو کوئی گولی نہیں لگی تو پھر پرنسپر نے عمران کے ذہن پر دباؤ ڈال کر اس کا فائدہ کرنا چاہا اور عمران کا ذہن چونکہ حوالی رومل کے طور پر بلیک ہو گیا تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ سب ہلاک ہو گئے ہیں اور شاید اس بات کی مکمل تصدیق کے لئے وہ باہر آئے ہوں گے اور واقعی اگر ناداشنگو ان سے ہمدردی نہ کرتا تو وہ اب تک موت کے منہ میں پہنچ ہی چکے ہوتے لیکن باکس کو دیکھنے کے بعد عمران کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جو ریز ڈبلیو ڈبلیو یا ریموٹ کنٹرولر سے نکلتی ہیں اور جن کی مدد سے مشین کے ذریعے انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ ریز کو دیم کی تہہ کو کراس نہیں کر سکتیں عمران چونکہ ڈبلیو ڈبلیو کو مستقل اپنے سے علیحدہ نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ آڈے کی تباہی کے لئے یہ بے حد کارآمد تھا اس لئے اسے

باکس میں بند کرنے کے بعد وہ اسلئے سے بھرے ہوئے ریکوں کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اسلکو کو نمی سے بچانے کے لئے اسلئے کی پیٹریوں کے اندر کو دیم شدہ کاغذ پیک کیا جاتا ہے اس لئے وہ ایک پیٹی کی طرف بڑھا۔ اس نے پیٹی کھولی اس کے اندر واقعی ایسا کاغذ موجود تھا۔ اس نے پیٹی میں موجود مشین پستل وہیں رکب میں ہی الٹ دیئے اور پھر خالی پیٹی میں سے اس نے کاغذ نکال لیا۔ کاغذ کے کردہ واپس الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری میں موجود باکس کو دوبارہ کھولا اور پھر ڈبلیو ڈبلیو

کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایسا آدمی جراتی دور سے آپ جیسے ذہن کے مالک کو طینک کر سکتا ہے وہ باقیوں کا کیا حشر کرے گا۔ نادر شاہ کی فائرنگ سے تو ہم زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اگر ہم میں سے کسی کا ذہن کمزور ہو کر کے فائرنگ کرانی گئی تو پھر شاید کوئی نہ بچ سکے؟ — صفدر نے کہا اور عمران کے ہونٹ پھینک گئے۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو صفدر — واقعی اس پہلو پر تو میں نے سوچا بھی نہ تھا۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کی پیشانی پر سوچ کی لکڑی سی ابھراٹھیں۔ وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا کہ جس سے پروفیسر برسکی کو اڈے سے باہر نکال سکے لیکن کوئی ایسی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کیونکہ اسے اس بات کا بیخ کن تجربہ ہو چکا تھا کہ پروفیسر برسکی شبلی پتی اور ایسے ہی مادرانی علوم میں انتہائی درجے کی مہارت رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کو ڈانچ دینا یا اس پر کمزوری کرنا تقریباً ناممکن سی بات تھی لیکن صفدر کی بات بھی اپنی جگہ وزن رکھتی تھی۔ پروفیسر برسکی کو کور کئے بغیر وہ کسی صورت بھی اڈے کو تباہ نہ کر سکتے تھے۔ وہ باتوں پر غور کر رہی رہا تھا کہ اسے دور سے کسی کے چھینے اور پھر بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ ہلکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی ساتھی بھی چونک بیڑے۔ دوسرے لئے عمران دوڑنا ہوا باہر جانے والی ڈھلوان کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے واسکوف؟“ — پروفیسر برسکی نے یقین نہ کرنے والے ہاتھ میں قدرے غصیلے ہاتھ میں کہا۔ ”خود دیکھ لیجئے۔“ — واسکوف نے کہا اور پھر اس نے ناروے سے کہا کہ وہ فلم کو ریوانڈا کر کے آن کر دے۔ اس وقت وہ سب اسی کمرے میں موجود تھے جس میں ڈبلیو ڈبلیو کی ویلجنگ فٹین موجود تھی۔ واسکوف اور ناروے اڈے کی کیو فلا جنگ مکمل طور پر ختم ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھنے اور پرائنٹ نو کو چیک کرنے کی غرض سے جب اڈے سے باہر جنگل میں پہنچے تو محاورتا نہیں بلکہ حقیقتاً ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کیونکہ وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا البتہ جگہ جگہ خون کے بڑے بڑے دھبے صاف نظر آ رہے تھے لیکن وہاں

آدمی ایک بھی موجود نہ تھا۔ وہ ان لوگوں کو اس طرح غائب پار
 بے حد حیران ہوئے اور غری طور پر واپس اڈے میں آ گئے۔
 اب ان کی چیکنگ کے لئے ایک ہی راستہ رہ گیا تھا اور وہ تھا
 مشین اچانچہ انہوں نے آتے ہی مشین اُن کی توان کی آنکھیں
 یہ دیکھ کر حیرت سے پھٹ گئیں کہ عمران اور اس کے ساتھی پلٹا آ رہا جو۔
 ٹوٹے مشین روم میں زندہ سلامت موجود تھے البتہ وہ سب کے
 سب زخمی تھے اور عمران کس ماہر مہرجن کی طرح اپنے ایک ساتھی اسکوف نے کہا۔
 کے آپریشن میں مصروف تھا۔ پھر آپریشن ختم ہونے ہی ناواشنگ
 مشین روم میں داخل ہوا اور اس کے انہیں کچھ بتا چونکہ آواز نے کہا۔
 مشین کچھ نہ کر سکتی تھی اس لئے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ناواشنگ
 نے کیا کہا ہے لیکن وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرہ وا
 پر ابھرنے والی حیرت صاف دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران اٹھ
 اسٹے والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں جا کر المار کو
 موجود باکس کھول اور پھر جیبوں سے ڈبلیو ڈبلیو اور اس کا راز
 کنٹرولر باکس میں رکھ کر اس نے باکس جیسے ہی بند کیا مشین اُن
 ہو گئی تھی۔
 اسکوف کے پاس اب یہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ پر و فیئر
 برسکی کے سامنے ساری صورت حال رکھ کر اس سے مشورہ -
 چنانچہ نارڈف کے ذریعے اس نے پر و فیئر برسکی کو بلایا جیسے
 پر و فیئر برسکی نے ان کی بات تسلیم کرنے سے یکسر انکار کر
 لیکن جب پر و فیئر برسکی نے رول آؤٹ ہونے کے بعد فلم کو د
 نو اس کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔
 "اوہ واقعی یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ یہ عمران
 بھی زندہ ہے اور اس کے ساتھی بھی؟" — پر و فیئر برسکی
 لا بھر اب بھی ایسا ہی تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ
 آپ انہیں پرائنٹ ٹو پر کنٹرول کر سکتے ہیں؟ —
 نہیں — یہ بہت فاصلہ ہے؟ — پر و فیئر برسکی
 لیکن پر و فیئر برسکی چونک کر اسکوف کی طرف دیکھنے لگا۔
 تم نے صحیح سنا ہے اسکوف لیکن ان میں سے کسی پر بھی
 لی پیتی کا عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں
 ۷ فہوں کو میں نے ایک ٹکے میں ٹٹول لیا تھا۔ یہ لوگ انتہائی
 ات قوت ارادی کے مالک ہیں۔ بس ایک ناواشنگ رہ گیا تھا
 بن اس کا ذہن آؤد ہونے کی وجہ سے معمولی ذہن سمجھا تھا۔
 یہ وہ ٹیلی پیتی سے ملے جلتے ایک اور علم کی زد میں آ گیا تھا۔
 معلم کو ڈائریکٹ مائنڈ کنٹرول کرنے کا علم سمجھ لو۔ اس طرح
 مانے اس کے ذریعے ان لوگوں کا خاتمہ کرانے کے لئے نازنگ
 دی۔ عمران پر البتہ میں نے صرف ہارڈ پریشر ڈالا تھا۔ اور

اور ناروٹ سر ملاتا ہوا پروفیسر کے پیچھے چل پڑا۔ واسکوف بھی چند لمحے وہیں کھڑا رہا پھر وہ بھی اس کمرے سے نکل کر اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

حقوڑی دیر بعد ناروٹ اندر داخل ہوا۔

”پروفیسر باہر چلا گیا۔“ واسکوف نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں میں نے پیش دے کھلو دیا ہے۔ لیکن باس پروفیسر منہ کر رہا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اور اگر پروفیسر کو کچھ ہو گیا تو دوسری حکومت ہماری بوشیاں ترح سے لے گی۔ اس وقت پروفیسر میزائلوں کے بارے میں اپنے بے پناہ علم کی وجہ سے پورے (دوسیاہ میں ٹاپ مین سمجھا جاتا ہے۔“ ناروٹ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے اسی لئے میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھ دو مسلح آدمی لے لو اور پھر پروفیسر کا چھب کر قتل قتل کرو۔ اگر پروفیسر کو کوئی خطرہ ہو تو تم فوراً آئیں گے۔“

”اس کا نام؟“ واسکوف نے کہا اور ناروٹ سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

حقوڑی دیر بعد ناروٹ اپنے ساتھ دو مسلح آدمی لے پیشل دے سے باہر جنگل میں آ گیا۔ اس کی تیز نظروں سے دور جاتے ہوئے پروفیسر کو دیکھ لیا۔ پروفیسر بڑے مغرورانہ انداز میں بغیر کسی احتیاط کے پوائنٹ ٹو کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

اس کام کے لئے پہلے اپنے ذہن کو بلیک کرنا پڑتا ہے اور یہ بھی طویل فاصلے پر ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اڈے سے باہر جا کر مخصوص فاصلے پر پہنچ کر ان پر کنٹرول کر سکتا ہوں۔“ پروفیسر برسکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیکن پروفیسر یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اڈے سے باہر جائیں اور یہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔“ واسکوف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”احتمق ہو تم جو ایسی بات کر رہے ہو۔ پروفیسر برسکی کو دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ صرف ناممکن اڈے آ گیا ہے۔ کم فاصلے پر تو میں ان سب کو ایک لمحے میں پاگل کر دوں۔“ پروفیسر برسکی نے انتہائی کڑخت ہنچے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں پروفیسر برسکی سے کچھ فاصلے پر چھب کر ساتھ جانا چاہیے تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو ہم آسانی سے منبھائی سکیں۔“ ناروٹ نے کہا۔

”شٹ اپ۔“ تم پروفیسر برسکی کی توہین کر رہے ہو۔ میں اکیلے جاؤں گا اور تم دیکھنا میں ان کا کیکہ عین ناک حشر کرتا ہوں۔ پروفیسر برسکی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”جاؤ ناروٹ پروفیسر کے لئے پیشل دے کھلو دو۔“ واسکوف نے ناروٹ کو ہانکھ سے مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بادجوہر اس کا پورا جسم کسی پھوٹے کی طرح دکھ رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے آپ سنبھالنا ایک بار پھر تڑپڑپاہٹ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبنا چلا گیا۔



ناروف اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لتا قب میں چل پڑا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ساری بات سمجھا دی تھی اس لئے وہ بھی انتہائی محتاط انداز میں چل رہے تھے۔

ابھی پروفیسر پوائنٹ ٹو سے کافی فاصلے پر تھا کہ اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے سے کوئی کالا سایہ دیکھتے پروفیسر پر جھپٹا اور وہ پروفیسر کو ساتھ لئے ایک بڑی سی جھاڑی میں جاگرا۔ ابھی وہ سنبھل ہی رہے تھے کہ انہوں نے اس جھاڑی میں سے جس میں وہ کالا سایہ اور پروفیسر گرے تھے۔ ایک زوردار انسانی چیخ سنی۔

پروفیسر — پروفیسر؟ — ناروف اور اس کے دونوں مسلح ساتھی سب احتیاط بھول کر چیخے ہوئے آگے بڑھے۔ یہ تھے کہ اچانک تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ناروف کو بلی جسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کئی دھکتے ہوئے انگارے گھس گئے ہوں۔ وہ چیخ مار کر گرا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں اپنے دونوں ساتھیوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں ان کی چیخیں ایسی تھیں کہ ناروف ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ یہ ان کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخیں ہی ہو سکتی ہیں۔ اس کے اپنے دماغ میں زبردست جھماکے ہو رہے تھے اور پارے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں۔ لیکن اس کا ذہن کام کر رہا تھا۔ وہ بہر حال ہوش میں تھا۔ دیکھتے ہوئے انگارے اس کے بازوؤں اور ٹانگوں میں گھسے تھے تعین اس کے

عمران دوڑتا ہوا پوائنٹ ٹو سے نکل کر باہر جنگل میں آیا اور پھر اس طرف کو دوڑنے لگا جدھر سے اس کے خیال کے مطابق آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن تھوڑی ہی دور جانے کے بعد وہ دیکھتا تھا کہ ایک درخت کی آکھٹ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بارعب چہرے والا آدمی جس کے سر کے بال اور جسم پر موجود لباس بڑی طرح مسلا ہوا تھا کھڑا تھا۔ اسے جوزف اور ناواشوگو دونوں ہی اس کے سامنے غلاموں کے انداز میں کھڑے تھے۔ ناواشوگو کے ہاتھ میں شین گن تھی۔ جوزف خالی ہاتھ کھڑا تھا۔ ناواشوگو اسے گولیوں سے چھلنی کر دو۔ — اچانک اس نے شخصیت کے حامل آدمی نے چیخ کر کہا اور ناواشوگو کا

ہوا ہی تھا جہاں ناوا شنگو اس آدمی کے ساتھ گرا تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے مے جوزف کے ہاتھ سے میٹن گن اڑتی ہوئی دور جا گری۔

”خبردار جوزف۔۔۔ بڑگ جاؤ۔۔۔ اسے مت مارو۔۔۔“
 عمران نے فخر کرتے ہی چیخ مکر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ دوڑا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ ناواشنگو اس دوران بغیر کوئی آواز نہ لگائے ایک طرف گر کر بے حس و حرکت ہو چکا تھا جب کہ وہ آدمی اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران اس کے سر پر پہنچ گیا۔

۱۰ تم پر دغیر بر کسی ہو :۔ عمران نے چیخ کر کہا اور وہ آدمی اپنے عقب سے عمران کی آواز سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پھر اس کی تیز نظریں عمران کی نظروں سے ٹکرائی ہی عقیق کہ عمران کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ عمران نے لکھنت اپنے ذہن کو ایک لمحے کے لئے بلیک کیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ذہن کی پوری قوت کو ایک نقطے پر مرکوز کرتے ہوئے مقابل کے ذہن پر پورا دباؤ ڈالنا چاہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایک زوردار دھماکا ہوا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس طرح نادیک ہو گیا جیسے کمرے کا مشر بند ہو جائے پھر اچانک اس کے تاریکی میں ڈوبے ہوئے ذہن میں روشنی کا ایک جھنر جھٹکا اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلی چلی گئی۔

وہ ہاتھ جس میں اس نے مشین گن پکڑی ہوئی تھی تیزی سے اٹھا اور اس کا رخ جوزف کی طرف ہوا اسی لمحہ کہ یکلمت جوزف کیل کی کسی تیزی سے اچھلا اور ناواشنگٹن کے ہاتھ سے مشین گن اڑتی ہوئی دور جا گری۔ اور وہ جوزف کی فلتنگ کھاکر جھاڑیوں میں جا گرا۔

۹۲۔ دس ماہ جیسی :۔ اس بار عجب شخصیت نے جرج کر کہا لیکن وہ سرے لئے وہ بھی چیخا ہوا اچھل کر جھاڑی میں جا کر جوزف کے زخمی ہونے کے باوجود واقعی بے پناہ حوصلے اور پھر اس سے کام لیتے ہوئے اپنے جسم کو فضا میں ہی گھماتے ہوئے اس بار عجب شخصیت کے سینے پر فلاننگ گل جمادی تھی اور پھر اس کے گرتے ہی جوزف اس طرف کو دوڑ پڑا مگر ناواشوگو کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر گری تھی۔ اسی لمحے وہ بار عجب شخصیت اچھل کر کھڑی ہوئی اس کے ہاتھ میں مشین پشیل صاف نظر آ رہا تھا۔ اور جوزف کی چونکہ اس کی طرف پشت تھی اس لئے جوزف کا ہٹ ہو مانا یقینی تھا۔ عمران کا ہاتھ تیزی سے جیب سے باہر آیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ میں موجود مشین پشیل سے اس شخصیت پر فائر کھولے جھاڑی میں گرنا ہوا ناواشوگو کسی چپے کی طرح اچھل کر اس آدمی سے ٹکرایا اور پھر اسے ساتھ لئے دو جھاڑی میں جا گرا۔ اس طرح اس آدمی کو جوزف پر فائر کرنے کی مہلت ہی نہ ملی تھی۔ جوزف اس دوران مشین گن اٹھا کر مزاحمت کرتا اور پھر اس کی مشین گن کا رخ اس جھاڑی کی طرف

”عمران صاحب — عمران صاحب؟ — اچانک کیپٹن شکیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور عمران نے آنکھیں کھولی دیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگیں مگر درد کی یہ لہریں صرف چند لمحوں تک محسوس ہوئیں۔ اس کے بعد اس کا ذہن نارمل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ زمین پر چٹ لیا ہوا ہے اور کیپٹن شکیل اس پر جھکا اسے آوازیں دے رہا ہے۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”آپ کو کیا ہو گیا تھا عمران صاحب؟ — کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا لیکن عمران کی نظریں سامنے زمین پر چٹ لیٹے ہوئے اس بارعب شقیقت پر جمی ہوئی تھیں جس کے سر پر ایک گومڑا بھرا ہوا تھا اور وہ یہ سوشل پڑا ہوا تھا۔

”ادہ یہ سوشل کیسے ہو گیا؟ — عمران نے کیپٹن شکیل کی بات کا جواب دینے کی بجائے اٹھ سوال کر دیا۔

”اس پر ناداشنگو نے اچانک حملہ کر دیا تھا۔ اس نے اس کے منہ پر مکڑی ماری ہے؟ — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور عمران کی نظریں تیزی سے ناداشنگو کی طرف گھوم گئیں جو دونوں ہاتھوں سے اپنا سر کپڑے ہوئے اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ جوزف اسے بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

”یہ یقیناً پروو فیئر برسکی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ناداشنگو نے آج دو سری بار میری زندگی بچائی ہے۔ درنہ یہ پروو فیئر برسکی مجھے لازماً لے ڈالتا؟ — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”ہاں آپ نے میری مشین گن پر فائر کیا تھا۔ میں اس کے ٹکڑے اڑا دیتا؟ — اسی لمحے جوزف نے عمران سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں دراصل اس سے زندہ ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال مجھے تم بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے ہم پوائنٹ ٹو پر چلیں۔ میں اس پروو فیئر کو اٹھا لیتا ہوں۔ وہاں سارے ساتھی یقیناً پریشان ہوں گے؟ — کیپٹن شکیل نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں لے چلو اسے اٹھا کر؟ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر زمین پر پڑے ہوئے پروو فیئر کو اٹھایا اور کندھے پر لٹا دیا۔

”آپ جب دوسرے کمرے میں گئے ہاں تو میں نے اس ناداشنگو سے کہا کہ وہ مجھے وہ جگہ دکھائے جہاں اس کے کہنے کے مطابق وہ دونوں سفید نام دیکھتے تھے۔ میرا خیال تھا کہ میں ڈرے ڈھونڈ لے گا اور پھر کسی سفید نام کو اٹھا کر کے یہاں لے آؤں گا لیکن ابھی ہم دونوں تھوڑا ہی اُسے بڑھے تھے کہ ہم نے

میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالے کھڑے تھے کہ یککھٹ آپ اچھل کر پشت کے بل بیٹھے
گرسے اور بے حس و حرکت ہو گئے۔ یہ بھی یقیناً اس شخص کا
کارنامہ تھا۔ میں کافی نا صبر کرتا تھا۔ جب کہ ناوا شنکو جو پہلے بے حس
و حرکت پڑا تھا آپ کے نیچے گرے تھے، یہی یککھٹ اچھلا۔ اس کے
ہاتھ میں ایک مگڑی تھی اور اس نے مگڑی کا وار اس شخص کے
سر پر کر دیا۔ اس شخص کے منہ سے رنج نکلی اور ضرب کھانے
کے باوجود اس نے گھوم کر ناوا شنکو کی طرف دیکھا اور ناوا شنکو
جو دوسرا وار کرنا چاہتا تھا یککھٹ اچھل کر نیچے گرا لیکن اس
لحظے یہ شخص بھی لہرا کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے
کیڈپٹن شکیل بھی دوڑتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ
کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی جبکہ میں نے اس
ناوا شنکو کو صبحالہ اور پھر آپ بھی ہوش میں آگئے اور یہ ناوا شنکو
بھی لیکن اس نے ہوش میں آئے ہی اس طرح "دونوں ہاتھوں
سے سر کپڑا لیا تھا جیسے اس کا دماغ پھٹنے والا ہو۔"
جو زف نے ساتھ ساتھ جلتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔
"واقعی یہ ناوا شنکو کی قسمت ہے کہ اس کا ذہن ابھی تک
صحیح سلامت ہے۔ دراصل اس پر انیسر کہ اس کے ذہن پر پورا
دباؤ ڈالنے کی ہمت ہی نہیں ملی۔" حمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔
"حمران صاحب میں دور سے دوڑتا ہوا آ رہا تھا کہ میں نے

دور سے اس آدمی کو آتے ہوئے دیکھا۔ پھر ہم نے اس کے
پیچھے کچھ فاصلے پر عین اور سفید فاموں کی جنگ بھی دیکھ لی جو
مساحہ تھے۔ میں نے ناوا شنکو سے کہا کہ وہ ان مسلح افراد کو صبحالہ
جبکہ میں اس آدمی کو صبحالہ ہوں کیونکہ میں خالی تھا جب کہ
ناوا شنکو کے پاس مشین گن تھی۔ پھر ناوا شنکو مجھ سے علیحدہ ہو کر
آگے چلا گیا۔ اس کے بعد جب یہ آدمی اس جھاڑی کے پاس پہنچا
تو میں اس پر چیپٹ پڑا اور اسے نیچے گرا کر میں نے اس کی
کنپٹی پر رکتہ مارنا چاہا۔ اسی لمحے مجھے فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی
دیں لیکن ابھی میں نگر مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا کہ یککھٹ
جیسے میرے ذہن نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس آدمی کی آنکھوں سے
دلی تاروں جیسی چمک نکلی رہی تھی۔ میں اس کے حکم کی تعمیل کے
لئے مجبور تھا۔ اور میں اس کے سامنے اس طرح کھڑا تھا جیسے
جنگل میں آڑوہا کی آنکھوں کے سامنے ہرن بے بس ہو کر کھڑا
ہو جاتا ہے۔ اسی لمحے دور سے ناوا شنکو بھی دوڑتا ہوا آیا۔ اس
کے ہاتھ میں مشین گن تھی وہ بھی میرے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔ پھر
اس نے میرے چہرے سے نظریں ہٹا کر ناوا شنکو کو مجھ پر فائر
کرنے کا حکم دیا۔ اسی تھا کہ میرے ذہن پر موجود اس کی چمک
دور ہو گئی اور میں نے اپنے ذہنی بچاؤ کے لئے ناوا شنکو پر حملہ
کر دیا اور اس کے ساتھ ہی میں نے اس شخص کو بھی نیچے گرایا
اور پھر میں مشین گن اٹھانے دوڑ پڑا تاکہ اس شخص کا فائر
کہ دوں لیکن آپ نے فائر کر کے میری مشین گن گرا دی اور پھر

آپ کو اچانک اچیل کر بیٹھے گرتے دیکھا۔ آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس پر دھیرے دھیرے ہاتھ بھی نہ ہلایا تھا۔ کیا اس نے کوئی دینی عمل کیا تھا؟ — کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں کیپٹن شکیل — یہ واقعی ماورائی علوم میں بے پناہ مہارت ذہن کا مالک ہے۔ میں نے کوشش کی کہ اس کے ذہن کو کچھ پوری قوت لگا کر کنٹرول کر سکوں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا اپنا دماغ جھٹک ہو گیا۔ اگر ناوا شکو عین اسی لئے اس پر کھڑی کا وار نہ کرتا تو یقیناً دوسرے لمحے یہ مزید دباؤ ڈال کر میرے دماغ کو اس طرح بچھاڑ کر رکھ دیتا کہ جیسے تروڈ کو زمین پر پھینک دیا جائے تو اس کا اوپری خول تو سلامت رہتا ہے لیکن اندر موجود اس کا سارا مواد بڑی طرح کو یک ہو جاتا ہے اور یہ مار بھی اس لئے کھا گیا کہ جس وقت اس کے سر پر کھڑی ماری گئی یہ اپنے ذہن کی پوری قوت مجھ پر لگائے ہوئے تھا۔ اس عالم میں مزب لگنے سے اس کا اپنا ذہن بھی جھٹک ہو گیا لیکن جھٹک ہونے کے دوران بھی اس کے ذہن کی قوت نے ناوا شکو کے ذہن پر اس قدر دباؤ ڈالا ہی تھا کہ ناوا شکو بھی یہ کوشش ہو کر کر گیا؟ — عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ پروفیسر انتہائی خوفناک حد تک طاقتور ذہن کا مالک ہے پھر تو اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے؟ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں پوائنٹ ٹوپر ہمارے اس کے ذہن میں موجود یہ

خوفناک طاقت نکال دوں گا۔ میں اس جیسے آدمی کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ اس شخص کا ذہن ایک عجوبہ ہے اور پھر مینٹالوں کے سیکیٹ میں بھی یہ اتھارٹی ہے اور حیرت انگیز خیال ہے کہ اگر اس کا ذہن کنٹرول ہو جائے تو پھر یہ پاکیشیا کے لئے بے حد کارآمد ہو سکتا ہے؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد وہ پوائنٹ ٹوپر کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ باقی سارے ساتھی باہر اچکے تھے اور وہ ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے بکھرے تھے۔ اس طرح ان کی ایک قطاری بن گئی تھی۔

”ارے ارے یہاں جھٹکی میں کون سنی ملے گا جو تم یوں قطار بنائے ہوئے جھکاڑیوں کی طرح کھڑے ہو؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان سب نے بے اختیار ایک دوسرے کے کانوں پر رکھے ہوئے ہاتھ بٹھائے۔

”عمران صاحب — ہم آپ کی طرف سے پریشان تھے۔ اور اگر آپ دور سے آتے ہوئے نظر آتے تو کسی نہ کسی طرح گرتے پڑتے آپ کی طرف آنا ہی تھا۔ اس لئے ہم ایک دوسرے کو سہارا دینے کی کوشش کر رہے تھے؟ — صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تنویر نے تو سہارا دینے کی بجائے جویا کا سہارا لے رکھا تھا؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ تنویر کا ہاتھ جویا کے کندھے پر تھا۔

ہی اس نے جوزف کے لائے ہوئے بیگ میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس کے اندر موجود ایک سرخ لکال کر ایک طرف رکھ دی پھر اس نے اسی باکس کے اندر سائید پر موجود ایک ہارک سوسٹی لکائی جس کے اوپر چڑا سا دستہ لگا ہوا تھا۔ اسے اٹھا کر درخت کے تنے کے ساتھ بٹھا دے بلکہ اسے تنے کے ساتھ اس طرح باندھ دو کہ یہ ہل نہ سکے۔ عمران نے دستے والی سوئی ہاتھ میں لے کر بیہوش پڑے ہوئے پروفیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں — تم کیا کرنا چاہتے ہو اور یہ سوئی کیسی ہے۔“
جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تم دیکھتی جاؤ — ضرورت سے زیادہ عقلمندوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے اور تم بھی اپنے آپ کو عقلمند کہنا پسند کرتی ہو؟“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا عقلمند ہے تو باس نے اسے سیکٹ چیف بنایا ہے تم جیسے احمق تو کیوں نہیں بنادیا؟“ ساتھ بیٹھتے ہوئے تنویر نے موقع دیکھتے ہی بات کر دی۔ ظاہر ہے اس کا اس بات سے مقصد ایک تیر میں دو شکار کرنا تھا۔ جولیا بھی خوش ہو جاتی اور عمران پر بھی طنز ہو جاتی۔

”تم خاموش رہو تنویر۔ تمہاری زبان بھی اب بہت چلنے لگی ہے۔“ عمران کے بولنے سے پہلے جولیا نے اسے جھڑ دیا۔ وہ خود تو چاہے جو کہتی رہے لیکن کسی دوسرے کے منہ سے

”بکواس کرنے کا تم کوئی موقع نہیں چھوڑتے، مس جولیا نے خود مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ لوں۔“
تنویر نے قدرے مشرمندہ سے ہلچلے میں کہا۔

”تو اس میں مشرمندہ ہونے والی کوئی بات ہے۔ بھائی بہنوں کا معاملہ ایسے ہی تو ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔
”تم بکواس ختم کر دو اور مجھے یہ بتاؤ کہ یہ آدمی کون ہے۔“
جولیا نے مصمتی منہ دھکاتے ہوئے کہا۔

”اسے نہیں لڑ دو کیپٹن ٹیکیل — اندر جانے کی بجائے اگر ہم یہاں باہر رہیں تو زیادہ اچھا رہے گا۔ اس طرح ہم اس پاس کی شکاری بھی کر سکتے ہیں اور جوزف تم بچے جا کر دونوں بیگ لے آؤ۔“ عمران نے واپس اطمینان سے گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ جوزف پلانٹ ڈو کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن ٹیکیل نے پروفیر کو زمین پر لٹا دیا۔ باقی عمران بھی ان کے گرد بیٹھ گئے۔

”مامٹر مجھے سمجھ مشرمنہ کی سی ہو رہی ہے کہ اس ہار میں اگر مشن میں کوئی کام کرنے کی بجائے اٹ بوجھ بن گیا ہوں۔“
جوانا نے جو ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ اچانک بول پڑا۔
”تم شہید زخمی ہو جوانا۔ تمہارا بچ جاننا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔“ عمران نے کہا اور جوانا کا سیکڑا ہوا چہرہ قدرے بحال ہو گیا۔

”تم نہیں تو بتاؤ یہ کون ہے؟“ جولیا نے کہا اور اہلہ عمران نے مختصر طور پر پیش آنے والے واقعات بتا دیئے۔ ساتھ

عمران کے متعلق کوئی بات نہ کرنا داشت نہ کر سکتی تھی اور تنویر نے ہونٹ پہنچ لئے اور عمران جو شاید کچھ کہنے کے لئے منہ کھول ہی رہا تھا، مسکراتا ہوا خاموش ہو گیا۔

اس دوران صفدر اور کیپٹن ٹھیکل نے بیگ میں موجود ٹائلوں کی باریک دیکھی کہ وہ سے درخت کے تنے کے ساتھ پروں پر کی پشت لگا کر بیٹھے ہوئے انداز میں اس کے جسم کو اس طرح جکڑ دیا کہ وہ ذرا سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔

اب آپ سب لوگ خاموش رہیں ورنہ یہ مقیم دماغ ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو سکتا ہے۔ عمران نے سرخ اور وہ دتے والی سوئی اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا، اس کا بوجھ بے حد سنجیدہ تھا اور سب نے اس طرح ہونٹ پہنچ لئے جیسے نہ بولنے کی قسم کھالی ہو۔

عمران نے سرخ ایک پتھر پر رکھی اور انگلیوں سے پروں پر دھیر کے سر کو ٹھون مشروع کر دیا، چند لمحوں بعد اس کی ایک انگلی پروں پر دھیر کی کھڑکی کے قدرے دائیں طرف رگ گئی، عمران نے دوسرے ہاتھ میں موجود سوئی کو بٹسے احتیاطاً بھرے انداز میں اس جگہ رکھا جہاں اس کی انگلی تھی، ایک آدھ ٹکے کے لئے اس نے سوئی کو ذرا سا ایڈجسٹ کرنے میں لگایا اور پھر اس نے دستے کے درمیان رکھی ہوئی انگلی کو ذرا سا دبا دیا تو سر کی آواز کے ساتھ سوئی انتہائی تیز رفتاری سے گھومتی گئی، عمران دستے کو دبا دیا اور گھومتی ہوئی سوئی پروں پر دھیر کی کھڑکی کے اندر

آہستہ آہستہ اترتی چلی گئی، جب وہ آدھی سے زیادہ اندر چل گئی تو طران نے دستے پر سے ہاتھ ہٹا لیا، اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی طاری تھی، اس نے ہاتھ بڑھا کر پتھر پر رکھی ہوئی سرخ اٹھائی جس کے اندر بٹکے کریم کو کا محلول موجود تھا، پھر سوئی کے اوپر لگی ہوئی کیپ ہٹا کر اس نے دستے کے پچھلے سرے پر انگلی رکھ کر اسے آہستہ سے اوپر کو جھٹکا اور پھر دستے کو اس طرح کھولنے لگا جیسے پتھر کھلتا ہے، چند لمحوں بعد دستہ سوئی سے علیحدہ ہو گیا، عمران نے اسے احتیاطاً سے ایک پتھر پر رکھ دیا، سوئی کا اوپر والا سرا اب بغیر دستے کے تھا اور اس کے اندر باریک سا سوراخ نظر آ رہا تھا، عمران نے بڑی احتیاطاً سے سرخ والی سوئی کو اس سوراخ میں ایڈجسٹ کیا، سوئی انتہائی باریک تھی، اس لئے وہ پروں پر دھیر کی کھڑکی میں اترتی ہوئی سوئی کے اندر موجود باریک سوراخ میں غائب ہو گئی، اب یوں لگ رہا تھا جیسے کھڑکی میں اترتی ہوئی سوئی بھی سرخ کے ساتھ فٹ ہو، عمران نے آہستگی سے سرخ میں موجود محلول کو پریس کرنا شروع کر دیا، سرخ دھیسے تو محلول سے بھری ہوئی تھی لیکن جب اس کا ایک تہائی حصہ خالی ہو گیا تو عمران نے اس کے ہینڈل سے الگو ٹھا ہٹا دیا اور سرخ کو واپس کھینچ لیا، اس کے بعد اس نے وہی کیپ پتھر پہلے سرخ پر چڑھائی، کوئی تھی دوبارہ سوئی پر چڑھائی اور سرخ پائس کھڑے صفدر کے ہاتھ میں دے کر اس نے وہی دستہ ٹھایا اسے احتیاطاً سے دوبارہ سوئی کے سرے پر رکھ کر پتھر کی

کو ذری طور پر صحت مند کرنے کا عمل شروع کر دیتا ہے۔ عام طور پر اسے دماغ کے اندر چوٹ لگ جاتے کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اب اگر میں یہی معمول دوبارہ پروفیسر کے دماغ کے اس حصے میں انجیکٹ کر دوں تو پروفیسر دوبارہ اسی حالت میں آجائے گا۔ یہ باکس اس لئے میں نے ساتھ رکھا تھا کہ اگر کسی کو دماغی چوٹ لگ جائے تو اس کا بروقت علاج ہو سکے۔

عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا:

”قرب تم اس پروفیسر کو کس طرح ٹریٹ کرنا چاہتے ہو؟ جولیائے پوچھا۔

”دیکھو ابھی یہ ہوش میں آجائے گا۔ اس کے بعد اس کی ذہنی کیفیت کو مد نظر رکھ کر ہی کوئی پلاننگ کی جاسکتی ہے۔“

عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد پروفیسر کے جسم میں حرکت محسوس ہونے لگ گئی اور وہ سب پروفیسر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

عمران اٹھ کر پروفیسر کے بالکل سامنے آکر باقاعدہ آلتی پالتی مادرک بیٹھے گا جبکہ باقی لوگ سائیڈوں پر بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ وہ چند لمحوں تک خالی خالی نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں لکھنت چمک سی ابھرائی لیکن سب سے دیکھا کہ اب اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک میں وہ تیزی نہ تھی جو اس سے پہلے محسوس ہوتی تھی۔ پروفیسر چند لمحے آنکھیں سکڑنے عمران کو دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں بند

طرح گھمانے لگا۔ اس کے بعد اس نے پوری قوت سے جھٹکا دے کر کھوپڑی میں اتاری ہوئی سوئی کو باہر کھینچ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا جیسے اس کے کانہ حلوں پر لدا ہوا شونہ بوجھ اتر گیا ہو۔

”یہ تم نے کیا کیا ہے۔“ کچھ نہیں بھی تو بتاؤ۔“

جولیائے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

”میں نے اس کے ذہن کے اس حصے کو بیکار کر دیا ہے جس کی مدد سے یہ مادرانی علوم میں اس قدر درست رکھتا تھا۔ اب یہ صرف سائنسدان ہے۔ اس طرح یہ آسانی سے کنٹرول میں آجائے گا اور اگر ہو سکا تو پانچیشا کے کام بھی آتا رہے گا۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ لیکن کیا تمہیں پہلے سے پروفیسر کے متعلق معلوم تھا جو تم یہ عجیب و غریب سامان ساتھ لے آئے تھے۔“

جولیائے نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ارے نہیں جولیائے۔ ابھی میں تو نیرنگی طرح اتنا عقلمند نہیں ہوا۔ یہ سامان تو دماغ کے آپریشن کے کام آتا ہے۔ اس سرجن میں جو معمول ہے یہ بیک وقت دو طرح کام کرتا ہے۔ اگر اسے صرف صحت مند ذہن میں انجیکٹ کر دیا جائے تو یہ اس حصے کے خلیات کو نہ صرف توڑ پھوڑ دیتا ہے بلکہ اُنہ کے لئے ان کی نشرو و نما بھی روک دیتا ہے۔ لیکن اگر اسے ایسے حصے میں انجیکٹ کیا جائے جو زخمی ہو یا ٹوٹا پھوٹا ہو تو پھر یہ اس

ہو گئیں۔ اس نے ایک بار پھر عمران کی آنکھوں میں دیکھا لیکن اس بار پہلے سے کہیں زیادہ جلدی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے بند ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی پردیصر کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار اُبھر آئے۔

”یہ۔۔۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔ میرا دماغ کام ہی نہیں کر رہا۔۔۔“ پردیصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔
 ”یہ ناؤ شنگو جھنگلوں کا معاملہ ہے مگر کسی کا صحیح استعمال جانتا ہے۔ اس نے مگر ہی تمہارے سر پر ایسی جگہ ماری ہے کہ اب تم صرف مادی سائنسدان رہ گئے ہو۔ ایکٹ سائنس والا خانہ چپک گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ پردیصر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں جیسے عمران سے چپک کر رہ گئیں اور پھر سب لوگوں نے عجیب تاثر دیکھا۔ وہ دو فوجی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس طرح ایک دوسرے کو گھور رہے تھے جیسے جانی دشمن اچانک آمناسا منا ہونے پر ایک دوسرے کو گھورتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عمران کی آنکھیں سکھونے لگ گئیں اور اسی لمحے پردیصر کی آنکھوں میں غیر محسوس سا پھیلاؤ آنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں موجود چمک بھی پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ مدہم ہوتی جا رہی تھی۔

”پردیصر بڑی سکی تمہارا ذہن میرے کنٹرول میں ہے۔“ عمران کے منہ سے اچانک انتہائی سرد آواز نکلی۔
 ”ہاں میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرا ذہن تمہارے کنٹرول میں ہے۔“ پردیصر کے حلق سے منمناتی ہوئی آواز نکلی۔

”صرف محسوس نہیں بلکہ تمہارا ذہن مکمل طور پر میرے کنٹرول میں ہے۔“ عمران کا ہجو یکلفت ٹھکانا ہو گیا۔
 ”ہاں میرا ذہن مکمل طور پر تمہارے کنٹرول میں ہے۔“ اس بار پردیصر کا ہجو اور دبا ہوا تھا۔

”تم میرے احکامات کی تعمیل کرو گے۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہاں میں تمہارے احکامات کی تعمیل کروں گا۔“ پردیصر نے جواب دیا۔
 ”تم یہاں سے سیدھے اڈے میں واپس جاؤ گے۔ وہاں تم میرا ٹی سیکشن میں ڈیوٹی ڈیوٹی کو ایسی جگہ نصب کرو گے جہاں کسی کی نظر نہ پڑ سکے اور کوئی تمہیں اسے نصب کرتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہاں میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گا۔“ پردیصر نے جواب دیا۔

”اب میں تمہیں بار تالی بجاؤں گا اور تم مشور میں آیاؤ گے لیکن تمہارے ذہن میں میرے احکامات موجود رہیں گے اور بھلا لا مشور مشور میں آنے کے باوجود میرے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔“ عمران نے اسی طرح ٹھکانا بیچے میں کہا۔

”ہاں میرا لشور تمہارے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔“
 پروفیسر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دونوں
 ہاتھ اٹھا کر تین بار تانگی سجائی تو پروفیسر کے پورے جسم کو
 ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کی پھیلی ہوئی انگلیاں تیزی
 سے نازل ہونے لگیں۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات
 نمایاں ہو گئے۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے پہلی بار
 ہوش میں آیا ہو۔

”پروفیسر برسی تم دنیا کے صوبے سے بڑے سائنسدان
 کہلاتے ہو اس لئے میں نے تمہیں کوئی نہیں ماری ورنہ تم جس
 طرح ہمیں ہلاک کرنے آئے تھے میں ایک تو کیا تمہارا پورا جسم
 گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
 کہا۔

”تت۔ تت۔ تت تم عمران جو مجھے یاد ہے میں نے تمہارے
 ذہن پر زبردست دباؤ ڈالا تھا۔ پھر تم کیسے بچ گئے؟“
 پروفیسر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”دراصل میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیٹ ہڈی کا
 بنا ہوا ہوں۔ بہر حال اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے سچ سچ بتا دو گے
 کہ یہ اڈہ کن مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہے تو میں تمہیں زندہ
 چھوڑ دوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”کونسا اڈہ۔ کس اڈے کی بات کر رہے ہو؟“
 پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہی جس میں پچاس پچاس فٹ لمبے میزائل لانچرز نصب
 کئے جا رہے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اڈہ تمہیں یہ تفصیل کیسے معلوم ہوئی؟“ پروفیسر
 کے ہلچے میں واقعی شدید حیرت تھی۔

”میں علم نجوم جانتا ہوں۔ اس میں حساب کتاب نہیں کرنا
 پڑتا۔ بس کسی ستارے کو دم سے پکڑا اور ستارے صاحب نے
 فرزند سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ تم میرے سوال کا جواب دو؟“
 عمران نے طنزیہ ہلچے میں کہا۔

”تمہارا تعلق ایشیا کے کس ملک سے ہے؟“ پروفیسر
 نے ہونٹ بھیجنے ہوئے پوچھا۔

”میں جانتا ہوں کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ لیکن مجھے جھوٹ
 بولنے کی عادت نہیں ہے۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ تمہارا یہ مشن
 برصغیر کے خلاف بھی ہوا تب بھی میں تمہیں یہاں سے
 زندہ اڈے تک جانے دوں گا اور اڈے میں داخل ہونے
 تک تمہیں کچھ نہ کہا جائے گا۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے یہ تمہارا
 مسئلہ نہیں ہے؟“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔

”ہو نہ۔ تم واقعی میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار
 آدمی ہو۔ بہر حال میں بتا دیتا ہوں۔ ہمارا مقصد ایشیا کے ایک
 اسلامی ملک پاکیشٹان میں قائم شدہ ایٹمی اڈے پر میزائل فائر کرنا
 ہے۔“ پروفیسر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تمہارا مشن کب مکمل ہو رہا ہے؟“ — عمران نے بڑے سادہ سے ہلچے میں پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا کام باقی ہے۔ اس کے بعد پاکیشیا کا وہ انٹیمی اڈہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائے گا۔“ — پرو فیئر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے تعاون کا شکریہ۔ جوزف پرو فیئر صاحب کو کھول دو اور انہیں اڈے تک زندہ جانے دو۔“ — عمران نے کہا اور جو نصف سر ملتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے پرو فیئر کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں کھولتی مشروح کر دیں۔ چند لمحوں بعد پرو فیئر آزاد ہو چکا تھا۔ آزاد ہوتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا واقعی تم اپنا وعدہ پورا کر دگے۔ کہیں تم میری پشت میں تو گولیاں نہیں مارو گے؟“ — پرو فیئر نے ایسے ہلچے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اسے زندہ واپس جانے دیا جائے گا۔

”ہاں میں نہ صرف اپنا وعدہ ہی پورا کروں گا بلکہ تمہیں ایک تحفہ بھی دے رہا ہوں۔ آخر تم عظیم سائنسدان ہو اور مجھ سے زیادہ سائنسدانوں کا قدر دان اور کون ہو سکتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کریم کی تہہ والے کاغذ کا لپٹا ہوا بندل پرو فیئر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”یہ ڈبلیو ڈبلیو ہے پرو فیئر لیکن تم اسے اڈے کے اندر جا کر کھلو گے، پہلے نہیں؟“ — عمران کا ہجو یکلفت ٹھکانا ہو گیا۔

”ٹھیک ہے۔“ — میں اسے اڈے کے اندر جا کر کھلوں گا پہلے نہیں؟“ — پرو فیئر نے کہا اور پکیٹ کو جیب میں رکھ لیا۔

”ناداشنگو تم پرو فیئر کے ساتھ جاؤ اور اسے اڈے تک چھوڑ کر واپس آؤ لیکن سنو تم نے پرو فیئر کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔“ — عمران نے ایک طرف کھڑے ناداشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جو حکم آقا عمران؟“ — ناداشنگو نے جواب دیا اور پھر وہ پرو فیئر کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”تم نے ناداشنگو کو کیوں ساتھ بھیجا ہے؟ کیا پرو فیئر خود نہیں جا سکتا تھا؟“ — ان کے درختوں میں غائب ہوتے ہی جویا نے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے پرو فیئر میں اڈے میں جانے کی بجائے پوائنٹ ٹو جیسے کسی اور اڈے میں چلا جائے۔ یہیں تو معلوم نہیں ہے کہ اس جیسے اور کتنے اڈے یہاں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جب تک ناداشنگو اسے چھوڑ کر واپس آئے گا اس وقت تک اتنا وقفہ پرو فیئر برسی کو مل جائے گا کہ وہ ڈبلیو ڈبلیو کو میزائل سیکشن میں نصب کرے چنانچہ واپسی

پر ہم ریموٹ کنٹرول سے ڈبلیو ڈبلیو کو چارج کر دیں گے اور یہ خوفناک آڈہ ہمیشہ ہیڈ کے لئے نیست و نابود ہو جائے گا؟ عمران نے دھناخت کرتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ پروڈیوسر برسکی کو آپ پاکیشیا نے جانیں گے اور جبکہ پروڈیوسر اڈے کے اندر ہوگا تو اڈے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ختم ہو جائے گا؟“ — صدر نے کہا۔

”نہاں پہلے میرا ارادہ یہی تھا لیکن جب میں نے پروڈیوسر کے ذہن میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ پروڈیوسر دراصل جعلی یہودی النسل ہے اور اس کے ذہن میں مسلمانوں کے لئے اس قدر شدید نفرت موجود ہے جسے مکمل طور پر داکش نہیں کیا جاسکتا اس لئے مجبوراً مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا، اس طرح اس اڈے کے ساتھ ساتھ اس پروڈیوسر سے بھی مسلمانوں کی جان چھوٹ جائے گی ورنہ اگر یہ بچ کر دوبارہ روسیہ یا اسرائیل پہنچ جاتا تو پھر پاکیشیا کے خلاف کسی منصوبے پر کام شروع کر دیتا۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر اس قدر بڑے سائنسدان کی موت پر افسوس ہوگا، لیکن جو شخص چاہے کتنا بڑا کیوں نہ ہو جہاں میرے ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہوگا وہاں اسے بہر حال مرنے پڑے گا۔“

عمران نے اس قدر سرد چہرے میں کہا کہ اس کے ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی ہلکی سی ہلر دوڑ گئی۔
 ”ہو سکتا ہے اڈے کے اندر کوئی ایسی مشین موجود ہو جو

ڈبلیو ڈبلیو کو چیک کر لے۔ بہر حال وہاں راسکوف تو موجود ہے۔“ اس بار کیشین ٹشیں نے کہا۔
 ”ایسی کوئی مشین نہیں ہے۔ میں نے مارٹینا سے تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ البتہ ایسا کسٹم ہے کہ باہر سے اندر کوئی نہیں جاسکتا لیکن اندرونی طور پر ایسا کوئی نظام نہیں رکھا گیا کیونکہ انہیں مکمل یقین تھا کہ ان کے انتظامات کی وجہ سے کوئی غیر آدمی اندر داخل نہیں ہو سکتا۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ پروڈیوسر کنٹرول میں نہ آتا یا باہر ہی نہ آتا تو پھر تم نے اندر جانے کا کیا پروگرام بنایا تھا؟“ — جولیا نے کہا۔
 ”آخری صورت یہی تھی کہ میں ڈبلیو ڈبلیو کو اس اڈے کے اوپر رکھ کر فائر کر دیتا، اس طرح پورا آڈہ تو شاید تباہ نہ ہوتا لیکن راستہ بہر حال بن جاتا لیکن اندر سے باہر مار کرنے کے لئے انہوں نے چھوٹے میزائل رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں ڈبلیو ڈبلیو کی تباہی سے بچنے کے لئے کافی دور سے اسے فائر کرنا پڑتا اور پھر جب ہم دیاں پہنچتے تو وہ لوگ اس دوران سنبھل چکے ہوتے اس لئے بہر حال اس میں سو فیصد رسک تھا لیکن اگر اور کوئی صورت نہ نکلتی تو یہ رسک لینا ہی پڑتا۔“ — عمران نے جواب دیا۔

اس طرح کی باتوں میں انہیں وقت کا بھی احساس نہ ہوا اور پھر انہیں ناواشنکو تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آنا دکھائی دیا تو

وہ سب چونک پڑے۔

”پروفیسر اڈے کے اندر چلا گیا ہے؟“ — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں آقا عمران — وہ میرے سامنے جھاڑی کے اندر غائب ہو گیا ہے۔“ — ناداشنگو نے قریب لگا کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پھر اس خوفناک اڈے کا خاتمہ کب ہی دیا جائے۔“ عمران نے کہا اور اس نے جیب سے کرومیم کی تہہ والے کاغذ میں لپٹا ہوا پیکیٹ نکالا اور اس کی تہہ کھولنے لگا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی طاری تھی جبکہ باقی ساتھی بھی سنجیدہ چہرے لئے خاموش کھڑے تھے۔ کاغذ کی تہہ میں موجود ڈبلیو کارمیوٹ کمزور لڑکالہ کو اس نے کاغذ کو ایک طرف پھینک دیا اور وہ سب غور سے اس چھوٹے سے اڈے کو دیکھنے لگے جس کے اندر اس قدر خوفناک اڈے کی تباہی پوشیدہ تھی۔ جسے ناقابل تہیج بنانے کے لئے روسیاء نے اپنی طرف سے اڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا اور پھر عمران نے رمیوٹ کمزور کو آپریشن کرنا شروع کر دیا۔

”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا احمق آدمی، وہ سمجھ رہا تھا کہ پروفیسر برسکی اس ڈبلیو ڈبلیو کی تباہ کاریوں کو نہیں جانتا اور میں اپنے ہی ہاتھوں اس عظیم اڈے کو تباہ کر دوں گا۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ اب اسے معلوم ہو جائے گا کہ پروفیسر برسکی کیا ہے؟“ — دفتر کے انداز میں بے ہوئے کمرے میں بیٹھے پروفیسر برسکی نے متہقہ لگاتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھا نہیں آپ کی بات؟“ — سامنے بیٹھے ہوئے واسکوف نے چونک کر پوچھا۔ وہ دونوں ابھی دفتر میں پہنچے تھے۔ پروفیسر برسکی جیب واپس اڈے میں داخل ہوا تو واسکوف دیر ہو جانے کی وجہ سے بے چینی کے عالم میں انٹرنس میں ہی ٹہل رہا تھا۔ اس نے پروفیسر سے حالات پر پوچھنے کی کوشش کی لیکن پروفیسر نے صرف اس قدر بتایا کہ اس نے واپس

آستے ہوئے ناروف اور اس کے دو ساتھیوں کی فاشیں جھاڑیوں میں پڑی دیکھی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے کچھ نہ بتایا اور پھر وہ سجائے اپنے میکشن میں جانے کے سیدھا راسکوف کے دفتر میں آگیا۔ وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ دفتر میں پہنچ کر بھی راسکوف سے پروفیسر سے کچھ پوچھنے کی کوشش کی لیکن پروفیسر نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے اسے خاموش رہنے کے لئے کہا اور اب اچانک پروفیسر نے قہقہہ لگاتے ہوئے ایسی بات کر دی کہ راسکوف بری طرح چونک پڑا۔

تم پوچھ رہے تھے کہ باہر کیا ہوا۔ اب میں بتاتا ہوں کہ کیا ہوا۔ میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک کالا سا خوناک سایہ مجھ پر ڈٹ پڑا۔ میں نیچے گر پڑا۔ وہ کالا سایہ ایک گرائڈل جیٹ تھا۔ اس نے مجھے نیچے گرا کر مجھے لٹک مارنا چاہا مگر میں نے اس کا ذہن کنٹرول کر لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ ناداشکو بھی وہاں موجود ہے۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور جب مجھ پر وہ جیٹ حملہ آور ہوا تو اس وقت میں نے اپنے سے کچھ دور عقب میں مشین گن کی فائرنگ کی اور اس میں سے ایک گولی کا شکار ہو رہے ہیں۔ پھر جب میں نے ناداشکو کو دیکھا تو میں نے اسے بھی کنٹرول میں کر لیا۔ اب اس کے بعد میں نے ناداشکو کو حکم دیا کہ وہ اس جیٹ کو گولی مار دے لیکن اچانک وہ جیٹ میرے

کنٹرول سے نکل گیا۔ اس نے حیرت انگیز طور پر ناداشکو کو بھی ضرب لگا کر نیچے گرایا اور مجھے بھی پھر وہ چونکہ میری طرف سے پشت کر کے دوڑ پڑا تھا اس لئے میں اس کا ذہن کنٹرول نہ کر سکتا تھا اس لئے میں نے مشین گن سے اس پر فائر کرنا چاہا لیکن اسی لمحے وہ ناداشکو مجھ سے اٹکایا اور میں دوبارہ گر پڑا۔ پھر میں نے ناداشکو کو اپنی ذہنی طاقت سے اچھال کر ایک طرف پھینک دیا۔ اسی لمحے وہ عمران میرے سر پر پہنچ گیا۔ وہ خاصے طاقتور ذہن کا مالک ہے لیکن ظاہر ہے میرا مقابلہ تو نہ کر سکتا تھا اس لئے میں نے اس پر براہ راست دباؤ ڈال کر اس کا ذہن پھاڑنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن ٹینک ہو گیا۔ وہ گر پڑا۔ ابھی میں اپنے ذہن کو سنبھال ہی رہا تھا کہ اچانک میرے سر پر خوناک ضرب لگی اور پھر مجھے جوش مارا جب مجھے جوش آیا تو میں رسیوں سے ایک درخت سے جکڑا ہوا تھا اور وہ عمران میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے دوسرے ساتھی ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے پھر اپنے ذہن کو حرکت دی لیکن یہ عکسوں کے حیران رہ گیا کہ میرے ذہن کی طاقت اُدھی رہ گئی تھی۔ اسی لمحے میں نے عکسوں کی عمران میرے ذہن کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے لیکن اسے میری اصل ذہنی طاقت کے بارے میں اندازہ نہ تھا۔ بہر حال اس اُدھی طاقت سے میں اس کا ذہن کنٹرول میں نہ کر سکتا تھا تو وہ بھی میرے ذہن کو کنٹرول نہ کر سکتا تھا۔ میں نے فوری طور پر یہی سوچا

کہ اس طرح ظاہر کر دل کر یہ عمران یہی سمجھے کہ میرا ذہن اس کے کنٹرول میں آگیا ہے۔ وہی ہوا "وہ مجھے حکم دینے لگا کہ میں ہمیشہ اس کے کنٹرول میں رہوں گا۔ پھر اس نے مجھے واپس اڑے میں جانے کا حکم دیا اور ساتھ کہا کہ میں ڈبلیو ڈبلیو اپنے ساتھ لے جاؤں اور اسے میزائل سیکشن میں ایسی جگہ نصب کروں جہاں سے کوئی دسرا بھی اسے نہ دیکھ سکے اور مجھے نصب کرتے بھی کوئی نہ دیکھ سکے۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ ایسا ہی ہو گا۔ ایسا میں نے اس لئے کیا تھا کہ اس طرح سے وہ لازماً مجھے چھوڑ کر اڑے کے اندر آنے کا موقع دیتا۔ پھر اس نے مجھے اپنے طور پر شعوری کنٹرول سے آزاد کر کے ڈبلیو ڈبلیو کا پیکٹ جو کہ رویم کی تہہ والے کاغذ میں لپٹا ہوا تھا یہ بہرہ کر دیا کہ اس کی طرف سے تحفہ ہے میں چونکہ اس دوران اس کا ذہن بھی پڑھ چکا تھا اس لئے میں سمجھ گیا کہ وہ یہ تحفہ کیوں دے رہا ہے۔ پھر اس نے ناواشنکو کو میرے ساتھ بھیج دیا تاکہ میں کسی اور اڑے پر نہ جاؤں اور ناواشنکو کے واپس جاتے تک وہ اندازہ لگائے کہ میں اسے میزائل سیکشن میں نصب کر چکا ہوں گا لیکن میں نے بتایا ہے کہ اس نے میرے ذہن کے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔ عمران انتہائی طاقتور ذہن کا مالک ہے۔ اس لئے میں اس پر تو کنٹرول نہ کر سکتا تھا لیکن ناواشنکو جیسے احمق کو تو میں پھر بھی کنٹرول کر سکتا تھا چنانچہ میں نے اس کی چال اس پر ہی الٹ دینے کا پلان بنایا۔ اڑے پر پہنچ کر میں نے اس ناواشنکو کے ذہن کو کنٹرول میں کیا اور

پھر وہ ڈبلیو ڈبلیو اسے دے کر حکم دیا کہ وہ اسے حبیب میں رکھ کر واپس اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس جائے اور انہیں صرف اتنا بتائے کہ میں اس کے سامنے اڑے کے اندر چلا گیا ہوں اور اس پیکٹ کے متعلق کچھ نہ بتائے۔ چنانچہ وہ ناواشنکو چلا گیا۔ اس لئے میں وقت دیکھ رہا تھا کہ وہ کتنی دیر میں واپس پہنچے گا۔ اب وہ احمق عمران اپنے طور پر تو اس ریموٹ کنٹرول کو آپریٹ کر کے یہ سمجھ کر ڈبلیو ڈبلیو کو فائر کرے گا کہ ڈبلیو ڈبلیو میزائل سیکشن میں نصب ہے اور اس طرح وہ اس اڑے کو تباہ کر دے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو گا کہ ڈبلیو ڈبلیو تو اس کے قریب کھڑے ناواشنکو کی حبیب میں موجود ہے۔ اس طرح ڈبلیو ڈبلیو تو ضرور چلے گا لیکن اڑے کی بجائے اس عمران اور اس کے ساتھی ہی ذروں میں تبدیل ہو جائیں گے! — پر دغیر برسکا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویل ڈن پر دغیر — آپ نے تو کمال ذہانت سے کام لیا ہے۔ اس طرح ہمارا اڑہ بھی بچ جائے گا اور یہ لوگ بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ ویل ڈن پر دغیر میں آپ کی ذہانت اور عقلت کو سلام کرتا ہوں۔" — راسکوف نے بے پناہ مسرت جھرسے بولے میں کہا۔

"لیکن ابھی تک دھماکے کے اثرات یہاں تک نہیں پہنچے ڈبلیو ڈبلیو جس قدر طاقتور ہے اس کے پھٹنے سے تو پورے اڑے میں زلزلہ سا آجائے گا۔" — پر دغیر نے ہونٹ

چہ جاستے ہوئے کہا۔

”اڈھ تو شاگ پر دف ہے پرو فیسر۔ لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ اثرات تو ضرور ہی محسوس ہونے چاہئیں۔“ راسکوف نے کہا۔

”میرے خیال کے مطابق تو اب تک دھماکہ ہو جانا چاہیے ٹھیک ہے۔ مجھے ایک بار پھر باہر جانا پڑے گا۔“

پرو فیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اڈھ نہیں پرو فیسر۔ آپ کو باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پوائنٹ ٹو پر ایسی مشین موجود ہے جسے اگر اُن کیا جائے تو وہ پوائنٹ ٹو کے دھانے کے ارد گرد کا منظر اور اگر ہم چاہیں تو اندر کا منظر بھی دکھا سکتی ہے۔ ایسے میرے ساتھ بس تھوڑی سی دیر گئے گی اسی مشین کو چلانے میں لیکن ہم باہر گئے بغیر سب کچھ چیک کر سکیں گے۔“ راسکوف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اڈھ اگر ایسی بات ہے تو زیادہ بہتر ہے۔“ پرو فیسر نے صر بلاتے ہوئے کہا اور وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران نے ریوٹ کنٹرول کے اُن ہونے والا جن دہانیاں۔ ریوٹ کنٹرول پر وہ بلب سپارک دینے لگا جو خفا بر کرتا تھا کہ ڈبلیو ڈبلیو بالکل درست حالت میں ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اس بلب کے سپارک کرتے ہی عمران کے لبوں پر فائنڈ مسکاہٹ ابھر آئی۔

”ہاں بھی۔ اب مشن مکمل ہو ہی جائے۔“ عمران نے گردن گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو دم سادھے خاموش کھڑے ریوٹ کنٹرول کو دیکھ رہے تھے۔ ایک طرف ناواشنکو بھی غلاموں کی طرح سر جھکائے کھڑا تھا۔

”میں تین تک گنتی گنوں گا اور تین کی گنتی ختم ہوتے ہی یہ خوف ک اڈھ ختم ہو جائے گا جو اس لئے بنایا گیا تھا کہ پاکیشا کو تباہ کر سکے۔“ عمران نے انہماکی سے بولتے ہوئے کہا۔

کہا اور پھر اس سے باقاعدہ گفتی شروع کر دی۔ گفتی شروع ہوتے ہی سب ساتھی مسکایا بھول ہی گئے۔ عمران نے تین لمبے گنگنے کے بعد ریوٹ کنٹرول کے اس بٹن پر انگلی رکھ کر اسے پریس کر دیا۔ جس کے پریس ہوتے ہی خوفناک حد تک طاقتور ڈبلیو ڈبلیو فائر ہو جانا تھا۔ لیکن فائر بٹن پریس کرتے ہی عمران بڑی طرح چونک پڑا کیونکہ فائر بلب اُن نہ ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ فائر کرنے والی ریز ڈبلیو ڈبلیو کی فائرنگ مشین تک نہیں پہنچ رہی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔۔۔“
عمران نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔
”فائر نہیں ہو رہا۔ کیا مطلب؟“ مصدقہ نے چونک کر پوچھا۔

”ڈبلیو ڈبلیو تو درست حالت میں ہے لیکن یہ فائر نہیں ہو رہا اس لئے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں کوئی تکنیکی خرابی پیدا ہو گئی ہے یا کر دی گئی ہے۔ پھر آخر یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔۔۔“ عمران کے بچے میں شدید الجھن تھی۔

”ہو سکتا ہے اس پر دفیئر نے اسے کسی ایسی چیز میں رکھ دیا ہو کہ فائر نہ ہو سکے۔“ آخر وہ بھی بہت بڑا سائنسدان ہے۔“
جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے عمران بڑی طرح اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ حماقت ہو گئی۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔۔۔“ عمران نے بڑی طرح ہونٹ چباتے

ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوٹ کنٹرول کو اُن کر دیا۔

”کیا ہوا۔ کچھ ہیں بھی تو بتائیے۔۔۔“ سب ساتھیوں نے چونک کر کہا۔

”اس احمق پر دفیئر نے ڈبلیو ڈبلیو کو کور میم کی تہہ والے کاغذ سے نکالے بغیر ویسے ہی کہیں رکھ دیا ہے اور اس کور میم کی تہہ والے کاغذ کی وجہ سے فائرنگ ریز اس تک نہیں پہنچ رہی۔ اوہ واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے اس کاغذ سے علیحدہ کر کے دینا پڑا ہے تھا۔“ عمران نے اسی طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور سب کے حلق سے طویل سانس نکال گئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈبلیو ڈبلیو بھی تہہ سے گیا اور اوہ بھی تباہ نہ ہو سکا۔ اب کیا کرنا ہے؟“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب خود جاکر اوہ تباہ کرنا پڑے گا اور کیا کریں؟“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ ناداشنگو سے مخاطب ہو گیا۔

”ناداشنگو تم جنگلوں کے محافظ ہو۔ کوئی ایسا راستہ بتاؤ جس سے ہم اوہ کے اندر پہنچ سکیں۔“ عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

”اُٹا عمران۔۔۔۔۔۔“ ناداشنگو نے سر اٹھا کر

میں تھا۔ عمران نے ایک جھٹکا دے کر ناواشو کو ایک طرف کیا اور جلدی سے مصفر کے ہاتھوں سے ڈبلیو ڈبلیو نے لیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔

”اودھدا کی پناہ اگر یہ چھٹ جاتا تو اڈے کی بجائے ہمارے جسموں کے ذرات فضا میں بکھر جاتے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ڈبلیو ڈبلیو ہمارے پاس کھڑے ناواشو کی جیب میں موجود ہونگا لیکن خدا کا شکر ہے کہ جو حماقت مجھ سے ہوئی تھی وہی حماقت اس پروفیسر برنسکی سے بھی سرزد ہوئی اور اس حماقت کی وجہ سے اس وقت ہم زندہ سلامت کھڑے ہیں۔“

عمران نے بے اختیار بٹے لیے سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ تو تم نے پروفیسر کو دیا تھا۔ یہ اس کے پاس کیسے پہنچ گیا۔“

”جولیا نے خوف اور حیرت کے ملے جلے ہنسنے میں پوچھا۔

”میں نے پروفیسر کی ذہنی طاقت کا انتہائی غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ میری توقع سے بھی کہیں زیادہ طاقتور ذہن کا آدمی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے اتنا ملوایا اس کی کھوپڑی میں انجیکٹ کیا تھا کہ اس کی ذہنی طاقت ختم ہو گئی تھی لیکن وہ چونکہ زیادہ طاقتور تھا اس لئے اس کی طاقت پوری طرح ختم نہ ہوئی تھی۔ البتہ وہ میرے ذہن پر کنٹرول نہ کر سکتا تھا۔ اور یقیناً اس نے مجھے ڈاج دیا کہ وہ میرے ذہن کے کنٹرول میں آ گیا ہے لیکن ایسا نہ تھا۔ اس طرح وہ یہاں سے بچ کر چلا

عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے قریب سے جب ناواشو کی آنکھوں میں جھانکنا تھا تو اسے فوراً معلوم ہو گیا تھا کہ ناواشو کا ذہن کنٹرولڈ ہے۔ اس کی آنکھیں اس کا صاف پتہ دے رہی تھیں۔ عمران نے یہ احساس ہوتے ہی اس کے ذہن کو ٹیٹون شروع کر دیا اور شاید اسی لئے ناواشو بات کرتے کرتے رک گیا تھا۔ دوسرے لمحے عمران کے چہرے پر شدید سراسیمگی کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ اس نے نظریں ناواشو کے چہرے سے ہٹائیں اور تیزی سے ناواشو پر چھٹ پڑا۔ دوسرے لمحے ناواشو اس کے سینے سے جکڑا کھڑا تھا۔

”کیا۔ کیا ہوا۔“ سب لوگ عمران کی اس حرکت سے بڑی طرح چونک پڑے۔

”مصفر اس کی جیب سے ڈبلیو ڈبلیو نکال لو۔ جلدی کرو۔“ عمران نے جرح کر کہا۔ اور عمران کا یہ فقرہ سارے ساتھیوں پر ہم بن کر گرا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔“ ڈبلیو ڈبلیو اور اس کے جیب میں۔“ مصفر جیسے آدمی نے بھی بڑی طرح بوکھلائے ہوئے ہنسنے میں کہا۔

”جلدی کرو۔ نکالو اسے۔“ عمران نے تیز بولے میں کہا تو مصفر ناواشو پر چھٹ پڑا اور دائمی چند لمحوں بعد کرومیم کی تہہ والے کانڈمیں پٹشا ڈبلیو ڈبلیو اس کے ہاتھوں

ہوئے کہا۔

”مجھے یہ تم کیا کہہ رہے ہو اقا عمران۔ ناواشوگ سے زیادہ جنگلوں کو کوئی جان سکتا ہے۔“ ناواشوگ نے کہا، بُرا سامن بناتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر تم نے اب تک مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ مقدس چٹم کہاں موجود ہے؟“ عمران نے کہا۔

”اودہ مقدس چٹم۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا، یہ راز تو صرف میں جانتا ہوں۔ میں ناواشوگ۔ اودہ یہ راز کس قدر مقدس ہے کہ میں اس کو کسی طرح بھی کسی کو نہیں بتا سکتا کیونکہ اس چٹم کی وجہ سے تو مکڑی کا مقدس جنگل زندہ ہے؟“ ناواشوگ نے انتہائی حیرت جبرے بلجے میں کہا۔

”تمہارے اس مقدس چٹمے کا پانی وہ سفید نام استعمال کر رہے ہیں، انہوں نے اس چٹمے کو نہ صرف ڈھونڈ لگا لاپے بلکہ پانیوں کی مدد سے وہ اڈے کے اندر لے گئے ہیں۔ تمہارا یہ مقدس پانی ان خوفناک میزائلوں کی تنصیب میں کام آ رہا ہے۔“ عمران نے اسے اگسائے کے لئے بات بناتے ہوئے کہا۔

”اودہ۔ اودہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہیں ہو سکتا، اس کا پانی کوئی آدمی استعمال نہیں کر سکتا، یہ مقدس چٹمہ ہے۔“ ناواشوگ نے انتہائی غصیلے بلجے میں کہا۔

”اُو پھر مجھے دکھاؤ کہاں ہے وہ چٹمہ، میں نہیں ابھی

گیا اور پھر اس نے ناواشوگ کے ذہن کو کنٹرول کر کے یہ ڈبلیو ڈبلیو اس کی جیب میں منتقل کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق اہلکار نہ کرے لیکن ہماری قسمت اچھی تھی کہ پروفیسر کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ وہ اسے کاغذ سے نکال کر دے۔ اگر وہ ایسا کر لیتا تو فائر جن پر لیس ہوتے ہی ہم سب ختم ہو جاتے۔“ عمران نے کہا اور اس کی بات سننے ہی ایک بار تو سب سائیکلوں کے چہرے زرد پڑ گئے۔ ناواشوگ اب بھی ایک طرف سر جھکائے خاموش کھڑا تھا جیسے اس کا اس سارے واقعہ سے کوئی تعلق نہ ہو، عمران چند لمحوں خاموش کھڑا سوچتا رہا پھر وہ ناواشوگ سے مخاطب ہوا۔

”ناواشوگ میری طرف دیکھو۔“ عمران نے تیز بے میں کہا اور ناواشوگ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا، اور دوسرے لمحے اس کی پکیں بھی جھپکنا بند ہو گئیں۔ وہ ایک ٹک عمران کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا، ہتھوڑی دیر بعد عمران نے ایک جھٹکے سے نظریں ہٹائیں تو ناواشوگ بُری طرح چونک کر اودھراؤ میں دیکھنے لگا۔

”اودہ اقا عمران۔ میں واپس کیسے اور کب آیا ہوں، میں تو اس پروفیسر کے ساتھ گیا تھا۔“ ناواشوگ نے حیرت جبرے بلجے میں کہا۔

”تم اچھے جنگلوں کے محافظ ہو ناواشوگ، کہ تمہیں جنگلوں کے بارے میں بھی علم نہ ہے۔“ عمران نے مسکراتے

ثابت کر دیتا ہوں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ : —
عمران نے کہا۔

”نہیں آتا عمران۔ میں اس جیسے تک کسی غیر کو نہیں لے جاسکتا۔ تمہیں بھی نہیں۔ یہ مقدس چشمہ ہے۔ صرف میری ذات وہاں تک جاسکتی ہے۔“ ناواشنگٹن نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا تمہاری مرضی؟“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ناواشنگٹن گندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔
”آتا عمران تم سچ کہہ رہے ہو کہ ان سفید فاموں نے مقدس چشمے کے پانی کو استعمال کیا ہے؟“ ناواشنگٹن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں میں درست کہہ رہا ہوں۔ جاؤ جا کر دیکھ لو۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے جانا ہوگا اور اگر ان سفید فاموں نے ایسا کیا ہے تو پھر ناواشنگٹن سے ایسا انتقام لے گا کہ ان کی نسلیں بھی ختم ہو جائیں گی مگر ناواشنگٹن کا انتقام ختم نہ ہوگا۔“ ناواشنگٹن نے عزت سے کہا۔

”کیسے لوگ انتقام؟ وہ تو اڈے کے اندر بند ہیں اور اڈے میں کوئی جا نہیں سکتا۔“ عمران نے بڑے طنز سے کہہ میں کہا۔

”کوئی جائے یا نہ جائے ناواشنگٹن ہر حال جاسکتا ہے۔“

ناواشنگٹن کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ میں جا رہا ہوں۔ ناواشنگٹن نے تیز بچھے میں کہا اور تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا جدھر اڈہ تھا۔

”بچھے کیسے معلوم ہوگا کہ تم اڈے کے اندر گئے ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں آتا عمران۔ لیکن ایک راستہ ایسا ہے جس کا علم ان سفید فاموں کو بھی نہیں۔ وہ مقدس راستہ ہے۔ اس میں سے صرف میں گزر سکتا ہوں۔ ناواشنگٹن نے کہا۔

”تم اس راستے کی بات کر رہے ہو جو درخت کے کھوکھلے تنے سے جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اڈہ ناواشنگٹن اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

”تمت۔“ تمس مہربان کیسے جانتے ہو۔ کیا تم بھی اپنے جنگلوں کے ناواشنگٹن ہو؟“ ناواشنگٹن حیرت سے ہنسنے پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا اور عمران نے بغیر ہنس پڑا۔

”ہو سکتا ہے وہ راستہ بھی سفید فاموں نے ڈھونڈ نکال لیا ہو، جیسے پوائنٹ ٹو والی سرنگ انہوں نے ڈھونڈ نکالی تھی اور اب یہ راستہ بند ہو چکا ہو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اس کا تو مجھے علم نہیں ہے۔“ — ناداشکو نے
میلوسا نہ بچے میں کہا۔

”اگر راستہ بند ہو گیا ہو تو پھر تمہیں اس راستے تک جس
لے جانے میں تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔“ — عمران
نے کہا۔

”ہاں اگر ایسا ہے تو واقعی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“
ناداشکو نے کہا اور عمران کا چہرہ کھل اٹھا۔

”ٹھیک ہے — اؤ ابھی اب تم آسانی سے چل سکتے ہو
اؤ تمہیں اس مقدس راستے کی زیارت کراؤں؟“ — عمران
نے کہا اور ان سبب سے سر ہلا دیئے پھر وہ سب ناداشکو کے ساتھ
اگے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے جوزف اور جونا کو بیگ
بھی ساتھ لے چلنے کو کہہ دیا تھا اس لئے دونوں بیگ بھی وہ
اٹھائے ہوئے تھے۔

واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے کاغذ سے علیحدہ
کر کے ناداشکو کو ڈبلیو ڈبلیو دینا چاہیے تھا لیکن میرے ذہن میں
بھی یہ بات نہ آئی تھی لیکن وہ کونسا مقدس راستہ ہے جس کا ذکر
یہ عمران کر رہا ہے۔ — ایک میز پر رکھی ایک مصیل شکل کی
مٹین کے سامنے کسی پر بیٹھے ہوئے پروفیسر برسکی نے ساتھ
بیٹھے راسکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس مٹین پر موجود مسکریں
کے ذریعے انہوں نے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کی
تمام حرکات دیکھی تھیں بلکہ ان کی گفتگو بھی سنی تھی اور پھر جب
وہ سب چلتے ہوئے اس مٹین کی رینج سے باہر ہو گئے تو مسکریں
پر سے ان کی تصویریں بھی غائب ہو گئیں اور ان کی آوازیں بھی
سنائی دینا بند ہو گئیں۔ اس وقت پروفیسر برسکی نے بات کی
صحی۔

توڑ سکتا اور پانی کا پائپ بھی کیونکہ وہ ہم نے پہلے زمین کی انتہائی گہرائی تک لے جا کر پھر اسے موڑ کر اوپر لے آئے ہیں اور وہ بھی غاصلے غاصلے سے اس جڑ میں بھی سیسہ بھرا ہوا ہے۔ راسکوف نے کہا۔

”تم بھولی رہے ہو کہ اس کے پاس ڈبلیو ڈبلیو ہے۔ اس سے وہ دیوار تو توڑ ہی لے گا۔“ پروفیسر نے کہا۔

”ہمیں پروفیسر۔ دیوار ڈبلیو ڈبلیو تو ایک طرف ایٹم بم سے بھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ ان دیواروں میں ایسے کیمیکلز استعمال کئے گئے ہیں جو ایٹم بم بلکہ ہائیڈروجن بم کے دھماکے کو بھی جذب کر کے بیکار کر سکتے ہیں۔“ راسکوف نے جواب دیا۔ ”اودہ پھر ٹھیک ہے۔ لیکن اب ان کا خاتمہ بھی تو ہونا چاہیے ورنہ یہ ہمیں سکون سے مشن مکمل نہ ہونے دیں گے۔“ پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ایک صورت سے کہ جب یہ اس راستے میں داخل ہو جائیں تو ہم اڈے کا راستہ نکالی کر اس دھانے تک جائیں اور پھر اس دھانے کے اندر میزائل فٹ کر کے اسے فائر کر دیں۔ اس طرح یہ دونوں طرف سے چھس جائیں گے۔ اگے دیوار اور پیچھے میزائل۔ اس طرح ان کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔“ راسکوف نے کہا۔

”مگر تم وہ دھانہ جانتے ہو؟“ پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے عمران اڈے کے شمالی طرف موجود ایک شیزھی میڈھی سی سرنگ کی بات کر رہا ہے۔ اڈے کی تعمیر کے وقت یہ سرنگ سامنے آئی تھی اور پھر ہم نے چونکہ دیوار کھڑکی کر دی تھی اس لئے اس سرنگ کی ہمیں پرواہ نہ رہی تھی لیکن مجھے حیرت ہے کہ عمران کو ان ساری باتوں کا کیسے علم ہو گیا۔ کیا یہ شخص جاوہر گربے۔“ راسکوف نے حیرت تجربے لیے میں کہا۔

”میں جانتا ہوں اسے کیسے معلوم ہوا ہے۔ اس نے ناولٹنگو کے ذہن کو ٹھوٹی کر سب کچھ معلوم کر لیا ہے چونکہ ناولٹنگو کے نزدیک چشمہ اور راستے کا عمل وقوع مقدس ہے اس لئے ان کے گرد ناولٹنگو کے ذہن میں مقدس بالرن گیا ہے اور ذہن ٹھوٹنے والے علم کے لئے یہی مسئلہ آج تک حل نہیں ہو سکا کہ مقدس ہالے کو کیسے کراس کیا جائے۔ مقدس ہالے اس قدر واضح خیالات پر مبنی ہوتا ہے کہ اسے کوئی ذہنی قوت کراس نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ عمران کو اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ ایسا راستہ اور ایسا چشمہ موجود ہے۔ اس نے اس چشمے اور راستے کو بھی دیکھ لیا ہے لیکن چونکہ ان کے عمل وقوع ناولٹنگو کے ذہن میں موجود مقدس دھند میں پوشے ہوئے ہیں اس لئے وہ باوجود کوشش کے ان کے عمل وقوع معلوم نہیں کر سکا۔ اس لئے اس نے اندازے سے باتیں کر کے ناولٹنگو کو اکسایا اور ساتھ ملا لیا لیکن اسے معلوم نہیں کہ راستہ واقعی دیوار ڈبلیو کی بندہ کر دیا گیا ہے۔“ پروفیسر نے جواب دیا۔

”لیکن اس سے اسے کیا حاصل ہو گا۔ وہ دیوار بھی نہیں

” ہانکل جانتا ہوں — کچھوٹر سرورے پرورٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس میں اس سرنگ اور اس کے دھانے کی پوری تفصیل موجود ہے۔ “ راسکوف نے کہا۔

” پھر ٹھیک ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے جائے گا کون۔ “ کیا تم جاؤ گے؟ “ پرورٹ نے کہا۔

” ظاہر ہے مجھے ہی جانا پڑے گا۔ اگر ناروٹ اور کرکشن زندہ ہوتے تو میں انہیں بھیجتا لیکن اب مجھے خود جانا ہوگا۔ “ راسکوف نے کہا۔

” میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ چلو اٹھو۔ ون الیون میزائل ان کے لئے یقینی موت بن جائے گا اور یہ میزائل میں ہی ٹٹ کر سکتا ہوں تم نہیں۔ “ پرورٹ نے کہا اور راسکوف سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد راسکوف ایک دس فٹ لمبا سرخ رنگ کا میزائل کا ندھ پر اٹھائے اڑے سے نکل کر مار جنگل میں آیا تو پرورٹ بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے شمال کی طرف بڑھنے لگے۔ تقریباً اڑھ گھنٹے بعد راسکوف ایک پرانے شاہ بلوط کے درخت کے سامنے پہنچ کر رُک گیا۔ اس درخت کا تنابے حد چوڑا تھا اور اس وقت اس تنے کے اندر باقاعدہ ایک خلا سا صاف نظر آرہا تھا۔

راسکوف نے احتیاط سے اُگے بڑھ کر اس خلا کے اندر جھانکا۔ اس خلا سے ایک سرنگ ناراستہ نیچے گہرائی کی طرف

ڈھلوانی صورت میں جا رہا تھا۔

” یہ ہے دھان؟ “ راسکوف نے پرورٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

” میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ یہاں سے ہمارے اڑے کی دیوار کتنے فاصلے پر ہوگی؟ “ پرورٹ نے پوچھا۔

” صرف اُدھا کلومیٹر کا فاصلہ ہوگا۔ “ راسکوف نے جواب دیا۔

” کافی ہے ون الیون میزائل، اس پوری سرنگ میں خود ناک تباہی پھیلا دے گا اور پھر ان کے پاس ڈبل ڈبلو بھی ہے۔ وہ بھی پھٹ جائے گا اور اس خلا کی موجودگی بتا رہی ہے کہ یہ لوگ اندر سرنگ میں موجود ہیں۔ اتارو اس میزائل کو۔ “

پرورٹ نے کہا اور راسکوف نے سر ہلاتے ہوئے کا ندھ سے پر لہے ہوئے میزائل کو درخت کے تنے کے ساتھ احتیاط سے رکھ دیا۔ پرورٹ نے میزائل کو اٹھایا اور پھر خلا کے درمیان رکھ کر اسے اس طرح ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا کہ میزائل فائر ہونے کے بعد ادھر ادھر جانے کی بجائے ٹھیک سرنگ کے اندر دوڑتا ہوا اُگے جائے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اسے ایڈجسٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

” تدملوں کے نشانات بھی موجود ہیں اندر جاتے ہوئے؟ “ راسکوف نے کہا۔

” ہاں میں نے بھی دیکھے ہیں۔ اب یہ کسی صورت بھی نہ

نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب ناواشنگو کی رہنمائی میں اس خلاء میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک ڈھلوانی سی سرنگ تھی جو نیچے ہی نیچے چلی گئی تھی۔ وہ سب اس ڈھلوان پر تیزی سے اترتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ سرنگ بالکل سیدھی تھی۔ اس میں کہیں بھی کوئی خم یا موڑ نہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ راستہ پامال کی گہرائی تک چلا جائے گا۔ راستہ تنگ تھا اس لئے وہ سب ایک قطار کی صورت میں چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جوزف اور جانا دونوں کے پیچھے ہوئے کندھے دونوں طرف کی دیواروں سے ٹکرا رہے تھے۔ پھر اچانک راستہ ختم ہو گیا۔ اور سامنے زمین کے اندر سے لے کر اوپر چھت تک سرخ رنگ کی ایک ٹھوس دیوار موجود تھی۔ عمران نے قریب جا کر خور سے اس دیوار کو دیکھا اور پھر اسے ہاتھ لگایا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر قہر سے آنکھوں کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ تو ایسے بلاکس والے ہیں۔ اس پر تو ایم جی بھی اثر نہیں کر سکتا۔ اودہ اس قدر مضبوط اڈہ ہونے کی تو بڑے قوی بھی نہ تھی۔“

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب؟“ صفدر نے کہا۔

”تم نے دیکھ لیا ناواشنگو، انہوں نے یہ مقدس راستہ بھی بند کر دیا ہے۔“ عمران نے طنز پر بھیجے میں پاس کھڑے ناواشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم نے درست کہا تھا لیکن میں ناواشنگو ہوں۔ یہ دیواریں مجھے نہیں روک سکتیں۔“ ناواشنگو نے سر ہلاتے ہوئے

ناواشنگو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لئے جنگل کے اندر چلتا ہوا کافی دور آ گیا۔ جنگل کا یہ حصہ شاہ بلوط کے درختوں سے بھرپور تھا۔ چند لمبے بدنہ ناواشنگو شاہ بلوط کے ایک پرانے درخت کے سامنے جا کر روک گیا۔

”یہ ہے مقدس راستے کا دھانہ۔ آقا عمران؟“

ناواشنگو نے تنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کھلو اسے۔“ عمران نے کہا اور ناواشنگو آگے بڑھا۔ وہ درخت کے تنے کی عقبی طرف گیا چونکہ تنے کے گرد چوڑا تھا اس لئے وہ اس کے پیچھے آکر ان کی نظروں سے چھپ گیا لیکن اسی لمحے ہکی سی کوڑا ہٹ کی آواز ابھری اور چوڑے تنے کے درمیان ایک خلاء سا پیدا ہو گیا۔

ناواشنگو بھی تنے کے پیچھے سے نکل کر سامنے آ گیا۔ عمران

کہا، اس کے پہلے میں اعتماد تھا۔
 ” تو پھر جاؤ — پھر کھڑے کیوں ہو؟ — عمران

نے کہا۔
 ” آپ لوگ بھی جانا چاہتے ہیں یا میں اکیلا چلا جاؤں؟
 ناداشکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” پہلے تم راستہ تو بتاؤ؟ — عمران نے کہا اور ناداشکو نے مسکراتے ہوئے سائیڈ کی دیوار کی جڑ میں ایک جگہ زور سے پیر مارا تو گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار کی کھٹ درمیان سے کھلی گئی اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جسے وہ لوگ عام زنی دیوار سمجھ رہے تھے دراصل وہ ایک کافی بڑی چٹان تھی جس کے اوپر مٹی کی تہ اس طرح چڑھی ہوئی تھی کہ عام نظروں سے وہ مٹی ہی نظر آتی تھی۔ یہ چٹان گڑگڑاہٹ کی آواز سے پیچھے کو ہٹ گئی تھی۔ دوسری طرف اب ایک اور سرنگ نظر آرہی تھی۔ لیکن یہ سرنگ سیدھی اُسکے کو بڑھ گئی تھی اور یہ پہلے والی سرنگ سے چوڑی تھی۔ ناداشکو کے پیچھے وہ سب بھی اُنس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سب سے آخر میں جوان اندر داخل ہوا تھا اور ابھی وہ اندر داخل ہی ہوا تھا کہ کھٹت اس کے عقب میں انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ سب بے اختیار منہ کے بل نیچے گرے۔ اسی لمحے جوان اس کے آگے جوزف اور اُس سے آگے چلنے والے توخیر تینوں کے اوپر چھت سے مٹی کے تودے اُگرے اور ایک طرح سے وہ ان

تودوں کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ہر طرف مٹی ہی مٹی پھیلی گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے چوڑی سرنگ بیٹھ گئی ہو لیکن وہ محض جس میں عمران ناداشکو صفدر کیپٹن شکیل اور جولیا موجود تھے محفوظ تھا۔ لیکن خوفناک دھماکے کی وجہ سے چوڑی سرنگ اس بڑی طرح لرزی تھی کہ وہ بے اختیار نیچے گر گئے تھے۔ جوان جوزف اور توخیر کے چھینے کی آوازیں اور اوپر سے گرنے والے مٹی کے بڑے تودوں کے دھماکوں کی آوازیں سننے ہی وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اُٹھے اور واپس چلے۔

” نکالو انہیں — ورنہ دم گھٹ کر مر جائیں گے۔ — عمران نے بیچ کر کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر پانگوں کے سے انداز میں مٹی کو ہٹانے لگے۔ تھوڑی سی محنت کے بعد انہوں نے ان تینوں کو مٹی سے باہر کھینچ لیا۔ وہ تینوں ہی بہوش ہو چکے تھے۔ عمران نے ان کے منہ اور ناک میں گھسی ہوئی مٹی انگلیوں سے صاف کی اور پھر باری باری تینوں کے سینوں پر مخصوص انداز میں مالش کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ تینوں بہوش میں آگئے اور عمران نے اطمینان بھرا سانس لیا۔

” یہ ہوا کیا ہے؟ — صفدر نے ان کے ہوش میں آ جانے کے بعد اس خوفناک دھماکے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

” میزائل سرنگ میں فائر کیا گیا ہے۔ یہ مخصوص آواز اور دھماکہ انتہائی طاقتور میزائل کا ہی لگتا ہے۔ — عمران

سنے کہا اور پھر وہ مٹی کے توہوں کو پھلنگئے ہوئے اُسکے کی طرف جانے لگا لیکن اُسکے زمین برابر تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلے والی مرنگ یا تو مکمل یا اُخری حصہ بالکل بیٹھ چکا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اب ان کی واپسی کا راستہ مکمل طور پر مسدود ہو چکا تھا۔

”میزائل فائر کرنے کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو ہماری بیابان مردودگی کا علم ہے۔“ — کیپٹن خشکیل نے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔

”اب ہمیں ہر صورت میں اُسکے جانا ہوگا ورنہ ہم زمین کے اندر ہمیشہ کے لئے دفن ہو کر رہ جائیں گے۔“ — عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا بلکہ اندھیرے میں بھی اس کے چہرے پر ابھرنے والے شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

”انہوں نے مقدس راستہ تباہ کر دیا ہے۔ اب ان کی موت یقینی ہے۔“ — ناداشنگو نے بھرائے ہوئے ہچے میں کہا اور پھر مردہ اُسکے کی طرف چل پڑا۔ مرنگ اُسکے جاگرواں سگھری اور پھر موڑ مڑتے ہی ناداشنگو بھی چونک کر دک گیا۔ کیونکہ سامنے وہی سرخ رنگ کی دیوار موجود تھی۔

”ارے بیابان کیسے دیوار اُگئی؟“ — ناداشنگو کے منہ سے بے اختیار نکلا اور عمران کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ ایسا سانس جیسے جواری اپنی اُخری باری بھی مار کر سانس لیتا ہے۔

”آتا عمران بیابان بھی دیوار ہے۔ اودہ میں سمجھا تھا یہاں نہ ہوگی۔“ — ناداشنگو نے مڑ کر یاہوسانہ ہچے میں کہا۔

”ہمیں اس کا مطلب ہے کہ تمہارا یہ مقدس راستہ مکمل طور پر بند ہو چکا ہے اور ہم اب نہ واپس جا سکتے ہیں اور نہ ہی اس دیوار کو توڑ سکتے ہیں۔“ — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ ڈبلیو ڈبلیو بھی اس دیوار کو نہیں توڑ سکتا۔ تم تو کہتے تھے کہ وہ پہاڑ کو مٹا میں کبھی کر سکتا ہے۔“ — جوہیا نے جھلکے ہوئے ہچے میں کہا کیونکہ اُسے بھی اصل پریشانی کا احساس ہو گیا تھا۔

”ہاں بشرطیکہ وہ عام پہاڑ ہو۔ ایئر بلاکس کا بنا ہوا نہ ہو۔“ عمران نے کہا۔

”یہ ایئر بلاکس کیا ہوتا ہے؟“ — جوہیا نے پوچھا۔

”مضبوط کیمکس سے بلاکس بنائے جاتے ہیں اور پھر انہی کیمکس کی مدد سے ان بلاکس کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر چھت یا دیوار بنائی جاتی ہے۔ یہ دیوار یا چھت اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا۔ یہ بلاکس چونکہ انتہائی گراں قیمت میں پڑتے ہیں اس لئے انہیں صرف اس جگہ استعمال کیا جاتا ہے جہاں انتہائی ضرورت ہو۔ ایسے بلاکس اب ہم صرف الیمک لیبارٹریوں کی تیاری میں استعمال کئے گئے ہیں لیکن شاید روسیہ نے پاکیشا کے ایٹمی پلانٹ کی تباہی

”اس سے کیوں نہ مدد لی جائے؟“ — جوزف نے کہا۔

”نہیں — وہ یہاں کام نہیں دے سکتی۔ وہ صرف سیدھی سرنگ کھود سکتی ہے۔ اور یہ یا بچے کی طرف نہیں جاسکتی اگر ایسا ہو سکتا تو میں پہلے ہی یہ کام شروع کر دیتا۔“ —

عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”تو اب کچھ سوچو گے بھی یا رو نہیں کھڑے احمقوں کی طرح سر ہلاتے رہو گے؟“ — جو ایسا نے بری طرح جھلٹاتے ہوئے کہا۔

”احمقوں کا سر تو خالی ہوتا ہے اس لئے بے اختیار ہلتا۔ رہتا ہے مگر عقلمندوں کے سر وزن کی وجہ سے نہیں ہل سکتے۔ اب یہ اور بات ہے کہ یہ وزن عقل کی بجائے جوتے کا ہو۔ دیکھو تنویر کس طرح ساکت کھڑا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس احمق نا دانشکو کے پیچھے اس طرح چل پڑے تھے جیسے یہ نا دانشکو نہ ہو کوئی دیوتا ہو۔ اب جھکو۔“ — تنویر نے انہماں حسیلے لیجے میں کہا۔

”عمران صاحب — اگر ہم اسی طرح یہاں کھڑے ایک دو سرے سے لڑتے رہے تو پھر ہماری موت یقینی ہے۔ یہاں موجود اکیس بن جلد ختم ہو جائے گی اور میرا خیال ہے ہم اکیس وقت سطح زمین سے کم از کم سو فٹ نیچے ہوں گے۔ اس قدر گہرائی میں تو اکیس بن ویسے ہی کم ہوتی ہے اس لئے آپ کوئی

کو اس قدر اہمیت دے رکھی ہے کہ اس نے اس جنگل میں ایئر بلاکس کا اڈہ تعمیر کیا ہے۔ بہر حال یہ دیوار ڈبلیو ڈبلیو سے نہیں ٹوٹ سکتی اور ڈبلیو ڈبلیو یہاں استعمال بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ دیوار تو زلزلے کی البتہ اس پر سے جسے کی زمین فضا میں اڑ جائے گی اور ان کے زردی میں ہمارے جسموں کے ذرے بھی شامل ہوں گے۔“ — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے ہم ایک لحاظ سے مکمل طور پر پھنس گئے ہیں۔“ — جو ایسا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں اب یہ ہماری اجتماعی قبر کہلائے گی۔ چلو علیحدہ علیحدہ عرسوں کا خرچ تو بچ جائے گا۔ ایک ہی خرچہ میں ہم سب کے عرس اطمینان سے پڑھے جائیں گے۔“ — عمران نے بلی بل مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات یکلفت غائب ہو گئے تھے۔

”تم مسکرا رہے ہو اور ہماری جان پر بنی ہوئی ہے۔“ — جو ایسا نے جھلٹاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ دیوار کس قدر گہری ہوگی؟“ — اچانک جوزف نے پوچھا۔

”یہ تو کھودنے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کیوں؟“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں بیگ میں سرنگ کھودنے والی مشین تو موجود ہے

تجویز سوچیں جس سے اس عذاب سے رہائی مل سکے؟ —
صغیر نے انتہائی سنجیدہ ہجے میں کہا۔

”ماسٹر اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بات کروں۔ اب
مکمل خاموشی کھڑے ہوئے جو انہوں نے کہا اور سب چونک کر
اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”تم بھی بات کر لو بھائی تاکہ تمہیں بھی یہ حسرت نہ رہے؟
عمران نے کہا۔

”ماسٹر یہاں کی زمین نرم ہے۔ پتھر ملی نہیں ہے۔ اگر ہم دیوار
کے ساتھ ساتھ اسے ہاتھوں سے ہی کھودنا شروع کر دیں تو لاشیں
اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں اس دیوار کا اختتام ہو گا۔ اس
کے بعد اڑے کے اندر جانا مشکل نہ ہو گا۔“ جو انہوں نے
کہا۔

”اتنی گہری قبر کو مزید گہرا کرنا چاہئے ہو بھائی۔ اس طرح
تو رہی سہی اکیسین کا کوڑ بھی جلد ہی ختم ہو جائے گا۔“

عمران نے جواب دیا اور اس بار سب خاموش ہو گئے۔ عمران
کی پیشانی پر بھی مکیرا ابھر اُٹیا۔ وہ ان سب سے زیادہ مورخ
کی نزاکت کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے یہ جکی پھٹکی باتیں بھی اس
لئے کی تھیں کہ شاید اس طرح اس کا ذہن کوئی کام کی تجویز
سوتج سکے لیکن وہ واقعی اس بڑی طرح پہنچے تھے کہ کوئی صورت
بچ نہ سکے کی سمجھ ہی نہ رہی تھی۔ پھر جس طرح بجلی کا کونڈا چمکتا
ہے اس طرح اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

”جوزف اپنا بیگ دکھا دیجئے؟ — عمران نے چونک
کر جوزف سے کہا۔

”اوہ کوئی ترکیب سمجھ میں آگئی ہے۔“ جو انہوں نے
خوش ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی
مسرت کے آثار ابھر اُٹے۔

”ایک ہی ترکیب سمجھ میں آئی ہے کہ مولوی کو یہاں بلایا
جائے۔ نگاہ تو دس زیادہ ہیں اور تنویر جیسا مشہور ہال بھی موجود
ہے۔“ عمران نے جوزف سے بیگ لیتے ہوئے کہا۔

”پھر دی بکواس؟ — جو انہوں نے واقعی بڑی طرح جھٹل
گئی تھی۔ تنویر کا منہ بھی بگڑ گیا تھا لیکن باقی ساتھی صرف
مسکرا دیئے۔

”من لیا عم نے تنویر — مشہور ہال بکواس ہوتا ہے اور
بات بھی درست ہے۔ اصل چیز تو وہ ہمارا ہے۔ یہ مشہور ہال تو
صرف دم چھٹا ہوتا ہے جو دم کو بکواس سیدھا کئے دکھتا ہے
ٹھٹھا نہیں ہونے دیتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ میں سے ایک بڑا سا
ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ عمران کو ٹرانسمیٹر نکالتے دیکھ کر وہ سب
چونک پڑے لیکن وہ بولے نہیں۔ البتہ ان کے چہروں پر
حیرت کے آثار تھے کہ عمران یہاں سے کس کو کال کرنا
چاہتا ہے۔

”ناواشوگو اب تم نے بالکل خاموش رہنا ہے؟ —

”جئے، جئے، ہوں۔ ان کے قدموں کے ٹیڑھے میڑھے نشانات بن گئے تھے لیکن کوئی انداز نہ لگیا تھا اور“۔ — عمران نے کہا۔
”اوہ پھر تم لوگ کہاں تھے اور مجھے کیوں کالی کیا ہے تم نے۔ اور“۔ — راسکوف کے پیچھے میں اکس یار شہید ترین الجھن موجود تھی۔

• راسکوف — یہ اڈے کو تباہ کرنے کے اندر موجود
ساری سفید فام عورتوں کو مارنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں
بہت روکا لیکن یہ نہ مانے۔ تم جانتے ہو کہ میں بھلا سفید فام
عورتوں کی موت کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسا کر رہے
تھے کیونکہ انہوں نے اڈے کے اندر جا کر کوئی مشین چھپا دی
ہے۔ وہ اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ وہ اس
مشین کو جب پھاڑیں گے تو پورا اڈہ تباہ ہو جائے گا۔ سفید
فام عورتیں بھی مہرجائیں گی! — عمران نے منہ بنا کر
موتے کہا۔

”اڈے کے اندر مشین — کیا مطلب — میں سمجھا نہیں
 وہ اڈے کے اندر کیے جاسکتے ہیں“ اور — — — راسکوف
 نے حلق کے بل جھپٹے ہوئے کہا۔

میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہ وہی مشین ہے جو انہوں نے
سُفید اور چمکدار کاغذ پر لپیٹی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ کی
چھوٹی مشین ان کے پاس موجود ہے۔ وہ واپس شریا قبائل
میں پہنچ کر اس اڈے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے

عمران نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ہونے والا شگ سے مخاطب ہو کر کہا اور نادا واشنگٹن نے اثبات میں سر ہلادیا۔
عمران کے ذہن میں وہ فریکوئنسی اگلی تھی جو نکلے ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ تھی اور جس سے عمران نے کرشن بن کر اسکوٹ سے بات کی تھی۔ اس نے دی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے پیارک کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب یکلخت مسلسل جلنے لگا اور عمران کے لموں پر مکہ ایسٹ ترسٹھی۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ ناواشنکو بولی رہا ہوں اور؟“ — عمران کے منہ سے ناواشنکو کی آواز نکلی اور ناواشنکو اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

”نیس واسکوف اٹنڈنگ — تم کہاں سے بولی رہے ہو نا واشکو — کیا تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اس درخت والے راستے میں نہ گئے تھے اور؟ —“ دوسری طرف سے واسکوف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

۵ میں تو کیا کوئی بھی اس راستے سے اندر نہ گیا تھا۔ اس عمران نے مجھے کہا تھا کہ میں بس راستہ کھول دوں اور پھر اس نے اپنے بیگ میں سے ایک عجیب سا ہتھیار نکال اور اس راستے کے باہر اور اندر اس اُسے کی مدد سے ایسے نشانات لگا دیئے جن سے ایسے لگتا تھا جیسے بہت سے لوگ اندر

ہیں۔ وہ مجھے ہر صورت میں ڈھونڈ نکالیں گے اور اگر اس بار انہوں نے مجھے ڈھونڈ نکالا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ اور عمران نے بات کو ضرورت کے مطابق گھماتے ہوئے کہا۔
 ”اودہ ویری گڈ ناواشکو۔ ویری کی گڈ۔“ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر ان شیطانوں نے اب تک ڈبلیو ڈبلیو کو نائز کیوں نہیں کیا۔ وہ یقیناً تمہیں پاکلوں کی طرح تلاش کر رہے ہوں گے لیکن تم ہو کہاں، تفصیل بتاؤ اور۔“
 راسکوف کی صرست بھری آواز سنا دی۔ اور عمران اس کی یہ بات سن کر سمجھ گیا کہ وہ بس سیدھا سادھا آدمی ہے جو اتنی جلدی اس کے چکر میں آ گیا ہے۔

”میں اس درخت والے راستے سے بائیں طرف ایک اور مقدس راستے میں چھپا ہوا ہوں لیکن اُسکے تمہاری وہ سرخ رنگ کی دیوار ہے اور باہر وہ مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ اگر میں باہر گیا تو وہ یقیناً مجھے مار بھی ڈالیں گے اور مجھ سے مٹیں بھی چھین لیں گے۔ اور۔“ عمران نے کہا۔
 ”اودہ اچھا۔ میں سمجھ گیا کہ تم کہاں ہو۔ کیا تم اکیلے ہو اور۔“ راسکوف نے کہا۔

”نظا ہرے میں نے اکیلا ہی ہونا ہے۔ لیکن اب میں باہر کیسے جاؤں گا۔ وہ تو مجھے مار ڈالیں گے اور۔“ عمران نے ناواشکو کی آواز میں تقریباً رو دینے والے پہلے میں کہا۔
 ”تم فکر نہ کرو ناواشکو، ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔“

مجھے کہنا میں ان کے لئے گھوڑوں کا بندہ بست کروں کیونکہ ان کے بہت سے ساتھی سخت زخمی ہیں۔ میں ان سے وعدہ کر کے اٹھیا مگر انہیں معلوم نہ ہو سکا۔ میں چپکے سے وہ اڈہ تباہ کرنے والی اور یہ باتیں کرنے والی دونوں مشینیں بھی ساتھ اٹھا لایا ہوں تاکہ وہ سفید نام عورتوں کو نہ مار سکیں۔ اگر آپ مجھ سے معاہدہ کریں کہ اڈے میں موجود تمام سفید نام عورتیں جاتے ہوئے میرے حوالے کر دیں تو میں وہ تباہ کرنے والی مشین آپ کے حوالے کر سکتا ہوں۔ اور۔“ عمران نے کہا۔

”اودہ۔ اودہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اودہ میں سمجھ گیا۔ جب میں اور پروفیسر اس درخت والے راستے میں میزائل فائر کرنے گئے ہوں گے اس وقت یہ شیطان انڈر فائل ہو گئے ہوں گے۔ تم اڈے کی عورتیں کہہ رہے ہو میں تمہیں روک سیکھا سے عورتوں کا پورا گروہ منگوا کر دوں گا۔ تم وہ مشین مجھ تک پہنچا دو۔ اور۔“ راسکوف نے انتہائی ہراساں سے پہلے میں کہا اور عمران کے لبوں پر لمبی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے تو میزائل فائر ہونے کا آئینہ یا سامنے رکھتے ہوئے گولہ بولی سی باتیں کی تھیں لیکن راسکوف خود ہی کھل گیا تھا۔

”میں تیار ہوں۔ وہ لوگ اب مجھے تلاش کر رہے ہوں گے اور ان لوگوں سے بچنے کے لئے میں ایک اور مقدس راستے میں داخل ہو کر چھپ گیا ہوں کیونکہ یہ لوگ انتہائی خطرناک

اسی لمحے صفدر نے مٹی ہٹائی تو صرخ رنگ کی ایک پتلی سی تار باہر نکل آئی۔

”یہ صرخ رنگ کی تار مٹی سے نکلی ہے۔ یہی تالی ہے دیوار میں راستہ بنانے کی۔“ — عمران نے کہا۔

ہاں ہاں بالکل یہی تار ہے۔ اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک دور دار جھٹکا دو یہ ٹوٹ جائے گی اور راستہ بن جائے گا اور؟ — راسکوف نے تیز بولے میں کہا اور عمران نے صفدر کو ایک طرف ہٹنے کے لئے کہا اور خود کمر ہاتھ میں پکڑے وہ دیوار کی چڑ میں پہنچ گیا۔ اس نے تار کو غور سے دیکھا اور اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے بڑی احتیاط سے کمر کے منہ کو اس تار میں پھنسا دیا۔

”میں تار توڑ رہا ہوں، میں نے اسے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا ہے۔ اور؟“ — عمران نے کہا۔

”دور سے جھٹکا دو شاہا کش اور؟“ — راسکوف کی حیرانہ آواز ابھری اور عمران نے کمر کو دبایا۔ تار کٹ گئی اور اس کے دونوں سروں سے نیلے رنگ کا تیز شعلہ نکلا اور بجھ گیا۔ عمران نے یککلفت ناواشنکو کے بچے میں ایک دور دار پیچ ماری اور پھر وہ لپشت کے بل دھم سے زمین پر گرا۔ اس کے منہ سے دو تین بار گراہیں مٹی لنگھیں اور پھر وہ کپڑے جھاڑتا اور مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ناواشنکو — ناواشنکو — کیا ہوا تھیں، تم کیوں پھینے

تم ایسا کرو کہ جہاں تم دیوار کے ساتھ موجود ہو وہاں اس کی چڑ میں ایک فٹ مٹی کھودو تمہیں ایک بار ایک سی تار نظر آئے گی۔ تم اس تار کو جھٹکے سے توڑ دو۔ اس طرح دیوار میں ایک راستہ بن جائے گا اور تم اس راستے پر چلتے ہوئے سیدھے میرے پاس پہنچ جاؤ گے۔ جلدی کرو کہیں وہ آواز جائیں اور سنو یہ ٹرانسمیٹر کھلا رکھنا تاکہ مجھے تمہاری آواز سنائی دیتی ہے اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”اچھا اور؟“ — عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ مسکراتے ہوئے صرٹاٹے لگا۔ اس نے جلدی سے بیگ کھولا اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک جدید ساخت کا کٹر نکال لیا۔ پھر اس نے صفدر کو اشارہ کیا کہ وہ مٹی کھودے۔ صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر مٹی کھودنی شروع کر دی۔

”کیا کر رہے ہو ناواشنکو — کیا مٹی کھود رہے ہو اور؟“ — راسکوف نے بے چینی سے پوچھا۔

”ہاں میں مٹی کھود رہا ہوں۔ اور؟“ — عمران نے ٹرانسمیٹر سے ذرا پیچھے ہٹ کر کہا جیسے فاصلے سے بول رہا ہو۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا وہ بٹن پریس کر دیا تھا جس کے بعد بات کرنے کے لئے بار بار بٹن آف آن نہ کرنا پڑتا تھا۔ ٹکسٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر میں یہ سہولت موجود ہوتی تھی۔ اس نے شاید راسکوف نے اسے ٹرانسمیٹر کھلا رکھنے کے لئے کہا تھا لیکن اس جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر میں بھی یہ سہولت موجود تھی۔

چل رہا ہے بلکہ چھلانگیں مار رہا ہے۔ اب اس دیوار میں سے کوئی راستہ کھلے گا اور راسکوف ناواشنگو کی لاش سے ریوٹ کنٹرولر لینے آئے گا۔ اس لئے سب لوگ ہوشیار رہیں؟۔ عمران نے کہا اور ان سب کے چہروں پر حقیقی مسرت کی جگہ گھٹ اُبھر آئی۔

”آقا عمران۔ آپ واقعی آقا بننے کے لائق ہیں؟۔“

ناواشنگو نے اس بار بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک دیوار کے دہائی حصے میں سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سب تیزی سے دیوار کی سائیڈ میں ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد واقعی دیوار میں سے ایک خلا سا پیدا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک رومیائی اچھل کر اندر داخل ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ جیتتا ہوا اچھل کر منہ کے بل سامنے زمین پر گرنا۔ عمران نے اس کی گردن کے عقبی حصے پر زور دار ہاتھ مارا تھا۔ نیچے گر کر اس سے پلٹ کر اٹھنے کی ابھی کوشش ہی کی تھی کہ عمران نے اُسے بڑھ کر پوری قوت سے لات اس کی کپٹی پر ماری اور راسکوف جیتتا ہوا الٹ کر چپٹ ہوا اور پھر اس کے ہاتھ بیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔

”چلو اٹھاؤ اسے کیپٹن شکیل؟۔“ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر بیہوش پڑے ہوئے راسکوف کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا اور وہ سب عمران کی رہنمائی

ہو اور:۔۔۔ راسکوف کی تیز آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی لیکن عمران نے نہ صرف خود کوئی جواب دیا بلکہ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ناواشنگو اور دوسرے ساتھیوں کو بھی خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

راسکوف کافی دیر تک چیخ چیخ کر ناواشنگو کو پکارتا رہا لیکن جب اس طرف سے اسے کوئی جواب نہ ملا تو اچانک ٹرانسمیٹر آف ہو گیا اور عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

”لو بھی ناواشنگو کی موت نے ہماری زندگی کا راستہ کھول دیا۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ کیا مطلب؟۔۔۔ سب نے بیک آواز ہو کر کہا۔“ راسکوف ناواشنگو کو جمت بنا کر اس سے صرف ریوٹ کنٹرولر حاصل کرنا چاہتا تھا اور ساتھ ہی وہ اسے ختم بھی کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ پلاننگ کی۔ میں اس تار کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ ناٹرو ناٹم وائر ہے۔ ایسی تاریں حفاظت کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ انہیں اگر ہاتھوں سے توڑا جائے یا عام کڑے کاٹا جائے تو اس میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں کہ اسے توڑنے یا کاٹنے والے کا خون ایک لمحے میں جل جاتا ہے اور وہ آدمی فوری طور پر مر جاتا ہے۔ لیکن یہ گلا کس کڑے ہے جس میں ایسی خوفناک ریز کے خلاف حفاظتی اشتغالات موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے میرا خون تار کٹنے کے باوجود نہ صرف

نے دھوکہ کیا ہے؟ — راسکوف نے ذرا سی حالت بہتر ہونے ہی چچ کر کہا۔

”دھوکہ اس نے نہیں کیا تم نے کیا ہے راسکوف۔ تم اسے مار کر اس سے ریوٹ کنٹرولر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بہر حال اب تم اگر ہیں اڈے سے باہر نکلنے کا ایسا راستہ بتا دو جس سے گزرتے ہوئے ہیں اڈے میں موجود کوئی شخص نہ دیکھ سکے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔“ — عمران نے اسی طرح سرد بچھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں بتاتا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔“ — راسکوف نے جلدی سے کہا۔

”تم مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔“ — جلدی بتاؤ۔
عمران نے کھٹ پچھے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے پیر کو ذرا سا گھما دیا۔

”بب۔ بب۔ بب بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ اوہ اس قدر عذاب۔“ — راسکوف نے پھر کہتے ہوئے بچھے میں کہا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر مسخ ہونے لگ گیا تھا۔

”بتاؤ درہ اس بار۔“ — عمران نے کہا اور پیر کو ذرا سا پیچھے کیا تو راسکوف کسی ٹیپ کی طرح بولنے لگا۔ عمران چونکہ مارٹینا سے اڈے کے اندر دنی معمول کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا تھا اس لئے وہ کسی حد تک تو اس کی ساخت سے واقف تھا لیکن مارٹینا اس کے میکینزم کو

میں اس دلیوار میں پیدا ہونے والے غلام سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گئے۔ یہ ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے کا دو دروازہ ایک اور راہداری میں کھلتا تھا اور وہ اس کمرے سے ہو کر اس راہداری میں پہنچ گئے لیکن اس راہداری کے اختتام پر محسوس دلیوار تھی۔ اس طرح راہداری ختم ہو گئی تھی۔ اب وہ کسی اور طرف نہ جاسکتے تھے۔

”اسے ہوش میں لے آؤ اب یہی سب کچھ بتائے گا۔“
عمران نے مڑ کر کہا اور کیپٹن شکیل نے راسکوف کو فریش پر لٹا دیا اور پھر جبکہ اس نے اس کا منہ اور ناک باغیوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی راسکوف کے جسم میں ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی اور کیپٹن شکیل پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے اگلے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا لوٹ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد راسکوف کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے پیر کو ذرا سا گھما دیا اور راسکوف کا نہ صرف جسم ساکت ہو گیا بلکہ اس کے منہ سے خرخابٹ کی آوازیں بھی نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔

”خبردار۔ ایک لمحے میں مارڈالوں گا۔“ — عمران نے انتہائی سرد بچھے میں کہا اور پھر اس نے پیر کو واپس گھما دیا۔
”تت۔ تت۔ تت تم زندہ ہو۔ اوہ دھوکہ کیا اس ناواشنگ

جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ کمرہ نما
لفٹ نے انہیں اوپر ایک راہداری میں پہنچایا جہاں سے وہ
راسکوف کے دفتر تک پہنچ گئے۔ دفتر کے اندر نیشنل وے
کھولنے والی مشین موجود تھی۔ عمران نے جیب سے کاغذ میں
لیٹا ہوا ڈبلیو ڈبلیو نمکالا۔ اس نے اسے ایک بار پھر کاغذ میں
لیٹ کر رکھ لیا تھا تاکہ اسے اندر سے مشین کے ذریعے چیک
نہ کیا جاسکے۔ اس نے کاغذ کھولا اور ڈبلیو ڈبلیو کو ایک الماری
کے پچھلے خانے میں اس طرح چھپا کر رکھ دیا کہ خاص طور پر دیکھنے
پر وہ نظر آ سکتا تھا۔

”اے عمران اڈے میں بہت سی سفید عورتیں بھی ہیں؟“
ناداشنگو نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم ان سفید نام عورتوں کے ساتھ مرنا چاہتے ہو؟“
عمران نے اس طرح عزتے ہوئے جواب دیا کہ ناداشنگو بے اختیار
سہم کر خاموش ہو گیا۔

پیشل وے کھول کر عمران اور اس کے ساتھی بڑے
اطمینان سے اڈے سے باہر نکل آئے میں کامیاب ہو گئے۔
اور وہاں پہنچ کر عمران نے اطمینان کا ایک غویل سانس لیا۔

”جلدی کرو۔ اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے دور ہونا
ہوگا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے
پرائنٹ ٹو کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے چہروں پر اطمینان بھر
تا اثرات موجود تھے۔ ڈبلیو ڈبلیو اس اڈے کے اندر پہنچ

نہ جانتی تھی اور راسکوف انچارج تھا۔ اس لئے عمران کو
تفصیلات اس سے پوچھنا پڑیں۔ اس نے مختلف سوال کئے
اور جب اسے تسلی ہو گئی کہ اب وہ کسی کے علم میں آئے بغیر یہاں
سے نکل جائیں گے تو عمران نے پیر کو تیزی سے لکھا دیا۔ راسکوف
کے حلق سے خرخراہٹ نکلنے کے ساتھ ساتھ اس کے ناک اور
منہ سے خون کسی نوار سے کی طرح اُبھنے لگا۔ اس کا پورا جسم ذرا
ہوئی مرغی کی طرح چند لمحوں کے لئے پھڑکا اور پھر وہ ساکت
ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔
”اؤ میرے ساتھ۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اس
اڈے کے اندر بھی ایسے انتظامات ہیں کہ وہ ہمیں ایک بار پھر کسی
موت کے پنجرے میں بے بس کر سکتے ہیں۔“ عمران نے
کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں
سے گزر کر وہ دوسری راہداری میں پہنچے تھے۔ یہ کمرہ لفٹ کے
طور پر کام کرتا تھا۔

”تم اسے تباہ کرنے کی بجائے یہاں سے نکلنا چاہتے ہو۔
کیا مطلب؟“ جولی نے حیران ہو کر کہا۔

”اس کے اندر ابھی پروفیسر برسکی بھی موجود ہے۔ اور
دوسرے کافی لوگ بھی ہیں اور تم سب زخمی ہو۔ اس لئے
اگر ہم نے لڑنا شروع کیا تو یہ اڈہ ہماری قبر بن سکتا ہے۔
فرق صرف اتنا ہوگا کہ وہ کبھی قبر ہی یہ پختہ قبر بن جائے گی۔
میں اسے ڈبلیو ڈبلیو سے تباہ کروں گا۔“ عمران نے

چکا تھا اور اس بار وہ کرومیم کی تہہ والے کاغذ میں نہ لپٹا ہوا تھا۔

پلوائنٹ ٹرمک پینچنے میں انہیں اُدھا گھنٹہ لگ گیا۔ وہ اب پلوائنٹ ٹوکے اس دھانے پر پہنچ گئے جس کے بعد دھولان سے وہ اندر جا سکتے تھے۔

”ٹھیک ہے اب اس خوفناک اڈے کو تباہ ہو جانا چاہیے۔ اس پر وینسیر برسکی اور اس کے ساتھیوں سمیت۔“ عمران نے جیب سے ریوٹ کنٹرولر نکالا اور اس پر پلٹا ہوا کاغذ علیحدہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ناواشوگو اس کے قریب کھڑا تھا، عمران نے جیسے ہی کاغذ ہٹایا ناواشوگو کسی عقاب کی طرح چھپٹا اور عمران کے ہاتھ سے ریوٹ کنٹرولر چھین کر وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا پلوائنٹ ٹوکے دھانے میں غائب ہو گیا۔ ناواشوگو کی یہ حرکت اس قدر اچانک اور خفاہنہ توقع نہ تھی کہ عمران جیسا شخص بھی حیرت سے بُت بنا کھڑا رہ گیا اور پھر ایک لمحے بعد جیسے ہی اس کا ذہن اس جھٹکے سے سنبھلا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ مصفد اور کیپٹن شکیل بھی اس طرف دوڑے لیکن پھر انہیں بے اختیار رُکن پڑا کیونکہ دھانہ بند ہو چکا تھا۔ اب دریاں محسوس زمین بنتی جہاں ایک لمحہ پہلے دھانہ موجود تھا۔

”اس آدمی کی بھی مجھے سمجھ نہیں آسکی۔ سنبھانے اچانک اس کے دماغ میں کونسا کیرٹار ٹینگا ہے؟“ — عمران نے

ہوٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھاگ کر جوزف کے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ جھپٹا اور اسے کھول کر اس کے اندر ہاتھ مارنے لگا۔ سب ساتھیوں کے چہرے ناواشوگو کے اس حیرت انگیز اقدام سے حیرت سے بگڑے ہوئے تھے۔ لیکن وہ خاموش تھے کیونکہ ناواشوگو کی اس حرکت نے واقعی انہیں بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ ناواشوگو تو سرنگ کے راستے موت کے جنگل کو کراس کر کے شریا قابلِ تک اسانی سے پہنچ سکتا تھا لیکن وہ اب السا نہ کر سکتے تھے۔ انہیں لازماً موت کا جنگل کرنا کرنا پڑتا اور اس جنگل میں نصب آٹومیک مشینری انہیں لازماً جلا کر رکھ دیتی۔ اڈے کو بھی ریوٹ کنٹرولر کے بغیر تباہ نہ کیا جاسکتا تھا۔ وہ واقعی عجیب بے بسی سی محسوس کر رہے تھے۔ عمران نے بیگ کے اندر سے ایک چھپٹا سا آلہ نکالا۔ اس کا ریپر پھاڑ کر ایک طرف پھینکا اور پھر اس آلے کو لے کر وہ تیزی سے اس جگہ آیا جہاں دھانہ تھا۔ اس جگہ کو کراس کرتا ہوا وہ ذرا اُسکے کی طرف دوڑا اور پھر شمال کی طرف مڑ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اُسکے بڑھنے لگا۔ صفد سمجھ گیا کہ عمران اس جگہ پر بھاگ رہا ہے جہاں نیچے سرنگ ہے۔ لیکن عمران کے اس طرح بھاگنے کی وجہ انہیں سمجھ میں نہ آئی تھی البتہ آلے کو دیکھ کر انہوں نے ہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ کسی قسم کا بم ہے اور عمران یہ بم مار کر اس سرنگ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ کافی دور اُسکے جا کر عمران لیکھنت زمین

ناواشنگو کو فوری طور پر روکنے کا وہ حل ہو گیا ہے۔
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ پھر انہوں
 نے نہ صرف بیگوں میں موجود تمام باہر نکال لئے بلکہ اپنی جیبوں
 میں موجود ہم بھی باہر نکال لئے۔
 "میرا خیال ہے انہیں ایک جگہ اکٹھا کر ان پر فائرنگ
 کی جائے تو اس طرح زیادہ طاقتور بلاسٹ ہوگا؟" تنویر
 نے کہا۔

"بالکل درست ہے بلکہ تھوڑی سی مٹی کھود کر ان کا ڈھیر
 قدرے گہرائی میں کر دو تاکہ اند کی طرف بلاسٹ ہو۔"
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر جہاں عمران نے اُل
 لگایا تھا اس سے کافی اُلگے کر کے عمران کے کہنے پر انہوں نے
 ہاتھوں سے ایک گڑھا کھودا اور پھر سارے ہم اس کے اندر ڈھیر
 کر کے وہ سب پیچھے ہٹنے لگے۔ کچھ دور جا کر عمران نے جیب
 سے مشین پشیل نکالا اور پھر اس کا رخ اس ڈھیر کی طرف
 کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین پشیل کی فائرنگ کے فوراً
 بعد ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس جگہ
 سے جہاں ہمیں کاہر ڈھیر موجود تھا مٹی کا ایک فوارہ سا باہر کو
 اُٹھا بالکل ایسے جیسے اُتش فشاں پھٹنے سے لاوا اُسمان کی طرف
 پھینکتا ہے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ کچھ دیر کے لئے تو انہیں
 ٹولی محسوس ہوا جیسے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے
 ہوں۔ زمین بھی بُری طرح نہ صرف لرزی بلکہ دور دور تک اس

پر گرا اور اس نے کان زمین سے لگا دیا۔ دوسرے لمحے وہ
 ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اُل زمین
 پر رکھ کر اس کے اوپر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے بعد
 اس نے دوسرا بٹن دبا دیا اور پھر سیدھا ہر کر کھڑا ہو گیا۔ چند
 لمحوں بعد وہ ایک بار پھر زمین پر لیٹا اور اس کے بٹن کا زمین
 پر لگا دیا۔ اس کے بعد وہ اُست سے اٹھا اور اس نے جھک کر
 اُلے کے دونوں بٹن اُف کئے اور اُلے کو اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔
 "ادھر اُجاؤ؟" عمران نے زور سے انہیں پکارا
 اور وہ سب عمران کا اشارہ ملتے ہی کٹھ پتلیوں کی طرح حرکت
 میں آ گئے۔

"میں نے سرننگ کے اندر بیہوش کر دینے والی گیس پھیلا
 دی ہے۔ ناواشنگو گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ میں نے
 گھوڑے کی ٹاپیں مٹن لی تھیں۔ وہ یہاں سے ذرا سا پیچھے تھا
 اور اب گھوڑے کے ٹاپوں کی اُواز بھی بند ہو گئی ہے۔ اس
 کا مطلب ہے کہ ناواشنگو اور گھوڑا دونوں بیہوش ہو چکے ہیں۔
 عمران نے اپنے ساتھیوں کے پیچھے کے بعد کہا۔
 "لیکن اب اس سرننگ کے اندر کیسے جائیں گے؟"
 جو لیانے کہا۔

"ایک ہی صورت ہے کہ جس قدر ہم ہمارے پاس موجود
 ہیں سب اس سرننگ کے اوپر فائر کر دو۔ گو سرننگ کافی گہرائی
 میں ہے لیکن پھر بھی راستہ بن ہی جائے گا۔ مسئلہ تھا اس

میں گہری دراڑیں سی پڑ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد جب مٹی بیٹھ گئی تو وہ سب اس طرف کو پکے۔ دوسرے لمحے وہ سب خوشی سے اچھل پڑے کیونکہ نیچے گہرائی میں سرنگ کا عھوڑا سا کھل ہوا حصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ باقی حصہ مٹی سے بڑھ چکا تھا۔ ابھی کچھ دیر تک جاؤ۔ سرنگ کے اندر تیر گئیں پھلی ہوئی ہے۔ وہ نکل جائے۔ — عمران نے انہیں نیچے

ہٹنے کا اشارہ کیا اور پھر چند منٹوں تک وہ گیس نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔ اس کے بعد عمران سب سے پہلے اُگے بڑھا اور گرہے میں اتر کر جہاں تک وہ نیچے جاسکتا تھا جانے کے بعد اس نے چھلانگ لگائی اور سرنگ کے اندر پہنچ گیا۔ لیکن نکل چکی تھی اور سامنے سرنگ کے اندر گھوڑا اگرا پڑا تھا جب کہ ناواشنگو کا جسم سرنگ کی دیوار کے ساتھ گھوڑے کے نیچے دبا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اُگے بڑھا اور اس نے گھوڑے کی ٹانگیں پکڑ کر اسے پوری قوت سے دوسری سمت کیا تو ناواشنگو کا جسم گھوڑے کے بوجھ سے آزاد ہو گیا۔ عمران نے سب سے پہلے اس کی جیب میں موجود ریویٹ کنٹرولر نکال کر اسے چیک کیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں ریویٹ کنٹرولر فوٹ چھوٹ نہ گیا ہو لیکن ریویٹ کنٹرولر درست حالت میں تھا۔ اور اسے درست حالت میں دیکھ کر عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ اس دوران اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے سرنگ میں پہنچ چکے تھے۔

تم لوگ اس مٹی کو ہٹا کر سرنگ کا راستہ صاف کر دو۔ میں درا اس ناواشنگو سے دو باتیں کر لوں؟ — عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم اسے گولی مارو۔ وہ اڈہ تباہ کر دیں گے۔ — جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ تمہارا مطلب ہے اسے گولی مارنے کے بعد ہم شراب قابل کو بھی اپنا دشمن بنالیں اور پھر یہاں سے پیدل مہذب دنیا تک جائیں۔ اس کی مدد کے بغیر ہم اس علاقے سے باہر نہیں جاسکتے، مگر جولیا ناافرط واٹر؟ — عمران نے طنز پر لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر ناواشنگو کی ناک اور منہ دونوں کو اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ناواشنگو کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگ گئی اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ریویٹ کنٹرولر پہلے ہی جیب میں رکھ لیا تھا۔ اب اس نے جیسے مشین گن لپٹ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ناواشنگو ہوش میں آئے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔

تم لوگ آخری لمحے میں ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی ناواشنگو؟ — عمران نے عزا سے ہونے کہا۔ ”نہ نہیں آقا عمران — تم ان ساری سفید عورتوں کو بھی مارنا چاہتے تھے اس لئے میں نے یہ تم سے چھین لیا تھا۔ انہیں مت مارو، انہیں باہر نکال لو۔ میں تمہاری منت

کہتا ہوں:۔۔۔۔۔ ناواشکو نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے عمران کے پیر پکڑ لئے۔
 اس کا مطلب ہے کہ میں دنیا میں صرف سفید نام عورتوں سے دلچسپی ہے اور یقیناً تم اس لئے ہمارے ساتھ رہے تھے کہ ہم اڈے سے ساری سفید نام عورتوں کو نکال کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔۔۔۔۔ عمران کے اسے زور سے لات مارتے ہوئے کہا، اور ناواشکو چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔

”لولو۔۔۔۔۔ جواب دو۔۔۔۔۔ اور سنو میں صرف دس سنا پسند کروں گا۔۔۔۔۔ عمران نے عزت سے ہونے کہا اور دوسرے لمحے ناواشکو یکھنت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”دس سنا چاہتے ہو تو کسین لو۔۔۔۔۔ میں نے واقعی اس لئے تمہارا ساتھ دیا تھا۔ مجھے نہ تم سے کوئی دلچسپی ہے نہ اڈے سے اور سن لو تم چاہے جس قدر بھی بڑے جاہل و گروہ ہو لیکن تم کسی طرح بھی میری مدد کے بغیر اس علاقے سے باہر نہیں جاسکتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے تم ساری سفید نام عورتوں کو اڈے سے نکال کر میرے حوالے کر دو اور اپنی اس ساتھی عورت کو بھی جاتے ہوئے مجھے دے جاؤ ورنہ.....“۔۔۔۔۔ ناواشکو نے چیختے ہوئے کہا۔

”ورنہ کیا.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
 ”ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہ کر جاسکے گا۔ تم

زیادہ سے زیادہ مجھے مار لو گے لیکن میرے مرتے ہی شریا قبیلے کے مقدس پگودا کی گھنٹیاں بج اٹھیں گی اور سارے قبائل کو پتہ چل جائے گا کہ مجھے مار دیا گیا ہے اور پھر مارنا بتا دے گی کہ مجھے کس نے مارا ہے اور پھر شریا قبائل ہمیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ میں ناواشکو ہوں اور ناواشکو کی موت کا انتقام لئے بغیر وہ چین سے نہ بیٹھیں گے۔“۔۔۔۔۔ ناواشکو نے بذیاتی انداز میں کہا۔

”کیوں جولیا۔۔۔۔۔ کیا تم اس کے ساتھ رہنے پر تیار ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا۔
 ”میں اس کے منہ پر تھوکتی بھی نہیں، اوہ رکھاؤ مجھے مشین پٹل میں اسے بتاتی ہوں کہ سفید نام عورتیں اس کا کیا حشر کر سکتی ہیں۔“۔۔۔۔۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بالکل اسی انداز میں عمران کے ہاتھ پر چھٹا مارا جس طرح ناواشکو نے عمران کے ہاتھ سے ریوٹ کنڈومر چھینا تھا اور دوسرے لمحے سبز رنگ مشین پٹل کی فائرنگ اور ناواشکو کی چیخوں سے گونجنے لگی، جولیا پاگلوں کے سے انداز میں اس پر فائر کرنے جا رہی تھی۔

”ارے ارے بس اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا، وہ تو کب کا مرجکا ہے۔“۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس سے مشین پٹل چھینتے ہوئے کہا اور جولیا اس طرح سانس لینے لگی جیسے ہانپ رہی ہو۔ ناواشکو کے قسم

کو اس نے واقعی چھٹی کر کے رکھ دیا تھا۔

”مس جولیا اس قدر جذباتی ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے تھے۔ ناواشوگو کے بغیر مشرق باقیات کو سنبھال نہ جاسکے گا۔ یہ خود اسے ہسٹل کر لیتے۔“ عصفور نے سخت ہلچے میں کہا۔
”وہ انتہائی کیٹے ذہن کا آدمی تھا۔ میں اسے مزید برداشت نہ کر سکتی تھی؟“ جولیا نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”گھبراہٹ عصفور تنویر کا قد و قامت بالکل اس جیسا ہے۔ میں اسے ناواشوگو بنا دوں گا۔ پھر تو شاید جولیا کو بھی اعتراض نہ ہوگا۔“ عمران نے مصمم سے ہلچے میں کہا اور جولیا بھی بے اختیار مسکرا دی۔
”لیکن مجھے تو ان کی زبان نہیں آتی۔“ تنویر نے جولیا کو مسکراتے دیکھ کر ایسے ہلچے میں کہا جیسے اسے زبان نہ آنے کی وجہ سے سخت مایوسی ہو رہی ہو۔
”تو کیا ہوا۔“ انہو کو لگا ناواشوگو بھی تو ہو سکتا ہے۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”تم کہو اس کرنے کی بجائے مشن مکمل کر دو جو ہوگا بعد میں دیکھا جائے گا۔ ارے ہاں تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ دیواریں انیمیم بھی نہیں توڑ سکتا۔ پھر یہ خالی ڈبلیو ڈبلیو کیسے اڑہ تباہ کر دے گا۔“
جولیا نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔
”تم اڑے میں موجود انتہائی خوفناک میزائلوں کو بھول گئی ہو۔ ڈبلیو ڈبلیو اور میزائل جب اکٹھے چھٹیں گے تو ان کی طاقت ہائیڈروجن بم سے بھی بڑھ جائے گی۔“ عمران نے جیب

سے ریویٹ کنٹرولر نکالتے ہوئے جواب دیا۔

”تم فائر کرو۔“ جولیا نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ریویٹ کنٹرولر کا فائر بین پریس کر دیا۔ اس بار جن کے اوپر موجود بلب ایک جھماکے سے جلا اور پھر وہ بھی بجھ گیا اور پہلے والا بلب بھی۔ اس کے ساتھ ہی اس قدر خوفناک

اور دلی ہلا دینے والا دھماکہ ہوا کہ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے سروں پر انیمیم پھٹ پڑا ہو۔ زمین اس طرح زوردار جھٹکے لے کر ہلی کہ وہ سب بے اختیار سرنگ کی مقبی دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرے۔ ان کے حواس مبہم سے ہو کر رہ گئے تھے۔ دھماکے مسلسل جو رہے تھے اور زمین ہر دھماکے کے ساتھ بڑی طرح جھٹکے لے رہی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ساری سرنگ ان جھٹکوں سے تباہ ہو کر بیٹھ جائے گی اور وہ انکس میں دب کر زندہ دفن ہو جائیں گے لیکن پھر ابستہ آہستہ دھماکوں کی شدت میں کمی آنے لگی۔

اور زمین کو گتے والے جھٹکے بھی بند ہو گئے۔ کافی دیر بعد جب شدت ختم ہوئی تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ انتہائی مضبوط چکر لگنے کا کافی گہرائی میں تھی اور پھر اصل اڑے سے فاصلہ بھی کافی تھا اس لئے سرنگ تباہ ہونے سے بچ گئی تھی۔ ان کے چہروں پر فائز نامہ تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہے تھے جیسے میلوں دوڑ کر آئے ہوں۔ وہ آخر کار دوسرا اور کا فرستان کی پاکیشیا کے خلاف ہولناک سازش کا خاتمہ کرنے میں کامیاب

ہو ہی گئے تھے۔

اب یہاں سے نکلنے کی کر دیکھو نہ کمیز اٹکوں کے پھٹنے سے پیدا ہونے والی آگ بجھانے کہاں کہاں تک پھیل جاتے؟۔۔۔
عمران نے کہا اور پھر اس طرف بڑھنے لگا جدھر حور و ف اور
جوانا نے مل کر سرنگ کی مٹی صاف کر دی تھی۔

”اگر وہ گھوڑے مل جاتے تو؟“ — صدر نے کہا۔
”نہیں۔۔۔ وہ گیس کی وجہ سے یہ ہوش پڑے ہوں گے
اور مجھے گھوڑوں کو ہوش میں لانے کا ابھی طریقہ نہیں آتا۔
تزییر جانتا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔“ — عمران نے کہا اور
سرنگ آہستہ سے گونج اٹھی۔

ختم شد

سید امیر آئی ڈی
یونیکارنو
زار آک